المجالس العرفان

مقصد بعثت رسولؐ

عشرہ مجالس محفل شاہ خراساں، کراچی

علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی (مرحوم)

بہ تعاون

علامہ عرفان حیدر عابدی میموریل ٹرسٹ

B-241، گلشن اقبال بلاک 5، کراچی

ناشر

محفوظ بک ایجنسی
مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

MBA

Presented by www.ziaraat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب:	مقصد بعثت رسول
مقرر:	علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی (مرحوم)
مرتبہ:	اے ایچ رضوی
کمپیوٹر کمپوزنگ:	احمد گرافکس، کراچی
سرورق:	رضا عباس گرافکس
سن اشاعت:	فروری ۲۰۰۵ء
تعداد:	۱۰۰۰
بہ تعاون:	علامہ عرفان حیدر عابدی میموریل ٹرسٹ
قیمت:	۱۰۰/- روپے

ناشر

محفوظ بُک ایجنسی — مارٹن روڈ کراچی

MBA

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

علامہ عرفان حیدر عابدی کا خاص جملہ جو وہ مجالس کے دوران سامعین مجلس سے نعرۂ حیدری کہلواتے اور جواب دینے والوں کو یہ کہہ کر دعا دیتے کہ

''مولا سلامت رکھے یا علی مدد کہنے والوں کو''

جیو، جیو، جیو، جیو، جیو، جیو،

Presented by www.ziaraat.com

پیغام آخر: اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

محبوبِ ملت، ہر دل عزیز ذاکر حسینؑ، نقیب ابو طالبؑ
امین روح انقلاب حضرت علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ

یہ لاکھ فضا بدلے بدل جائے زمانہ
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
جب چرخ پہ آجائے نظر، ماہ محرّم
لہرائے عزا خانوں پہ، عباسؑ کا پرچم
جب مجلس و ماتم کے لیے، فرش بچھانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
تم لوگ سمجھتے ہو کہ، میں زندہ نہیں ہوں
میں ذاکرِ شبیرؑ ہوں، میں مُردہ نہیں ہوں
ذکرِ شُہدا کرکے، مرا سوگ منانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
جس جس نے دیا، میرے جنازے کو سہارا
آہوں کے سہارے، مجھے تُربت میں اتارا
احسان ہے ان سب کا، مری لاش پہ آنا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
مل جائیں مرے بھائی، جو ذیشان کہ فرقان
حق دارِ محبت ہیں، مرے ناصر و ریحان
بیٹا کہیں مل جائے، تو سینے سے لگانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
ماں باپ بنا رہنے کا، اک پل نہیں عادی
بیٹے کی مرے کرنا، بڑی دھوم سے شادی
شعب ابی طالبؑ میں بہو، چاند سی لانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

بیٹی سے بیاں کرنا، سکینہؑ کی یتیمی
لیلیٰ کی قسم دینا، مری ماں کو تسلی
جب روئیں تو، نوحہ علی اکبرؑ کا سنانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
ماں بہنوں کو میں، قبر میں بھی دوں گا دعائیں
آباد رہیں گودیاں، اور سر پہ ردائیں
روشن رہے آباد، رہے سب کا گھرانہ
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
بے سان و گماں، راہ میں موت آ گئی مجھ کو
میں کس کو کہوں، کس کی نظر کھا گئی مجھ کو
کیا گزری ہے مجھ پر، یہ کسی نے بھی نہ جانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
کرنا ہے تمہیں، اپنے عقیدوں کی حفاظت
نوحوں کی، سلاموں کی، قصیدوں کی حفاظت
ہر حال میں ہے فرشِ عزا، تم کو بچانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
مولاؑ کے عزادارو! تمہیں عید مبارک
عرفانؔ کے غم خوارو! تمہیں عید مبارک
دو پھول، مری قبر پہ بھی آ کے چڑھانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا
محشر میں ہمیشہ کے لیے، زیرِ زمیں ہوں
لکھ دو سرِ دروازے پہ، میں گھر میں نہیں ہوں
بس گھر میں، مرے نام کی اک شمع جلانا
اے اہل عزا! دیکھو مجھے بھول نہ جانا

Presented by www.ziaraat.com

خُطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھۡتَدِیَ لَوۡلَا اَنۡ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدۡ جَاءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ وَالۡاِکۡرَامُ عَلٰی سَیِّدِ اَصۡلِ مَّا فِی الۡوُجُوۡدِ، سِرِّ اللّٰہِ فِیۡ کُلِّ مَوۡجُوۡدٍ نُکۡتَۃِ دَائِرَۃِ الۡوُجُوۡدِ، صَاحِبِ لِوَاءِ الۡحَمۡدِ وَالۡمَقَامِ الۡمَحۡمُوۡدِ مَوۡلَانَا وَ مَوۡلَی الثَّقَلَیۡنِ جَدِّ الۡحَسَنِ وَالۡحُسَیۡنِ اَبِی الۡقَاسِمِ مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اَھۡلِبَیۡتِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ الۡمَعۡصُوۡمِیۡنَ الۡمَظۡلُوۡمِیۡنَ وَلَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعۡدَآئِھِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ مِنۡ یَّوۡمِنَا ھٰذَا اِلٰی قِیَامِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ حَقٌّ سُبۡحَانَہٗ فِیۡ کِتَابِہِ الۡمُبِیۡنِ وَھُوَ اَصۡدَقُ الۡقَائِلِیۡنَ وَقَوۡلُہُ الۡحَقُّ،

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ
یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ
الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ

پہلی مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡھِمۡ
وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! پہلی مجلس سے خطاب کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور یہاں ان دس دنوں میں ہمارا عنوان گفتگو ان شاء اللہ مقصدِ بعثتِ رسول رہے گا۔ اس عنوان کے تحت ہم اذہان سامعین کو متوجہ کریں گے کہ پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کا مقصد کیا تھا، آپ کس لئے مبعوث بہ نبوت کیے گئے، وہ کیا حکمتیں پیش الٰہ تھیں جن کے سبب اللہ نے سلسلہ ہدایت قائم کیا اور ایک نہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ بھیجے۔

تو اس عنوان کے تحت گفتگو کرنے سے پہلے میں کل رات مارٹن روڈ پر اپنے سامعین اور نوجوانوں سے کئے ہوئے وعدے کا اعادہ چند جملوں میں مختصر کرتے ہوئے اپنے عنوان سے مسلسل ہوجاؤں گا۔ کیونکہ ایک عجیب سی صورتحال کا سامنا ہے ملت جعفریہ کو۔ اور ذہنوں میں مختلف سوالات اُبھرتے ہیں کہ عاشورۂ محرم کو کیا ہوا؟ کیوں ہوا؟ کس

Presented by www.ziaraat.com

لئے ہوا؟ اور اب کیا ہو رہا ہے؟ اور ملت چاہتی ہے کہ حالات سے باخبر رہے تو ہم اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اور تمام صاحبانِ منبر کا فریضہ ہے کہ وہ قوم کو حالات سے باخبر رکھیں تاکہ کوئی جذباتی اندازِ فکر ملت اختیار کرنے پر مجبور نہ ہو، بلکہ صحیح حالات سے باخبر ہو کے اور صحیح سمت کا تعین کرتے ہوئے صحیح اندازِ فکر اختیار کیا جائے اور زندہ قوموں کا یہی طرۂ امتیاز بھی ہے کہ وہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرتی ہیں۔ حسینؑ کا پیغام بھی یہی ہے کہ

''عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے''

ہم اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اپنی زندگی کے کسی گوشے میں سید الشہداؑ کے اس ارشادِ گرامی کو نظر انداز نہیں کرتے، بلکہ ہماری زندگی کے ہر لمحے میں سید الشہداؑ کا یہ ارشاد کہ

''جیو تو عزتِ نفس کے ساتھ''

جیو تو اس سج دھج کے ساتھ جیسے کربلا میں کربلا والے جیے اور جان دو تو اس مقصد کے ساتھ کہ تمہیں مارنے والا تاریخ میں مرجائے، لیکن تم تاریخ کے اوراق پر اس طرح سے مہرِ تصدیق ثبت کردو کہ تاریخ کے مورخ کا قلمِ ادب سے سر جھکا کر تمہارے قدموں کی دھول کے پیچھے چلے۔

یہ ہے سید الشہداؑ کا پیغام، یہ ہے مفہومِ کربلا! امام حسینؑ کے لئے بہت آسان تھا، کہ مدینہ نہ چھوڑتے، بہت آسان تھا کہ مکے میں قیام کر لیتے، بہت آسان تھا کہ کسی دور کی سرحد پر چلے جاتے، دنیا کی کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی تھی۔

لیکن آپ نے کہا کہ میں چھپ کر، دب کر یا ڈر کر بیٹھنے والے باپ کا بیٹا نہیں ہوں، اگر میں چھپ گیا، اگر میں ڈر گیا، اگر میں یزید کی طاغونیت سے گھبرا گیا، تو میرا یہ عمل آنے والی مسلمان نسلوں کے لئے نمونہ بن جائے گا۔ مسلمان نسلوں کے لئے شیعہ نسلوں کے لئے نہیں۔ حسینؑ نے شیعہ نسلوں کے لئے قربانی نہیں دی، یہ تو ہماری شرافتِ حسب و نسب ہے کہ قربانی تو دی مسلمانوں کے لئے مگر ذکر صرف ہم منا رہے ہیں۔

کوئی شیعہ سنی مسئلہ نہیں تھا کربلا میں، وہاں کوئی فرقے کی جنگ نہیں تھی، شیعوں کو کچلنے کے احکامات یزید نے جاری نہیں کئے تھے۔

بلکہ سنو میری آواز جہاں تک جارہی ہو، احسان فراموشی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ یزید نے شیعوں کے خلاف تو کوئی ایکشن نہیں لیا تھا، یزید نے تختِ حکومت پر بیٹھ کر یہ کہا تھا کہ کوئی نبی نہیں تھا، کسی پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی، یہ بنی ہاشم کا ایک کھیل تھا، جو صرف حکومت حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ تو یزید اور اس کے یہ جملے کیا عکاس نہیں ہیں اس کے مقصد کو واضح کرنے کے لئے کہ کوئی نبی نہیں تھا اور کسی پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔

یعنی تاریخ اسلام کا پہلا مُنکرِ نبّوت یزید، کسی پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ نبّوت کا بھی مُنکر، قران کا بھی مُنکر، عالم اسلام سے میں کیا یہ پوچھنے کا حق نہیں رکھتا؟ کہ جو صرف نبّوت کی ایک خصوصیت کا انکار کردے، یعنی خاتم النبیّین نہ مانے، صرف خاتم النبیّین نہ مانے نبی مانے مگر خاتم النبیین نہ مانے، اسے مسلمان، مسلمان سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بلکہ اس کو بھی اور اس کے ماننے والوں کو بھی آئینی طور پر کافر ڈکلیر Declare کیا جائے گا۔ اور جو پلّے سرے سے نبّوت کا انکار کردے، جو بالکل ہی نبّوت کا انکار کردے، جو کہہ دے کوئی نبی نہیں تھا، تو کیا اس یزید کو اور اس کی حمایت کرنے والوں کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ تو اب اگر اس پاکستان میں اس یزید کی حمایت میں کوئی پرچہ آئے یا کتابچہ آئے، تو کیا اس کے لکھنے والوں کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔

جب یزید کے سارے افعال و اعمال کھلے ہوئے تاریخوں کے اوراق پر بکھرے پڑے ہوئے ہیں تو آخر اسے اور اس کے ماننے والوں کو اور اس کی حمایت میں فتویٰ دینے والوں کو کافر قرار کیوں نہیں دیا جاتا۔ اس سے آپ کا فائدہ یہ ہے کہ اگر آپ نے آئینی طور پر اس اسلامی مملکت میں یزید اور اس کے ماننے والوں کو کافر قرار دے دیا، تو دنیا کے غیر مسلم مفکر، جو چودہ سو برس سے آپ پر اعتراض کرتے آرہے ہیں کہ مسلمانوں نے حسینؑ کو قتل کیا تھا، مسلمانوں نے فرزندِ رسولؐ کو لوٹا تھا، مسلمانوں نے ظلم و ستم ڈھائے

Presented by www.ziaraat.com

تھے۔ اگر آئینی طور پر آپ نے یزید کو کافر قرار دے دیا، تو وہ دشمنوں کی روایت بند ہوجائے گی۔

ہم کھل کر اعلان کردیں کہ وہ مسلمان نہیں تھا، کافر تھا۔ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا، اسلام کا سر بلند ہوجائے گا۔ یہ جو چودہ سو برس سے لوگ کہتے آرہے ہیں یہ جو ہندو شاعر نے کہا کہ ؎

یہ مانا کہ حلقۂ اسلام سے ہم دور ہیں مولا
مگر ہم ہندوؤں میں آپ کا قاتل نہیں کوئی

سوچیں، غور کریں، فکر کریں، جذبات کی رو میں بہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر یزیدیت و خارجیت و منافقیت وناصبیت کو اس ملک کی جڑوں سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے خدا کی قسم نہ کوئی فرقہ رہے گا نہ فرقہ بندی رہے گی، نہ کوئی جھگڑا رہے گا، اس لئے کہ اگر منافقت کوئی معمولی بیماری ہوتی تو قران مجید میں اللہ کو خاص طور سے سورۂ منافقون بھیجنے کی ضرورت نہ رہتی۔ ایک مکمل سورہ قران میں نازل کردیا منافقین کے نام پر۔ اور منافقین کی پہچان کیا بتائی: زبان پر کچھ دل میں کچھ۔

اور یہ بھی بتایا کہ منافق مشرک نہیں ہوتا، منافق کافر نہیں ہوتا، منافق کلمہ پڑھنے والا ہوتا ہے۔ لا الہ الا اللہ کہنے والا ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ کہنے والا ہوتا ہے۔

ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخادعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون (سورۂ بقرہ آیت ۸۔۹)۔

جب یہ تمہاری بزم میں آکر بیٹھنے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، اور یوم آخرت پر ایمان لائے (وماھم بمومنین) یہ مومن نہیں ہیں۔ بزمِ رسالت میں بیٹھتے ہیں۔ پھر بھی مومن نہیں، ساری فضیلتوں کا آستانہ تو یہی ہے نا کہ بزم رسولؐ میں بیٹھتے ہیں پھر بھی مومن نہیں ہیں۔ چہرۂ رسول کی زیارت کرتے ہیں، محبت رسولؐ سے فیض اٹھاتے ہیں پھر بھی مومن نہیں ہیں! پروردگار کیا ہیں یہ لوگ جو بزم

رسالت میں بیٹھتے ہیں؟

تو معلوم یہ ہوا کہ یہ تو کوئی پیمانہ ہی نہیں ہوا یعنی بزمِ رسالت میں بیٹھنا تو دلیل ایمان ہے ہی نہیں۔

لا الہ الا اللہ کہنا دلیل نہیں ہے ایمان کی،

یوم آخرت پر ایمان لانا دلیل نہیں ہے ایمان کی،

اقرار باللسان کرنا دلیل نہیں ہے ایمان کی، پھر آخر حضور ہم کیسے پہچانیں کہ یہ مومن ہیں کہ نہیں۔ تو آیت نے آگے بڑھ کر ایک چھوٹا سا لفظ کہا:

"یخادعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون" مومن نہیں ہیں، یہ دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو بھی، اور صاحبان ایمان کو بھی، تو معلوم یہ ہوا اب میں تاریخ سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ کون بزم رسالت میں بیٹھا۔ میں اس پر بالکل توجہ نہیں کروں گا کہ کس نے صحبتِ رسالت اختیار کی، میں تو ان کے کردار میں یہ دیکھوں گا کہ اگر رسول کا وفادار ہے تو صاحبِ ایمان ہے۔ اور اگر دھوکہ دے رہا ہے۔ کیونکہ قران نے نشانی بتائی کہ بزم رسول میں بیٹھنے والا اگر دھوکہ دے تو سمجھ لو کہ مومن نہیں ہے۔ تو اب میں کچھ نہیں کہتا، راوی آپ کا ہے، تاریخ آپ کی ہے، قلم آپ کا ہے، روایتیں آپ کی ہیں، محدث آپ کا ہے، اپنی اپنی تاریخیں اٹھا کر دیکھو، اوراق پلٹو، اٹھا کر دیکھو کہ پیغمبرؐ کی نصرت کرنے والا کون تھا؟ پیغمبرؐ کو دھوکہ دے کر جانے والا کون تھا؟

اگر سب کے سب صاحبانِ ایمان ہیں، اور یہ ذہن میں رہے کہ اکثر یہ سوال اُٹھ جاتا ہے، کہ اگر ہم بزم رسالت میں بیٹھنے والے حضرات میں سے کسی ایک پر بھی تنقید کریں تو بات رسول اللہ پر بھی آجاتی ہے، کہ کیا رسول اللہ میں یہ صلاحیت نہیں تھی معاذ اللہ کہ وہ کسی کو ہدایت دے سکتے، اس میں رسول کا کیا قصور ہے اگر ظرف ہی ایسا نہ ہو؟

بھئی ابر رحمت تو ہر جگہ برستا ہے نا، زرخیز زمین پر جا کر برستا ہے تو سبزے لہلہا دیتا ہے، بنجر زمین پر جا کر برستا ہے تو بیکار جاتا ہے۔ تو ابر رحمت کا قصور نہیں، زمین ہی اگر بنجر

Presented by www.ziaraat.com

ہوتو میں کیا کروں۔ یاد رکھو پیغمبر اسلامؐ مسلمان بنانے کے لئے نہیں آئے تھے، سلمانؓ بنانے کے لئے آئے تھے۔ بوذرؓ بنانے کے لئے آئے تھے۔

محدث دہلوی نے اپنی کتاب مجالس النبوۃ میں بڑی خوبصورت بحث کی ہے پیغمبر اسلامؐ کی حیات کے آخری لمحات پر، اور کہا کہ چودہ (۱۴) دن پہلے، وفات سے چودہ (۱۴) دن پہلے، شہدائے بدر کی قبروں پر گئے، ابھی فتویٰ آیا تھا کہ قبروں پر مت جاؤ اور محدث دہلوی کہتے ہیں: قبروں پر جانا بھی سنتِ رسول، فاتحہ پڑھنا بھی سنتِ رسولؐ۔

یاد رکھو جب بھی کوئی فتویٰ آئے تو سمجھ لو اس کے پس منظر میں کسی فتوے دینے والے کی خامی ہے۔ ہمیں کیوں ابال نہیں آتا، ہم کیوں نہیں فتویٰ دیتے۔ جلسہ کریں، میلاد کریں، یوم منائیں، ہم نہیں کرتے، کیوں اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی حقّانیت پر کوئی اثر نہیں ہونے والا ہے۔

ہماری تاریخ ہے ہم نے اپنے بچوں اور نوجوانوں سے۔ کبھی کہا نہیں کہ فلاں جلسے میں مت جانا! فلاں میلاد میں مت جانا! فلاں محفل میں مت جانا! ہم نہیں منع کرتے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ کہیں بھی جائے علیؑ والا رہے گا، اس کے اوپر کوئی اثر نہیں ہوگا، اور ہم کہہ بھی نہیں سکتے، ہم نے سیرت بن ہشام میں جملہ پڑھ لیا ہے، اس لئے ہم اپنے بچوں کو منع نہیں کرتے۔ کیوں اس لئے کہ ابوجہل اور ابولہب ان دونوں کے پاس مکے کے بچے آئے، اور آکر یہ کہا کہ رسول پر آیت یہ نازل ہوئی ہے کہ

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (سورۂ بقرہ آیت ۲۳)

اے کافرو! اگر تم کو قران کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شک ہے، تو تم بھی ایک سورہ بنا کر لے آؤ۔

تو آکر بچوں نے ابوجہل سے یہ کہا: کہ تم تو بڑے شاعر ہو، بہت بڑے عربی داں ہو، ایک سورہ محمدؐ نے پیش کیا ہے، چھوٹی سی "انّا اعطینٰک الکوثر" اس کا جواب دے دو۔ ساری رسالت ختم ہوجائے گی، قران کا دعویٰ بھی ختم ہوجائے گا، تو ابوجہل کی زبان

سے یہ نکلا تھا، کہ میں نے تمہیں کتنی مرتبہ منع کیا تھا، کہ تم رسولؐ کی محفل میں مت جایا کرو۔

میں نے تمہیں کتنی مرتبہ کہا، کہ محمدؐ کی مجلس میں مت جایا کرو، معاذ اللہ وہ جادوگر ہے، دیکھا تم پر جادو کردیا اس نے۔ تو ہم تو اسی دن سمجھ گئے، اور ہمیں پتہ چل گیا کہ حق کی مجلس سے روکنے والا کون ہے؟ اچھا کیوں کہا تھا ابوجہل نے، جانتا تھا کہ پیغمبر صلعم کی باتیں کریں گے اور علم سے چڑھ ہے جہل کی وہ تو پھر بھی ابوجہل تھا۔

ہم نے کبھی منع نہیں کیا اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بچے فتح مکہ کے بعد کے مسلمان نہیں ہیں۔

ہمارا بچہ تو جب صلبِ پدر میں ہوتا ہے، تب "علیؑ علیؑ" سنتا ہے۔ ہمارا بچہ جب رحم مادر میں ہوتا ہے تب علیؑ علیؑ سنتا ہے۔

گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے تب علیؑ علیؑ سنتا ہے۔

اس کی ہڈیاں بنتی ہیں تب علیؑ علیؑ سنتا ہے، اس کے اعضاء و جوارح بنتے ہیں تب "علیؑ علیؑ" سنتا ہے۔

جب ہوش وحواس میں آتا ہے تب علیؑ علیؑ سنتا ہے۔

بطن مادر سے آغوش مادر میں آتا ہے تب علیؑ علیؑ سنتا ہے۔

گھٹنوں چلتا ہے تب علیؑ علیؑ سنتا ہے۔

کھڑا ہوتا ہے تب، بڑا ہوتا تب، گرتا ہے تب سنبھلتا ہے تب علیؑ۔

جوان ہوتا ہے علیؑ علیؑ کہہ کر، بوڑھا ہوتا ہے علیؑ علیؑ کہہ کر۔

مصائب کا مقابلہ کرتا ہے علیؑ علیؑ کہتا ہے، خوش ہوتا ہے علیؑ علیؑ کہہ کر۔

تلوار کے نیچے جاتا ہے علیؑ علیؑ کہہ کر، جلاد کے پاس جاتا ہے علیؑ علیؑ کہہ کر۔

گولی کے سامنے جاتا ہے علیؑ علیؑ کہہ کر، تو صلب پدر سے لے کر نزع کی آخری گھڑیوں تک، جس بچے نے علیؑ علیؑ سنا ہے، وہ دنیا میں کہیں بھی چلا جائے، علیؑ والا رہے

گا۔صلوات

وہی ہے خدا کہ جس نے امیّن میں ایک رسول ''امیّین میں امّی نہیں'' توجہ ہے نا۔ خداوند عالم ارشاد فرما رہا ہے کہ اس نے امیّن میں ایک رسول بھیجا جو انہی میں سے ہے۔

اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ اس کا مقصدِ بعثت کیا ہے؟

"یتلوا علیھم آیاتہ" وہ ان امیّن پر آیات کی تلاوت کرتا ہے۔یعنی جو تلاوت کرتا ہے وہ رسول ہے، جن پر تلاوت کرتا ہے وہ امیّن ہیں۔

"ویز کیھم" اور ان کے ناپاک نفوس کو پاک کرتا ہے۔

کن کے؟ امیّن کے؟کون کرتا ہے؟ رسول۔ جو پاک کرتا ہے نفوس کو وہ رسول ہے۔جنہیں پاک کرتا ہے وہ امیّن ہیں۔

"ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ بنیاد ہے۔

عزیزان محترم! پوری انسانیت کا مسئلہ ہے، پوری آدمیت کا مسئلہ ہے، یہ پروردگار عالم کی رحمت ہے کہ اس نے انسان بنانے سے پہلے ہادی بنائے، یہ اس کا عدل ہے کہ اس نے انسانوں کو بعد میں پیدا کیا۔ ہادی کو پہلے پیدا کیا۔ تاکہ اس کائنات کا پہلا آدمی بھی محروم ہدایت نہ رہے، اگر ایسا ہوتا کہ آدمی پہلے پیدا کئے جاتے، ہادی بعد میں بھیجا جاتا، تو جتنے عرصے بعد بھی آدمیوں کے درمیان ہادی الٰہی آتا تو اتنے عرصے کی ہادی کی غیر حاضری کی ساری ذمہ داری دامن عدل الٰہی پر آجاتی، اور گمراہ ہونے والا بے ساختہ یہ کہہ سکتا تھا کہ پروردگار میں ہدایت کیسے پاتا؟ تو نے میرے لئے کسی ہادی کا انتظام ہی نہیں کیا تھا۔

اس لئے مشیت نے حجت تمام کردی، ہم پہلے آدی سے پہلا ہادی مقرر کریں گے، تاکہ اس زمین پر جب وہ آئے تو پہلا انسان بھی محتاجِ ہدایت نہ رہے۔

عزیزان! محترم پہلا ہادی اگر سمجھ میں آ گیا تو آخری ہادی بھی سمجھ میں آجائے گا۔ اللہ نے کہا فرشتوں سے کہ ہم زمین پر اپنا خلیفہ بنانے جا رہے ہیں:

قال ربك للملائكة انی جاعل فی الارض خلیفه (سورۂ بقرہ آیت ۳۰)

ہم بنانے والے ہیں اس زمین پر انسانوں کے لئے خلیفہ۔ یہ پہلا ہادی اتنا عظیم کہ فرشتوں کو حکم دیا کہ جب ہم اسے سنوار دیں، اسے سجا دیں، دوسرے مقام پر ارشاد ہوا اس آیت سے ہٹ کر قرآن مجید میں:

فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین (سورۂ الحجر آیت ۲۹)

اور جب میں اسے سجادوں، سنوار دوں اور اس میں اپنی روح داخل کردوں تو تم سب کے سب سجدے میں گر جانا........ تو عزیزان محترم! سجدہ کسے ہو رہا ہے؟

آدمؑ کو نہیں مٹی کے پتلے کو نہیں، اس روح کو سجدہ ہو رہا ہے کہ جو جسم آدمؑ میں داخل ہو رہی ہے، اب تدبر قرآن کیا ہے؟ سجدہ ہے اس امرِ رب کو، اس روح کو جو جسمِ آدم میں داخل ہوئی۔ بھئی فہم قرآن یہی تو ہے کہ خدا جو اشارہ کرے اس میں تدبر کرو۔

''اور جب میں اسے سنوار دوں، اور اس میں اپنی روح داخل کردوں۔''

یہاں استعمال کیا لفظ روح۔ دوسرے مقام پر قرآن نے روح کے معنی بتائے۔ میرے حبیب یہ تم سے سوال کرتے ہیں کہ روح کیا ہے؟ ان سے کہو کہ روح میرے اللہ کا امر ہے، اب آیت پڑھیں تو مقام ہادی اول سمجھ میں آجائے گا۔ سجدہ اس مٹی کے پتلے کو نہیں ہوا، سجدہ اس امر کو ہوا جو ہادی کو عطا کیا گیا۔

یعنی جب پروردگار عالم نے آدمؑ کو صاحب امر بنادیا تو فرشتوں پر واجب ہوگیا کہ وہ اسے سجدۂ تعظیمی ادا کریں۔ جس نے انکار کیا وہ ابلیس کہلایا۔ حالانکہ اللہ کا عبادت گزار تھا۔ اللہ کو سجدہ کرنے والا تھا۔ لیکن مشیت نے گوارہ نہیں کیا کہ جو مجھے سجدہ کرے وہ میرے امر کا انکار کرے۔ پہلا ہادی مقرر ہوا، مسجودِ ملائکہ قرار پایا۔ خدا نے آدمؑ کو صفت کیا عطا کی؟ فرشتوں سے سجدہ کرایا، فرشتوں سے اقرار لیا۔

Presented by www.ziaraat.com

قالوا سبحانك لاعلم لنا الا ما علمتنا پروردگار! ہمیں تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے عطا کیا ہے۔ جب فرشتے یہ کہہ چکے تو آدمؑ سے خطاب کیا:

قال یاآدم انبئهم باسمائهم فلما انباهم باسمائهم (سورۂ بقرہ آیت ۳۳)

ارشاد ہوا: اے آدم! یہ فرشتے نہیں جانتے، یہ اسماء تم فرشتوں کو بتاؤ۔ آدمؑ نے پڑھایا، فرشتوں نے پڑھا۔ آدمؑ معلم، فرشتے شاگرد۔ آدمؑ استاد، فرشتے زانوئے ادب تہ کرنے والے۔ یہ آدمؑ ہیں جو منزل اوّل پر معلم الملکوت ہیں۔ تو ملت کو غور کرنا چاہیے، کہ ان تعلیم لینے والے فرشتوں میں جنہیں آدمؑ نے پڑھایا جبرئیل بھی شامل تھے۔ تو جبرئیل بھی آدمؑ کی شاگردی کا شرف حاصل کر چکے اس فرشتے پر واجب ہے کہ وہ خاتمؐ کی غلامی کرے۔ پہلا ہادی اس منزلت کا۔

ان الله اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراهيم وآل عمران على العالمين (سورۂ آل عمران آیت ۳۳)

سورۂ مبارکہ آل عمران میں ارشاد ہوا اصطفائیت کا، ہم نے آدمؑ کو مصطفیٰ کیا، نوحؑ کو مصطفیٰ کیا، ابتدائے آیت میں ان دونوں نبیوں کا انتخاب انفرادی ہے۔ آدمؑ کا انتخاب ہوا، نوحؑ مصطفیٰ ہوئے، مگر جب آیت آگے بڑھی، تو اعلان ہوا کہ اب ہم نے ابراہیمؑ ہی کو نہیں، آل ابراہیمؑ کو بھی مصطفیٰ کیا۔ یعنی یہ ہے ابراہیمؑ کی فضیلت۔

تلك الرسل فضلنا بعضهم علىٰ بعض (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۳)

یہ ہماری سنت ہے، کہ ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ آدمؑ صرف اس قابل تھے کہ انہیں مصطفیٰ کیا جائے۔ نوحؑ صرف اس قابل تھے کہ انہیں مصطفیٰ کیا جائے۔ نوحؑ کا بیٹا اس قابل نہیں تھا، آدمؑ کی ساری اولاد اس قابل نہیں تھی، لیکن جب ابراہیمؑ کا تذکرہ کیا تو تنہا ابراہیمؑ نہیں بلکہ ہم نے آل ابراہیمؑ کو منتخب کیا۔

عزیزانِ محترم! جب ابراہیمؑ کا تذکرہ آیا تو ارشاد ہوا: ''ہم نے صرف ابراہیمؑ کو نہیں آل ابراہیمؑ کو منتخب کیا۔'' اور چونکہ یہ دلیل ہے قرآن مجید سے کہ خدا نے آل

ابراہیمؑ کو مصطفیٰ کیا، پوری آل کو مصطفیٰ کیا؟ اس کی نشانی کیا ہے؟ جسے خدا مصطفیٰ کرے، جس نبی کو اور اس کو آل کو! اس پر درود بھی واجب، سلام بھی واجب۔ اسی لئے ملت مسلمہ کا متفقہ درود ہے درودِ ابراہیمی جو حوالے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلىٰ آل ابراهيم درود بھیجیں آپ۔

پروردگار! درود و سلام بھیج۔ ساری ملت یہی دعا کرتی ہے، مالک درود بھیج، مالک سلامتی بھیج، مالک رحمتیں بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ بالکل ایسی ہی رحمتیں جیسی تو نے ابراہیمؑ پر اور آل ابراہیمؑ پر بھیجیں۔ تو ملتِ مسلمہ نے یہ تسلیم کیا، سارے مسلمانوں کا یہ ایمان ہوا کہ ابراہیمؑ بھی واجب الدرود، ابراہیمؑ کی اولاد بھی لائق درود۔

تو عزیزانِ محترم! یہ ابراہیمؑ کی آل کو مصطفیٰ کیوں کیا؟ اگر یہ آل مصطفیٰ نہ ہوتی تو پھر کون مصطفیٰ ہوتا؟ اس لئے کہ ابراہیمؑ کی آل ہی میں تو محمد مصطفیٰ بھی آ رہا تھا۔ اسی نسل میں آ رہا تھا جو مرکزِ درود ہے بے شک آل ابراہیمؑ ہی میں تو مصطفیٰؐ آ رہا تھا جو جان اصطفائیت تھا، جو مرکز انتخاب تھا، جو مرکزِ انتخاب الٰہی تھا۔

وہ مصطفیٰ! مرکزِ نگاہِ مشیت، وہ مصطفیٰ! جو علمِ اول۔

وہ مصطفیٰ! جو عقل اول، وہ مصطفیٰ! جو عشقِ اول، وہ مصطفیٰ! جو حسنِ اول۔

وہ مصطفیٰ! جو ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو شبِ معراج نماز پڑھائے۔

وہ مصطفیٰ! جو ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی امامت فرمائے۔

وہ مصطفیٰ! اس کے لئے کہا کہ اس مصطفیٰ کو بھیجا ہم نے تم میں، کہ وہ تم پر آیات تلاوت کرے۔ وہ تمہارے کلمہ پڑھنے کا محتاج نہیں کہ تم اس کا کلمہ پڑھو تو وہ مصطفیٰ ہے، اس کا کلمہ تو روز الست سوا لاکھ معصومینؑ پڑھ چکے آیۂ میثاق کی روشنی میں۔ وہ پڑھ چکے عالمِ میثاق میں۔ ہم نے اسے مصطفیٰ بنایا تو خدا کا شکر کرو کہ تمہیں مصطفیٰ کی قیادت نصیب ہوئی۔

Presented by www.ziaraat.com

تو عزیزان محترم! جو اللہ کے یہاں سے مرتضیٰ ہوکر آتے ہیں، مصطفیٰ ہوکر کرتے ہیں، مجتبیٰ ہوکر آتے ہیں، وہ ہمیشہ آ کر یہی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے اس مصطفیٰ کی تربیت کے نقشِ اول علی ابن ابی طالبؑ نے منبر پر بیٹھ کے تختِ اقتدارِ ظاہری سنبھال کے جو پہلا خطبہ دیا تو مرے مولا نے یہی کہا کہ لوگو! خدا کا شکر کرو کہ تمہیں میری قیادت نصیب ہوئی۔

یہ محمد مصطفیٰ، یہ احمد مجتبیٰ، یہ آمنہؑ کا لال، یہ رحمت للعالمین، یہ دعائے ابراہیمؑ، یہ شجرۂ طیبہ کا ثمر، یہ اصلاب طاہرہ سے "ارحام مطہرہ" کی طرف منتقل ہوتا ہوا صلبِ ہاشم میں آیا پھر صلبِ عبد المطلبؑ سے صلبِ عبداللہؑ میں، صلبِ عبداللہؑ سے بطنِ آمنہؑ میں آیا۔ بطنِ آمنہؑ سے آغوشِ آمنہؑ میں پھر آغوشِ عبد المطلبؑ میں گیا، آغوشِ عبد المطلبؑ سے آغوشِ ابوطالبؑ میں آیا۔

اس کا بچپن پاکیزہ، اس کا لڑکپن طاہر، اس کی جوانی بے داغ، یہ ہدایت کا چراغ، یہ معرفتِ الٰہی کا سراغ، یہ ایک ایسا باغ جس کا ہر پھول جس رخ سے دیکھا محمدؐ نظر آیا، وہ اپنا مشن لے کر اٹھا، تو جزیرہ نمائے عرب کے کافر معاشرے میں ایسا انقلابِ ہدایت برپا کیا کہ پہلے صداقت کا پرچار کیا، امانت کا پرچار کیا، سارے کافروں سے کہلوایا۔ تسلیم کرو کہ صادق بھی ہوں، امین بھی ہوں۔

اور عزیزان محترم! اس امر پر خصوصی غور کریں کہ اس نبی کا خصوصی شرف یہ ہے، کہ اس نے اعلانِ رسالت سے پہلے کوئی معجزہ دکھائے بغیر، کوئی آیت سنائے بغیر کافروں سے کہلوالیا کہ عبداللہ کے بیٹے تو صادق بھی ہے، تو امین بھی ہے۔

نہ زبان پر قران ہے، نہ معجزے کا اظہار ہے، نہ ہاتھ میں تلوار ہے، نہ جلو میں لشکر ہے، نہ زیرِ قدم تختِ ظاہری ہے اس لئے کہ تخت و تاج شاہی کے ذریعے سے اپنے آپ کو عوام سے ظلِ الٰہی کہلوانا اور بات ہے لیکن کردار کے حوالے سے، صداقت کے حوالے سے، صادق و امین کا لقب لینا اور بات ہے۔ ملت کو غور کرنا چاہئے اس کی بعثت کے مقاصد پر۔ تو آیا کس لئے؟ آیات کی تلاوت کرنے آیا تھا۔ آیات کی تلاوت کرنے،

نفوس کو پاک کرنے، کتاب وحکمت کی تعلیم دینے۔

یہاں بات روک کر ایک جملہ عرض کردوں، پورے قران مجید میں جہاں جہاں بھی مقاصدِ بعثتِ سرکارِ رسالت مآب کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہر جگہ ہر مقام پر یہی بتایا گیا کہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سارے انبیاء، جتنے ہادی آئے ایک ہی پیغام لے کے آئے۔

ایھا الناس قولوالا الٰہ الا اللّٰہ تفلحوا!

اے لوگوں تم اللہ کی وحدانیت کا اقرار کروتا کہ تم فلاح پاجاؤ۔

یعنی اگر کوئی اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے، تو اس میں خدا کا کوئی فائدہ نہیں۔ سارے انبیاء نے ایک ہی تو کام کیا ہے۔ یا اللہ کی وحدانیت پہنچائی ہے یا اسؐ کے آنے کی بشارت پہنچائی ہے۔ دوستو اس امر پر بھی توجہ کرتے چلیں، کہ سارے عالم ہدایت میں، تنہا ہے یہ دریتیم ابوطالبؑ، سارے عالم انسانیت میں اکیلا ہے یہ آمنہؑ کا چاند۔ دنیا کا اصول یہ ہے کہ دنیا کے لیڈر، دنیا کے اسکالر، دنیا کے فلاسفر، جب اپنا اقتدار، انسانی ذہنوں پر قائم کرتے ہیں، تو اپنے گزرے ہوئے اسکالر، فلاسفر اور لیڈر کی تردید پر قائم کرتے ہیں۔

ہر آنے والا، جانے والے کی برائی کرتا ہے۔ وہ غلط تھا، میں صحیح ہوں۔ یہ کائنات کا پہلا اور آخری عظیم المرتبت خیر البشر ہے، کہ جس نے آتے ہی دنیا والوں سے کہا کہ میں انبیاء ماسبق کی تردید پر اپنی نبوت قائم کرنے نہیں آیا، بلکہ جو مجھے ماننا چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ آدمؑ کو بھی مانے، نوحؑ کو بھی مانے، ابراہیمؑ کو بھی مانے، اسماعیلؑ کو بھی مانے۔ انسانیت سکون چاہتی ہے تو عشیرہ بھی سمجھے، غدیر بھی سمجھے۔

وہاں بھی خطبہ ہے، یہاں بھی خطبہ ہے۔ وہ کچھ یوں بھی ہے کہ اللہ کا واحد رسول ہے کہ جو بنی اسرائیل کی بکھری ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے نہیں آیا، جو اپنے قبیلے کا نبی بن کر نہیں آیا۔ جو مکہ والوں کا رسول بن کر نہیں آیا۔ جو عرب وعجم کا رسول کا بن کر نہیں آیا۔ اس کے شرف کے لئے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ جو لفظ ''عالمین'' رب العالمین نے اپنے

Presented by www.ziaraat.com

لئے استعمال کیا وہ رحمتہ للعالمین اس کے لئے استعمال کیا۔ اس نے اللہ کی توحید کا اقرار لیا۔ کس بنیاد پر؟

تلوار سے نہیں، آیات سے نہیں، معجزوں سے نہیں، جنگ سے نہیں، جدال سے نہیں، خون بہا کر نہیں، گردن اڑا کر نہیں، قتل و غارت گری کر کے نہیں۔

بلکہ سچ کی بنیاد پر کائنات کی سب سے بڑی سچائی توحید کا اقرار لیا ''سچ کی بنیاد پر'' اس لئے کہ جب اس نبی کو یہ حکم ہوگیا ''وانذر عشیرتك الاقربین'' سب سے پہلے اپنے قرابت داروں کو دعوتِ ایمان دو تو یہ بھی طے ہوگئی بات کہ پہلی دعوتِ ایمان، خاندان والوں میں ہوئی ہے۔ اب جو بھی اقرار کرے گا، خاندان والا ہوگا۔

دعوت ذوالعشیرہ جہاں پیغمبرؐ اعلانِ رسالت کرتے ہیں اور متفقہ مسئلہ ایڈورڈ گبن سے لے کر، ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر کے مصنف تک جو یورپی مفکر ہیں۔ اس سے لے کر ملت مسلمہ کی ساری کتابوں میں متفقہ طور پر جملہ لکھا ہوا ہے کہ جب پیغمبرؐ نے دعوت ذوالعشیرہ میں اعلان رسالت کیا تو ایک بارہ برس کا بچہ اٹھا، جو ابوطالبؑ کا بیٹا تھا اس نے اٹھ کر کہا:

یارسول اللہؐ! اعلان رسالت آپ کیجئے، تصدیق رسالت میں کرتا ہوں۔
ہجرت آپ کیجئے، بستر پہ میں سوؤں گا۔
اعلان جنگ آپ کیجئے، فتح جنگ میں کروں گا۔
قران آپ سنائیے، معنی میں بتاؤں گا۔
تنزیل آپ بتائیے، تاویل میں کروں گا۔
رسالت آپ کی ہوگی، ولایت میری ہوگی۔ یہ آغاز اسلام ہے۔

عزیزان محترم! توجہ فرمائیں، اس نتیجے پر، یہ ہے ہدایت کا سلسلہ۔ فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہوکر، کوہ ابوقبیس کی بلندی پر کھڑے ہوکر، اس صاحب معراج نے صنادید قریش کو جمع کر کے بغیر کسی تلوار کے، بغیر کسی لشکر کے، سب کو خطاب کر کے کہا:

میرا بچپن تم نے دیکھا، میرا لڑکپن تم نے دیکھا، میری جوانی تم نے دیکھی۔ تم میرے متعلق کیا رائے قائم کرتے ہو۔ سارے صنادید قریش نے متفقہ طور پر کہا:

عبداللہؑ کے بیٹے آپ صادق بھی ہیں۔ آپ امین بھی ہیں۔

کہا: مجھے سچا کیوں مانتے ہو؟

کہا: اس لئے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ آئینے کی طرح ہمارے سامنے ہے۔ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے دیکھا۔ میرے معزز سننے والے توجہ فرمائیں اس جملے پر۔

کہا: کیوں سچا مانتے ہو؟

کہا: اس لئے کہ آپ صادق ہیں۔ آپ امین ہیں۔

کہا: میں کہوں اس پہاڑ کے دامن کے پیچھے لشکر ہے، تم پر حملہ کر رہا ہے، یقین کرو گے؟ کہا: کریں گے۔

کہا: کیوں کرو گے؟ بغیر دیکھے ہوئے، تم تو وہ کافر ہو جو غیب پر ایمان نہیں رکھتے۔

سارے کافروں نے کہا: لشکر کو دیکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ جب آپ کہہ رہے ہیں کہ لشکر ہے تو پھر ہے۔

اور عزیزان محترم! اس بہت بڑے ذریعے سے ایک عالمی پیغام پہنچانا چاہتا ہوں عالمِ اسلام فخر کرے کہ کس کا امتّی ہے۔ کائنات میں کسی نے اپنے کردار پر اتنے اعتماد کا اظہار نہیں کیا جو محمد مصطفٰیؐ، احمد مجتبیٰؐ نے کیا۔ کسی نے ایسا اظہار نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر سیرت کی ساری کتابیں نہ بھی پڑھی جائیں تو میرے رسول کا صرف ایک جملہ اس کے مکمل، رسول ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

کافروں سے خطاب کر کے کہتے ہیں: اچھا اگر میرے کہنے پر مان لیا کہ پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے اور اس کے بعد تم پہاڑ کے دامن کے پیچھے گئے اور وہاں تمہیں لشکر نظر نہ آیا تو پھر میرے متعلق کیا رائے قائم کرو گے؟

ساری انسانیت کو چیلنج کرتا ہوں عالم اسلام کی طرف سے۔ یہ میرے نبیؐ کا شرف

Presented by www.ziaraat.com

ہے کہ جس نے بغیر کسی تلوار کے، بغیر کسی اقتدار کے اپنی بات منوائی۔

آپ نے دیکھا سیرا رسول عجیب وغریب جملہ کہتا ہے۔ سرکار فرماتے ہیں اچھا اگر تم گئے پہاڑ کے پیچھے اور لشکر نظر نہ آیا تو مجھے کیا کہو گے۔ سارے کافروں نے بیک زبان ہوکر خراج عقیدت پیش کیا آمنہؑ کے چاند کو:

اے عبداللہ کے بیٹے! اگر ہمیں پہاڑ کے پیچھے لشکر نظر نہ آیا تو ہم کافر ہیں، بے غیرت نہیں ہیں۔ ہم کہہ دیں گے کہ ہم اندھے ہوگئے تو سچ کہتا ہے۔ ہم کہہ دیں گے کہ ہم نابینا ہوگئے۔ تو سچ کہتا ہے۔ اب آپ سمجھے کس طرح سے اپنی حقانیت کو منوایا۔ ابھی اعلان کا ہے کا کرنا ہے؟ توحید کا۔ پیش کررہے ہیں کردار، توحید منوانے کے لئے قرآن نہیں پیش کررہے ہیں، آیتیں نہیں پیش کررہے ہیں، معجزہ نہیں دکھا رہے ہیں۔ توحید کو کردار کے ذریعے منوا رہے ہیں۔

اللہ کی وحدانیت کو جو کائنات اسلام کا سب سے بڑا عقیدہ ہے اس کردار کے ذریعے منوا رہے ہیں۔ یہ سیرا رسول ہے، جس نے سنت چھوڑی، جس نے سیرت چھوڑی، جس نے اپنے کردار پر ریفرنڈم کرایا ہے۔ عزیزان محترم! یہ مثال دنیا میں وہی ہے۔ اور کردار بھی ایسا کہ نہ اس میں تلوار ہے، نہ حمائتی ہیں۔ دشمنوں سے کہلوا رہا ہے کہ تو سچ ہے۔ اور جب کافروں نے کہہ دیا کہ آپ سچ ہی سچ ہیں اور سچ کے سوا کچھ نہیں ہیں تو اللہ کا رسول یہیں سے توحید کا پیغام دیتا ہے۔

اچھا اگر مجھے سچا مانتے ہو اور بغیر دیکھے ہوئے ایک لشکر کی موجودگی کا اقرار کررہے ہو، میرے کہنے پر، تو میرے کہنے پر بغیر دیکھے ہوئے ایک خدا کی وحدانیت کا اقرار کرلو۔ یہ ہے منزل اقرار توحید، یہ ہے مقصد بعثت۔ آیات کی تلاوت کرنا، نفوس کو پاک کرنا۔ آیات کی تلاوت کا حق معصوم کو، کتاب وحکمت کا علم دینا معصوم کی ذمہ داری اور عزیزان محترم! سارے مسلمانوں کا ایمان! ہمارے رسول آخری، ہمارے پیغمبر آخری، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہم سب کا ایمان، لیکن باب ہدایت بند نہیں ہوا۔ آیات کی

تلاوت بھی جاری رہنا ہے۔ تزکیہ نفوس بھی جاری رہنا ہے۔ کتاب وحکمت کی تعلیم بھی جاری رہنا ہے۔ تو آیات کی تلاوت وہ کرے جسے پیغمبرؐ کہے: انامدینة العلم وعلی بابھا

نفوس کو پاک وہ کرے، جسے قرآن شب ہجرت یہ سند دے کہ:

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ

اور لوگوں میں ایک ایسا بھی ہے جو اپنے نفس کو بیچتا ہے اللہ کی مرضی خریدتا ہے۔

کتاب وحکمت کا علم وہ دے جسے پیغمبر کہے:

انا دارالحکمة وعلی بابھا علیؑ اس حکمت کا دروازہ ہے۔

تو مقصد بعثت کو آگے بڑھایا خاندان رسالت نے۔ اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ ۶۱ھ میں جب شام کے محلوں سے یہ آواز اٹھی کہ کوئی نبی نہیں تھا کوئی رسول نہیں تھا، کسی پر وحی نہیں آئی تھی تو انکار بعثت ہوا نا! اس فلسفے کو سمجھو، مقصد رسولؐ کا انکار، نبوت کا بھی انکار، وحی کا بھی انکار۔

یزید کے یہ اشعار ستہ آج بھی عربی ادب میں موجود ہیں۔ جہاں اس نے کہا کہ کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ کوئی وحی نہیں آئی تھی، یہ بنی ہاشم کا ڈھونگ تھا جو انہوں نے اقتدار کے لئے رچایا تھا۔ ساری دنیا خاموش رہی مگر جو وارث مقصد بعثت تھا وہ تڑپا، وہ تڑپا اور یہ کہہ کے نانا کے روضے پر آیا: نانا یزید کو کس نے سمجھا دیا ہے کہ رسالت کا کوئی وارث نہیں ہوتا، نانا تیرا مقصد بھی باقی رہے گا، تیری بعثت بھی باقی رہے گی، تیری نبوت بھی باقی رہے گی، تیرا قرآن بھی بچے گا، تیرا کعبہ بھی بچے گا، تیری شریعت بھی بچے گی، تیرا نظام بھی بچے گا، تیرے اللہ کی توحید بھی بچے گی۔ اس کی کبریائی بھی بچے گی۔ میں بچوں نہ بچوں، تیرے خدا کی توحید باقی رہے گی۔

یزید نمائندہ ہے ان شرکی قوتوں کا، جو آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک آتی رہیں۔

حسینؑ نمائندہ ہے ان خیر کی قوتوں کا جو آدم سے لے کر خاتمؐ تک آتی رہیں۔ تو

Presented by www.ziaraat.com

یہ دوشہزادوں کی جنگ نہیں ہے، دونظریوں کی جنگ ہے۔

ایک رسالت کو ختم کرنا چاہتا ہے ایک رسالت کو بچانا چاہتا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کون مرا کس نے مارا؟ مسئلہ یہ نہیں ہے۔

شکست و فتح کا دارومدار یہ نہیں ہے کہ یزید کیا چاہتا تھا، حسینؑ کیا چاہتے تھے۔

دیکھو یہ کہ مقصد پورا حسینؑ کا ہوا یا یزید کا ہوا۔ یزید چاہتا تھا لا الہ الا اللہ کی آواز نہ رہے، محمد رسول اللہؐ کی آواز نہ رہے۔ نمازیں نہ رہیں، قران نہ رہے۔

حسینؑ چاہتے تھے ''توحید'' رہے، نبوت رہے، نمازیں رہیں، عبادت رہے۔ ۱۴۱۱ھ میں ملت فیصلہ کرے کہ کون جیتا؟ اگر آج نمازیں قائم ہیں، مسجدیں آباد ہیں، اسلام کی باتیں ہورہی ہیں تو تسلیم کرو کہ شر کا نمائندہ یزید ہارا، محمدؐ کا بیٹا حسینؑ جیتا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ حسینؑ کو بقائے شریعت کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ بڑی قیمت ادا کی حسینؑ نے۔ علامہ اقبال نے کہا ؎

آنکہ زیر تیغ گوید لا الہ
آنکہ از خونش بروید لا الہ

وہ حسینؑ! کہ جس نے تلوار کے نیچے بھی لا الہ الا اللہ کہا۔

وہ حسینؑ! کہ جس کے خون سے بھی کلمۂ لا الہ پھوٹا۔ مصور پاکستان کہتے ہیں۔ جس کے خون کے ہر قطرے سے لا الہ اللہ پھوٹ رہا تھا۔

آنکہ لرزد از سجودِ او زمیں
آنکہ بخشد بے یقیناں را یقیں

وہ حسینؑ! کہ جس نے بے یقینوں کو یقین بخشا۔ جس کے سجدے سے زمین میں زلزلے آگئے۔ شریعت کی باتیں کرنے والو۔ شریعت محلات میں بیٹھ کر نہیں آتی، شریعت مصطفیٰ، قائم کرنے کے لئے زمین کربلا کا تپتا ہوا صحرا ہوتا ہے۔ عباسؑ کے بازو کے قلم ہوتے ہیں۔ اکبرؑ کے سینے کی روشنائی ہوتی ہے۔ زینبؑ کی چادر کا ورق ہوتا ہے۔ پھر

حسینؑ لکھتا ہے اشھدان لا الہ الا اللہ۔

بڑی قیمت ادا کی حسینؑ نے۔ ۲۸ رجب کو مدینہ چھوڑا۔ ۳ رشعبان کو مکہ پہنچے۔

تاریخ اسلام کا پہلا حاجی جو حج سے صرف ایک دن پہلے، صرف کعبے کی حرمت بچانے کے لئے حج کو عمرے سے تبدیل کر کے چلا گیا۔

یہ کہہ کر: میرے اللہ کے گھر تیری عزت سلامت رہے، میں جارہا ہوں۔

۲رمحرم ۶۱ھ کو کربلا پہنچے۔ ۳رمحرم کو خیمے دریا سے ہٹے۔ ۷رمحرم کو محمد مصطفیٰؐ کے خاندان پر ابوجہل کے نمائندے نے پانی بند کردیا اور عزادارو! ۱۰ محرم کو قیامت آئی۔ فاطمہؑ کے گھر سے ۱۰ گھنٹے میں ۷۲ جنازے نکل گئے۔

تمام رات عبادت میں گزری۔ صبح عاشور قربانیوں کا دن، کبھی زہیرؑ کا لاشہ لائے، کبھی بریرؑ کا لاشہ لائے، کبھی حرؑ کا لاشہ لائے، کبھی بچپن کے ساتھی حبیبؑ کا لاشہ لائے۔ پھر اعزاء کی باری آئی۔ شریعت بچ رہی ہے وارث قربانیاں دے رہا ہے۔ سب کے لاشے لا چکے، اب احباب کی باری آئی کبھی قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑوں کو عبا کے دامن میں ڈالا سینے سے لگایا، کبھی اکبرؑ کے جواں سینے سے برچھی کا پھل کھینچا، کبھی عباسؑ کے ہاتھوں کو اٹھایا اور مقصد بعثت پر مہر تصدیق اس وقت ثبت ہوگئی جب ؎

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے
شبیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

سب سے آخر میں خیمے میں آئے! زینبؑ سلام، رقیہؑ سلام، سکینہؑ سلام، ایک ایک کو سلام کیا۔ خیمے کے دروازے پر آئے۔ دائیں جانب دیکھا، بائیں جانب دیکھا، ہے کوئی ہماری سواری کا لانے والا! خیمے سے آواز آئی: بھیا حسینؑ اگر عباسؑ نہیں ہے زینبؑ کو اجازت دے، میں تیری رکاب تھاموں، میں تجھے سوار کراؤں۔

حسینؑ سوار ہوئے، جنگ کی، مجھے نہیں معلوم کتنے زخم لگے، مجھے نہیں پتہ رسول اللہؐ کے بیٹے کے جسم پر کتنے زخم آئے، سرکار امام زمانہؑ عج فرماتے ہیں: میرا سلام اس

Presented by www.ziaraat.com

یہ دو شہزادوں کی جنگ نہیں ہے، دو نظریوں کی جنگ ہے۔

ایک رسالت کو ختم کرنا چاہتا ہے ایک رسالت کو بچانا چاہتا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کون سرا کس نے مارا؟ مسئلہ یہ نہیں ہے۔

شکست و فتح کا دارومدار یہ نہیں ہے کہ یزید کیا چاہتا تھا، حسینؑ کیا چاہتے تھے۔

دیکھو یہ کہ مقصد پورا حسینؑ کا ہوا یا یزید کا ہوا۔ یزید چاہتا تھا لا اله الا اللّٰہ کی آواز نہ رہے، محمد رسول اللہؐ کی آواز نہ رہے۔ نمازیں نہ رہیں، قران نہ رہے۔

حسینؑ چاہتے تھے ''توحید'' رہے، نبوت رہے، نمازیں رہیں، عبادت رہے۔

۱۴۱۱ھ میں ملت فیصلہ کرے کہ کون جیتا؟ اگر آج نمازیں قائم ہیں، مسجدیں آباد ہیں، اسلام کی باتیں ہو رہی ہیں تو تسلیم کرو کہ شر کا نمائندہ یزید ہارا، محمدؐ کا بیٹا حسینؑ جیتا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ حسینؑ کو بقائے شریعت کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ بڑی قیمت ادا کی حسینؑ نے۔ علامہ اقبال نے کہا ؎

آنکہ زیر تیغ گوید لا الٰہ
آنکہ از خونش بروید لا الٰہ

وہ حسینؑ! کہ جس نے تلوار کے نیچے بھی لا اله الا اللّٰہ کہا۔

وہ حسینؑ! کہ جس کے خون سے بھی کلمۂ لا اله پھوٹا۔ مصور پاکستان کہتے ہیں۔ جس کے خون کے ہر قطرے سے لا اله اللّٰہ پھوٹ رہا تھا۔

آنکہ لرزد از سجودِ او زمیں
آنکہ بخشد بے یقیناں را یقیں

وہ حسینؑ! کہ جس نے بے یقینوں کو یقین بخشا۔ جس کے سجدے سے زمین میں زلزلے آگئے۔ شریعت کی باتیں کرنے والو۔ شریعت محلات میں بیٹھ کر نہیں آتی، شریعت مصطفیٰ، قائم کرنے کے لئے زمین کربلا کا تپتا ہوا صحرا ہوتا ہے۔ عباسؑ کے بازو کے قلم ہوتے ہیں۔ اکبرؑ کے سینے کی روشنائی ہوتی ہے۔ زینبؑ کی چادر کا ورق ہوتا ہے۔ پھر

حسینؑ لکھتا ہے اشھدان لا اله الا اللّٰہ۔

بڑی قیمت ادا کی حسینؑ نے۔ ۲۸ رجب کو مدینہ چھوڑا۔ ۳ رشعبان کو مکہ پہنچے۔

تاریخ اسلام کا پہلا حاجی جو حج سے صرف ایک دن پہلے، صرف کعبے کی حرمت بچانے کے لئے حج کو عمرے سے تبدیل کر کے چلا گیا۔

یہ کہہ کر: میرے اللہ کے گھر تیری عزت سلامت رہے، میں جا رہا ہوں۔

۲ رمحرم ۶۱ھ کو کربلا پہنچے۔ ۳ رمحرم کو خیمے دریا سے ہٹے۔ ۷ رمحرم کو محمد مصطفیٰ کے خاندان پر ابوجہل کے نمائندے نے پانی بند کر دیا اور عزادارو! ۱۰ محرم کو قیامت آئی۔ فاطمہؑ کے گھر سے ۱۰ گھنٹے میں ۷۲ جنازے نکل گئے۔

تمام رات عبادت میں گزری۔ صبح عاشور قربانیوں کا دن، کبھی زہیرؑ کا لاشہ لائے، کبھی بریرؑ کا لاشہ لائے، کبھی حرؑ کا لاشہ لائے، کبھی بچپن کے ساتھی حبیبؑ کا لاشہ لائے۔ پھر اعزاء کی باری آئی۔ شریعت بچ رہی ہے وارث قربانیاں دے رہا ہے۔ سب کے لاشے لا چکے، اب احباب کی باری آئی کبھی قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑوں کو عبا کے دامن میں ڈالا سینے سے لگایا، کبھی اکبرؑ کے جواں سینے سے برچھی کا پھل کھینچا، کبھی عباسؑ کے ہاتھوں کو اٹھایا اور مقصد بعثت پر مہر تصدیق اس وقت ثبت ہوگئی جب ؎

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے
شبیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

سب سے آخر میں خیمے میں آئے! زینبؑ سلام، رقیہؑ سلام، سکینہؑ سلام، ایک ایک کو سلام کیا۔ خیمے کے دروازے پر آئے۔ دائیں جانب دیکھا، بائیں جانب دیکھا، ہے کوئی ہماری سواری کا لانے والا! خیمے سے آواز آئی: بھیا حسینؑ اگر عباسؑ نہیں ہے زینبؑ کو اجازت دے، میں تیری رکاب تھاموں، میں تجھے سوار کراؤں۔

حسینؑ سوار ہوئے، جنگ کی، مجھے نہیں معلوم کتنے زخم لگے، مجھے نہیں پتہ رسول اللہؐ کے بیٹے کے جسم پر کتنے زخم آئے، سرکار امام زمانہؑ عج فرماتے ہیں: میرا سلام اس

Presented by www.ziaraat.com

شہید پر کہ جس کا جسم وقت شہادت نہ زین پر تھا، نہ زمین پر، تیروں پر معلق ہوگیا تھا، ذوالجناح سے نیچے آئے۔ سجدۂ آخر میں سر جھکایا۔ شمر ملعون خنجر لے کر بڑھا۔ دوستو راوی کہتے ہیں کہ خنجر کند تھا۔ تیرہ ضربوں سے بوسہ گاہ رسولؐ کٹی مگر شمر نے انکار کیا ہے۔ شمر سے جب شام میں کسی نے پوچھا تیرا خنجر کند کیوں تھا۔ ارے خنجر تیز کر لیتا۔ تیز خنجر سے حسینؑ کو ذبح کرتا تو شمر کہتا ہے: واللہ میرا خنجر کند نہیں تھا۔ بہت تیز تھا مگر کیا کروں جب حسینؑ کے گلے پر خنجر رکھتا تھا، کسی بی بی کے ہاتھ خنجر کے نیچے آ جاتے تھے اور اس کی آواز آتی تھی۔ ارے میں نے چکیاں پیس کر پالا ہے۔

دو لمحوں کی مہلت چاہتا ہوں عزادارو! اجڑ گیا فاطمہؑ کا گھر، لٹ گیا مصطفیٰؐ کا چمن۔ عمر سعد کے لشکر میں شہیدوں کے سروں کا شمار ہوا۔ سر گنے گئے سر اکہتر ۷۱ نکلے۔ عمر سعد ملعون کہتا ہے، بہتر واں سر کدھر ہے۔ کسی نے کہا ظالم اس سر کو لے کر کیا کرے گا، وہ علی اصغرؑ کا سر ہے۔ جس کی قبر حسینؑ اپنی زندگی میں بنا چکے۔

اولاد والے سنیں۔ جملہ ختم کر رہا ہوں۔ عمر سعد ملعون کہتا ہے اصغرؑ کا سر لے کر آؤ۔ عزادارو! ایک ملعون گھوڑے پر سوار ہوا۔ ہاتھ میں نیزہ لیا۔ مقتل کی زمین میں آیا۔ جہاں دیکھتا تھا زمین نرم ہوتی تھی وہیں نیزہ مارتا تھا۔

اتنے میں جلے ہوئے خیمے سے فضہ نے دیکھا، آواز دی!

ربابؑ تیرے بچے کی خیر، رباب تیرے بچے کی خیر!

اجڑی ہوئی ماں نے جلے ہوئے خیمے کی قنات سے دیکھا، ظالم نیزہ مار رہا ہے۔

قیامت نہیں آ گئی۔ ربابؑ نے دیکھا ایک مرتبہ ظالم نے جو نیزہ مارا تو نیزے میں الجھ کے ایک چھوٹا سا لاشہ نیزے کے ذریعے باہر آ گیا ربابؑ نے کلیجہ پکڑا، ظالم گھوڑے سے اترا، میری زبان جل جاتی! میں یہ جملہ نہ پڑھتا۔ ظالم گھوڑے سے اترا۔ نیزے کو کھڑا کیا بندھے ہوئے اصغرؑ کو نیزے سے نکالا، ماں دیکھ رہی ہے اصغر کو زمین پر لٹایا گیا گھٹنا زمین پر ٹیکا میان سے تلوار نکالی، چھ مہینے کے بچے کے گلے پر۔

دوسری مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! محفل شاہ خراسان میں عشرہ ثانی کی دوسری تقریر ہدیۂ سماعت ہے گزشتہ شب کی مجلس میں جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ اس عشرہ ثانی میں ہمارا عنوان گفتگو مقصدِ بعثتِ رسول ہوگا، اور ہم آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ اللہ نے جو یہ سلسلہ ہدایت قائم فرمایا تو اس ہدایت کے سلسلے کو قائم فرمانے کا مقصد اللہ کے نزدیک کیا تھا؟ انبیاء کیوں مبعوث ہوئے، ان کی بعثت اور ان کی نبوت کے مقاصد کیا تھے؟ اور نتیجہ پر پہنچنے کے لئے ہم اس امر کی طرف آخری تقریروں میں متوجہ ہوں گے کہ ملت مسلمہ نے آیا مقاصد بعثت کو سمجھا بھی یا نہیں اس لئے کہ یہ اک عام تاثر ہے جو دیا جاتا ہے سیرت کی کتابوں سے، یا تاریخ سے۔ سیرت کی جو سب سے بڑی کتاب مسلمانوں میں سمجھی جاتی ہے وہ سیرت ابن ہشام ہے۔ اور اس

Presented by www.ziaraat.com

کتاب کے بعد جو مستند سیرت النبی سامنے آئی وہ شبلی نعمانی کی سیرت النبی ہے۔

لیکن آپ ان دونوں کتابوں میں کوئی فرق محسوس نہیں کریں گے مفہوم کے اعتبار سے لفظ بدل دیئے گئے لیکن واقعات وہی ہیں،عبارت کا انداز،قلم کے انداز کے ساتھ تبدیل ہوا لیکن کسی بھی سیرت نگار نے سیرتِ پیغمبر بیان کرتے وقت نہ قران کو میزان بنایا نہ احادیث صحیحہ کو میزان بنایا۔

علامہ اقبالؔ کا یوم ولادت اور یوم دفات تعین کرنے کے سلسلے میں تو خصوصی کمیٹی بیٹھ کر ریسرچ کرتی ہے کہ کس ون پیدا ہوئے کس دن وفات پائی۔ اور اِس لئے اس کمیٹی کی ضرورت پیش آئی کہ علامہ مصور پاکستان ہیں شاعر مشرق ہیں سرمایہ ہیں پاکستان کا۔ اس لئے ان کی تاریخ ولادت ووفات میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیئے۔ دوسری قومیں مضحکہ اڑائیں گی کہ یہ لوگ اپنے ہیروز کے تاریخ ولادت و وفات سے بھی آشنا نہیں ہیں۔

نتیجتاً کمیٹی نے برسہابرس کی تحقیق وجستجو کے بعد بیٹھ کر ایک صحیح تاریخ کا تعین کیا۔ اور جتنے بھی ریسرچ کرنے والے بیٹھے تھے کمیشن میں انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ انہوں نے لاہور والوں یا سیالکوٹ والوں سے نہیں پوچھا کہ علامہ کب پیدا ہوئے تھے، علامہ کی صحبت میں بیٹھنے والوں سے نہیں پوچھا۔ کہ علامہ کب پیدا ہوئے تھے؟ اس لئے کہ اگر ان سے پوچھتے تو صحیح تاریخ کا تعین ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کہ دوستوں کی صحبت علامہ سے ولادت کے بعد تھی۔ ولادت کے وقت نہیں تھی۔

ایک زمانے میں جب قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی سوانح حیات کے سلسلے میں گورنمنٹ نے توجہ کی۔ اور حکومت نے یہ چاہا کہ بانئِ پاکستان کی سیرت اور بانئِ پاکستان کی سوانح کو قلم بند کیا جائے متفقہ طور پر۔ تو باہر سے اسکالر بلائے گئے یعنی یہ بڑی عجیب بات ہے سوانح حیات لکھی جارہی ہے بانی پاکستان کی اسکالر بلائے جارہے ہیں باہر سے۔ چونکہ باہر والے مسلمان نہیں تھے اس لئے انہوں نے بھی حقیقت پسندی کا راستہ اختیار

کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہم پہلے قائد اعظم کے گھر والوں سے ملیں گے۔

ان سب نے یہ کہا کہ ہم پہلے قائد اعظم کے گھر والوں سے ملیں گے ان کے گھر والے بتائیں گے ان کی سیرت کیا تھی۔ ان کا کردار کیا تھا۔ ان کا آغاز کیا تھا۔ ان کا بچپن کیا تھا۔ ان کا لڑکپن کیا تھا۔ ان کے ماں باپ کون تھے۔ ان کا حسب نسب کیا تھا۔ ان کا خاندان کیا تھا۔ یعنی میٹریل جو اکٹھا کیا باہر کے لوگوں نے بھی انہوں نے بھی عقل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آتے ہی وہ حسین امام صاحب سے نہیں ملے۔ پہلے انہوں نے گھر والوں سے رجوع کیا۔ اس لئے کہ اتنی بات تو وہ بھی جانتے ہیں کہ جب بھی کسی کی سیرت لکھی جائے تو پہلے گھر والوں سے پوچھا جاتا ہے ابوہریرہ سے نہیں پوچھا جاتا۔

آپ نے انداز فرمایا کہ اتنی عقلی بات تو وہ بھی جانتے ہیں کہ جب سیرت لکھنے بیٹھے ہیں کسی شخصیت کی تو اب اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن واحد ملت ہے یہ ملت مسلمہ کہ جسے یہ شرف حاصل ہے، واحد ملت ہے یہ امت مرحومہ کہ جسے یہ سعادت حاصل ہے کہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی آج تک یہ اپنے نبیؐ کی تاریخ ولادت کا تعین نہیں کرسکی کہ آخر یہ کائنات کا سب سے عظیم انسان کس دن رونق افروز سرزمین ہوا، کب اس نے نزول اجلال فرمایا۔

سیرت کی کتابیں بھرڈالیں، ہزاروں صفحات کالے کرڈالے لیکن آج تک یہ طے نہ ہوسکا۔ کوئی کہتا ہے بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے میں ماننے کے لئے تیار ہوں اس لئے کہ علماء جمہور کا اتفاق ہے مگر میرے لئے مشکل یہ ہوتی ہے کہ میں بارہ ربیع الاول کو ولادت کی خوشی مناؤں یا وفات کا غم میرے لئے بڑی عجیب منزل ہوتی ہے اس لئے کہ پیغمبر کا آنا یقیناً باعث مسرت ہے لیکن جانا تو بہت بڑی قیامت ہے نا۔ کہ ہم اتنی بڑی سعادت سے محروم ہوگئے اتنے بڑے رہبر سے محروم ہوگئے تو مجھے سوچنا پڑتا ہے اگر میں بارہ ربیع الاول کو صحیح تسلیم کرلوں تو پھر مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ اس دن خوشی مناؤں یا غم مناؤں کسی نے کہا نہیں ۱۶ ؍ ربیع الاول۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۲ تک تو آ گئے ایک دن کا فرق رہ گیا ہے آہستہ آہستہ ملت قریب آ رہی ہے جیسے جیسے تحقیق کے پردے اُٹھ رہے ہیں، ملت نزدیک آتی جارہی ہے۔شبلی نعمانی نے کہا نہیں ۹ ربیع الاول یا ۶ ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول یا ۱۶ ربیع الاول۔ اتنی تاریخیں ماننے کے لئے تیار ہو کہا کہ نہیں ۹ ربیع الاول تو سرکار کی ولادت ہے چلو اسی پر سب متفق ہو جاؤ ہمارے ساتھ جشن مناؤ۔

آیئے اسی پر متفق ہو جائیں۔ کسی ایک تاریخ کا تعین تو ہو جائے۔کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ بانی پاکستان کی سیرت اور ان کی لائف ہسٹری اور تاریخ ولادت کا تعین تو کیا جاسکتا ہے لیکن بانی اسلام کی سیرت پر اور آپ کی تاریخ ولادت پر جو اختلافات ہیں ان پر توجہ نہیں دی جاتی۔ کتنے بڑے بڑے کمیشن بیٹھتے ہیں کیا سارے علمائے پاکستان مل کر جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء ہوں بیٹھ کر ایک تاریخ ولادت کا تعین نہیں کر سکتے تا کہ دوسری اقوام کے سامنے ہمیں شرمندگی نہ ہو۔ جب آپ اپنے زیرک ہو گئے ہیں، جب آپ کا دماغ اتنا کمپیوٹر بن گیا ہے، جب آپ اتنے ذہین ہو گئے ہیں، جب آپ چودہ سو برس کے بعد صحابہ کے یوم وفات کا تعین کر سکتے ہیں۔

جب چودہ سو برس کے بعد صحابہ کرام کی یوم وفات کو تلاش کیا جاسکتا ہے اور سب متفق ہیں۔یعنی جس بات پر جس مسئلہ پر چودہ سو برس کے بعد سارے مسلمان متفق ہو گئے کہ فلاں صاحب کا انتقال فلاں دن ہوا تھا، فلاں صاحب کا انتقال فلاں دن ہوا تھا۔تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ جس ذات کی وجہ سے یہ سب باعزت ہیں، جس کے صدقے میں سب کو عظمتیں ملیں تو اس کا تعین ہم کر لیں۔مل کر بیٹھیں لیکن نہیں۔

شبلی نعمانی یہ تو لکھتے ہیں کہ صادق آل محمدؐ سے امام اعظم کے علم کا مقابلہ کیا؟ مجھے افسوس، شکایت تو اسی بات کی ہے یہ تو لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ کی یہ خیرہ چشمی ہے کہ وہ علم صادقؑ سے علم ثابت (نعمان بن ثابت) کا مقابلہ کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں کہ زانوئے ادب تہہ نہیں کیا (امام صادقؑ کے سامنے امام اعظم نے) ابن تیمیہ نے انکار کیا

صرف اور صرف واحد انکار باقی تمام سیرت نگار متفق ہیں لیکن شبلی یہ تو لکھتے ہیں کہ امام اعظم کے علم کا امام صادقؑ کے علم سے کوئی تقابل نہیں اس لئے کہ امام اعظم کا علم دربدر کا علم ہے اور امام صادقؑ کا علم سینہ کا علم ہے جو ایک معصوم سینہ سے دوسرے معصوم سینے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

جب آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ کوئی تقابل نہیں ہے امام اعظم اور امام صادقؑ کا تو ظاہر ہے اسی علم کا نتیجہ تو فقہ ہے نا۔علم کو مانتے ہیں فقہ کو نہیں مانتے۔بھئی اگر علم افضل ہے تو فقہ بھی افضل ہوگی۔لیکن نہیں اتنی بات تو مانی جاتی ہے مگر جب فقہ کے اصول مرتب کرنے بیٹھیں گے تو کہیں گے کہ اصول دین تو جناب اشعری سے ہم نے لئے۔فروع دین ائمہ اربعہ سے ہم نے لئے۔

بڑی توجہ! لیکن یہ بات بھی تو بڑی عجیب ہے کہ فروعاتِ مذہب میں ائمہ اربعہ نے اصول لئے جناب اشعری سے۔ اشعری پیدا ہوئے ۲۷۰ھ میں یعنی دوسو ستر برس تک تو مذہب کے اصول بھی مرتب نہیں ہوئے تھے اور امام اعظم پیدا ہوئے ۸۰ھ میں جن سے فروعات مذہب لئے گئے۔یعنی فروع لئے گئے امام اعظم سے۔ اصول لئے گئے جناب اشعری سے۔اشعری آئے ۲۷۰ھ میں امام اعظم آئے ۸۰ھ میں۔ اصول بعد میں آئے فروع پہلے آئے۔

دنیا کا کوئی مذہب ایسا ہے جس کے اصول بعد میں آئے ہوں اور فروع پہلے۔

اصل تو بنیاد کو کہتے ہیں نا جڑ کو۔ اصل بعد میں۔کوئی درخت آپ نے دیکھا ہے جس کی پہلے شاخ نکلے پھر جڑ ہو۔کوئی ہے ایسا درخت دنیا میں؟

یعنی ۲۷۰ھ تک بغیر جڑ کے مذہب چلتا رہا فروعات پر مذہب چلتا رہا کہ اصول بعد میں آئے فروع پہلے آئے۔

تو جب یہ فروع آئے تو کس جڑ پر قائم تھے؟ اور جب قائم نہیں تھے تو پھر استحقاق کیسے میسر آیا۔جبکہ ہم اس مذہب کے ماننے والے ہیں کہ ہمارے جس دن اصول آئے

Presented by www.ziaraat.com

اسی دن فروع آئے۔ باقی جتنے مذاہب ہیں ان کا فاصلہ ہے پیغمبرؐ سے۔ لیکن ہمارے اصول بھی بلافصل آئے ہیں اور فروع بھی بلافصل آئے ہیں۔ دیکھئے درمیان میں کوئی گیپ نہیں ہے ہمارے یہاں۔ یہ تو دنیا کی زبردستی ہے یا دھاندلی ہے۔

آپ تو غلط فہمی میں مبتلا ہیں اب تو دنیا نے بھی کہنا شروع کردیا ہے خلیفہ، بلافصل۔ چلو اس لفظ کو اپنانے کے عادی تو ہوئے۔ کسی کے لئے سہی! استعمال تو کیا، ورنہ اس سے پہلے تو یہ لفظ ہی بدعت تھا۔ آہستہ آہستہ ہماری ساری بدعتیں سنت بنتی چلی جارہی ہیں جیسے جیسے علم ترقی کرتا چلا جارہا ہے۔ آپ دیکھئے کہ گزشتہ تین سال پہلے جلسے ہوتے تھے، یوم وفات کے۔ گزشتہ سال اور پروموشن ہوا، محفل ہوئی وفات کی، اب کے عشرہ ہوگیا۔ آئندہ مجلس ہوجائے گی، پرسوں ماتم ہوجائے گا، آئے گی دنیا....... !نعرہ حیدری۔

آہستہ آہستہ دنیا ہماری فکر کی تائید تو کررہی ہے نا۔ جب عشرے تک آگئے تو ماتم تک بھی آئیں گے۔ تابوت بھی نکلے گا۔ نکالئے نکالئے تسلیم تو کریں کہ جہاں ہم چودہ سو برس پہلے پہنچ گئے تھے وہاں آپ کی عقل چودہ سو برس بعد پہنچی ہے۔ آہستہ آہستہ دنیا ہماری فکر کی تائید کرتی چلی جارہی ہے۔ تو آپ دیکھئے کہ بلافصل بھی ہوا حالانکہ ہم نے چودہ سو برس پہلے اپنایا تھا اس لفظ کو۔ لیکن آپ نے اب اپنایا۔ ٹھیک ہے اپنا تو لیا۔

لیکن لفظ کے معنی آپ نے سمجھے، خلیفۂ بلافصل کا مطلب یہ نہیں ہے ہمارے نزدیک کہ نمبر کے حساب سے پہلا یہ بالکل معنی نہیں ہیں بلافصل کے۔ بلافصل کے معنی یہ ہیں کہ جہاں نہ زمان کا فاصلہ ہو نہ مکان کا فاصلہ ہو نہ خاندان کا فاصلہ ہو نہ حسب کا فاصلہ ہو نہ نسب کا فاصلہ ہو۔ دیکھئے ہمارے نوجوان دوست بھی سمجھ جائیں کہ بلافصل کے مذہبی اور شرعی معنی کیا ہیں۔

نمبر کے حساب سے ہم بلافصل علیؑ کو نہیں مانتے۔ لیکن ثابت کرتے ہیں کہ صرف علیؑ ہی بلافصل ہیں۔ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا صرف علیؑ ہیں۔ اس لئے کہ تمام مسلمانوں کی تاریخیں متفق ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام کی وفات کے بعد مہاجر و انصار کا جھگڑا تو رہا نا۔ مہاجر

کہتے رہے ہم حق دار ہیں انصار کہتے رہے ہم حق دار ہیں۔ اور یہ جھگڑا تین دن تک تو متفق ہے تاریخ میں۔ تین دن تک تو فیصلہ نہیں ہوسکا خلافت کا۔ تیسرے دن جاکر مسئلہ طے ہوا۔ اس سے ہمیں بحث نہیں ہے لیکن اس پر تو سب متفق ہیں کہ تین دن تک فیصلہ نہیں ہوا پیغمبرؐ کے بعد تو فاصلہ رہا۔ تین دن تک جب فیصلہ نہیں ہوا تو فاصلہ رہا۔ تین دن ہی تک سہی۔ ہم تو بلافصل کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ تین دن تو بڑی چیز ہے جہاں تین گھنٹے کا فاصلہ نہ ہو، جہاں تین لمحے کا فاصلہ نہ ہو۔

علیؑ کو جب ہم بلافصل کہتے ہیں، نمبروں کے حساب سے نہیں کہتے۔ جہاں چشم زدن کا فاصلہ نہ ہو۔ پلک جھپکانے کا فاصلہ نہ ہو۔ نبوت اور نیابت میں۔ یہاں تو تین دن کا فاصلہ ہے میں نے بتایا نا۔ میں بلافصل کے معنی سمجھا رہا ہوں۔ جیسے قرآن نے کہا ''کن فیکون'' یہ ذرا سا علمی اصطلاح استعمال کی ہے سمجھانے کے لئے کہ ادھر اس نے کہا کسی چیز کے لئے کہ ہوجا تو وہ ہوگئی تو اس کے ''ارادے'' میں اور شئی کے ''ہونے'' میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔

بلافصل کے معنی یہ کہ ادھر ارادہ ہوا اور وہ شئے وجود میں آجائے، ادھر اشارہ ہوا انگلی کا ادھر آفتاب پلٹا۔ ادھر اشارہ ہوا اور چاند شق ہو۔ تو اگر اشارہ ہونے اور چاند شق ہونے میں فاصلہ ہوگیا تو اطاعت کیسی؟ نہیں ادھر اشارہ شیر قالین کو ہوا مخالف کے دربار میں تو اب شیر کو بننے میں دیر نہیں ہونا چاہئے کہ دم کب بنے اور پنجے کب بنیں اور ہڈیاں کب بنیں اور جبڑا کب بنے۔ نہیں ادھر اشارہ کیا۔ اُٹھ اور نگل جا۔ یہ نہیں کہا کہ مجسم ہو۔

اقتدارِ امام اور کیا ہے ''کل شئ احصیناہ فی امام مبین'' ہر شے کا احصاء ہے امام مبین میں۔ کوئی شئی دائرہ اقتدارِ امامت سے باہر نہیں ہے تو ہم ایسے امام کو مانتے ہیں کہ یہ نہیں کہا امام نے کہ ہوجا، بن جا۔ نہیں اُٹھ اور نگل جا اور یہ بھی نہیں بتایا کہ کسے نگل جا۔

بڑی توجہ خدا کی قسم۔ یعنی تاریخ دانوں نے یہ لکھا کہ مولا نے یہ نہیں بتایا کہ کسے

Presented by www.ziaraat.com

نگل جا حالانکہ جانور تو جانور ہوتا ہے شعور تو نہیں رکھتا۔ اور بھرے دربار میں شیر بنا تھا۔ اور بھی تو بیٹھے تھے۔ کسی پر بھی حملہ کر دیتا اسے کیا پتا کہ مطلوبِ امام کیا ہے۔ مگر جانور ہے انسان نہیں کہ پہچان نہ سکے وہ جانور ہے وہ پہچانتا ہے کہ مقصدِ امام کیا ہے۔ صلوٰت۔

یہ ہے بلافصل کے معنی کہ اِدھر اشارہ ہو اور اُدھر وہ شئے وجود میں آ جائے تو ہم جو مولا کو بلافصل مانتے ہیں وہ نمبروں کی وجہ سے نہیں کہ کب آئے کرسئی اقتدار پر نہیں بلکہ ادھر اس نے ارادہ کیا کہ ''کُن فیکون''۔ تو سوائے علیؑ کے یہاں فاصلہ نہیں ہے

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ یہ ہیں بلافصل کے معنی۔

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اب جس جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں۔ فاصلہ کوئی نہیں۔ جب سے میں مولا تب سے یہ علیؑ مولا ہے۔ یہ ہے بلافصل کا مفہوم ہمارے یہاں کہ جب سے میں مولا تب سے علیؑ مولا۔ جب تک میں مولا تب تک علیؑ مولا۔ جس معنی میں، میں مولا اس معنی میں علیؑ مولا۔

عبث درمعنی من کنت مولا ی روی ہر سو
علیؑ مولیٰ بایں معنی کہ پیغمبر بُود مولیٰ

مولیٰ کے معنی میں بحث کیوں چھیڑتے ہو لغت کیوں نہیں دیکھتے ہو۔ علیؑ اسی معنی میں مولیٰ ہے جس معنی میں پیغمبرؐ مولیٰ ہے۔

اگر پیغمبرؐ اسلام نے علیؑ کو مولیٰ بمعنی اولیٰ بالتصرف نہیں بنایا تھا تو آخر یہ صاحبانِ لغت کے قلم اتنی تیزی سے لفظِ مولیٰ پر چلے کیوں؟ یہ ایک مولا کے پچاس معنی کیوں لکھ دیئے گئے؟ مولا کے معنی غلام، مولا کے معنی فقیر، مولا کے معنی دوست، مولا کے معنی ہمسایہ، مولا کے معنی سرپرست، مولا کے معنی ساتھ چلنے والا، مولا کے معنی رہبر، یہ اتنے معنی تلاش کیوں کیے گئے؟

یہ اتنے معنی تلاش کرنا یہ بتاتا ہے کہ کہیں کچھ ہے۔ کہیں مولا چبھتا ہے۔ اس لئے گھما پھرا کر اسے اپنی مرضی تک لانا چاہتے ہیں لیکن پیغمبر اسلام نے تو مولا کے معنی سمجھنے

اور سمجھانے کی مہلت ہی امت کو نہیں دی۔ آپ چاہے معنی غلام کریں یا فقیر کریں ہمیں اس سے بحث نہیں ہے کہ لکھ دیں آپ۔ لکھیں ضرور لکھیں کہ مولا کے معنی فقیر مگر حدیث ضرور سامنے رہے گی۔ ''جس کا میں مولا'' کیا چاہتے ہیں رسولؐ کو لکھنا جس کا میں فقیر، معاذ اللہ خاکم بہ دھن اس کا علیؑ فقیر۔ توجہ!

تو میں جو عرض کر رہا تھا آپ سے کہ ملت سارے افکار حقہ کو مختلف عناوین کے تحت تسلیم کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور ملت اب اتنی محقق ہوگئی ہے کہ چودہ برس کے ٹوٹے ہوئے سلسلے سے بھی یوم وفات نکال لیتی ہے۔

تو آخر سیرت النبی لکھنے والے ایک واحد تاریخ پر متفق کیوں نہیں ہو جاتے دنیا کو تماشہ کیوں دکھایا جاتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ایک ہی تاریخ پر متفق ہو جائیں میں یہ نہیں کہتا کہ سترہ ربیع الاول ہی مانو اس لئے کہ ہمارے یہاں زبردستی نہیں ہے ہمارے یہاں تو درد ہے احترام رسالت کا۔

ہم تو چاہتے ہیں کہ مقام نبوت اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ افق عالم کو اپنے گھیرے میں لے۔

ہم تو چاہتے ہیں کہ ملت مسلمہ جہاں بھی گفتگو کرے سر اُٹھا کر گفتگو کرے۔

ہم چاہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی اسمبلی میں اگر ملت مسلمہ جنگ کے موضوع پر گفتگو کرے تو اس کے پاس ایسا ہیرو ہونا چاہئے جو کسی میدان سے بھاگا نہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اگر اقوام متحدہ کے علمی ادارے یونیسکو کے زیر اہتمام علمی ریسرچ کے سلسلے میں ملت مسلمہ کو نمائندہ کرنا پڑے تو وہ فخر کے ساتھ کہہ سکے کہ صرف اور صرف ہمارے پاس وہ ہے کہ جس نے سلونی کا دعویٰ کیا اور کسی قوم اور مذہب کے پاس دعویٰ سلونی کرنے والا ہیرو نہیں ہے، ایسا کوئی اسکالر نہیں ہے۔ ہمارا مدعا صرف یہ ہے کہ جہاں بھی گفتگو ہو احساسِ فخر کے ساتھ ہو لیکن پہلی ہی شرمندگی یہاں ہو جائے گی اگر کوئی پوچھ لے کہ جناب آپ کے پیغمبر پیدا کب ہوئے تھے؟ ایک تو کہے گا ۱۲ رکو، دوسرا کہے گا ۹ رکو،

Presented by www.ziaraat.com

تیسرا کہے گا ۶ رکو، چوتھا کہے گا ۱۴ رکو، پانچواں کہے گا ۱۷ رکو۔

تو مسئلہ یہ ہوگا کہ اختلاف ہوجائے گا اور اختلاف مضحکہ کا باعث بنے گا تو آیئے اپنوں سے نہیں غیر مسلموں سے سبق حاصل کرتے ہوئے اگر وہ لائف ہسٹری لکھتے ہوئے قائداعظم کے گھر والوں سے پہلے پوچھتے ہیں ہماری تاریخ تو ہم اصرار کیوں کرتے ہیں پیغمبر اسلام کی تاریخ ولادت پر کہ جو ہم نے بتائی ہے وہی صحیح ہے اور ہم پھر کہتے ہیں کہ جو ہم نے بتائی ہے وہ ہی صحیح ہے اس لئے کہ کسی صحیح میں نہیں لکھی ہے۔

۱۷ ربیع الاول ہی صحیح ہے میں بتا رہا ہوں کہ صحیح۔ آپ کی صحیح، صحیح ہو یا نہ ہو، لیکن صحیح وہی ہے، جو ہم کہہ رہے ہیں اور ہم ثابت کریں گے کہ صحیح وہی ہے جو ہم کہہ رہے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کا تو تعلق ہی نہیں آپ کو تو نہ تاریخ ولادت بیان کرنے کا حق ہے، نہ تاریخ وفات بیان کرنے کا۔ قربان ہوجاؤں اس مذہب پر اور اس مذہب کی حقانیت پر۔ میں کہہ رہا ہوں ہمارے علاوہ کسی کو حق نہیں پہنچتا۔

نہ ابن ہشام کو حق پہنچتا ہے، نہ شبلی نعمانی کو حق پہنچتا ہے، نہ ابوہریرہ کو حق پہنچتا ہے،

نہ مسعودی کو حق پہنچتا ہے، نہ ابن عباسؓ کو حق پہنچتا ہے۔ کسی کو حق نہیں پہنچتا۔

نہ ائمہ اربعہ کو حق پہنچتا ہے، نہ مولانا مودودی کو حق پہنچتا ہے، نہ مفتی محمود کو پہنچتا ہے۔

کسی کو حق نہیں پہنچتا، کوئی تعین کر ہی نہیں سکتا ہمارے علاوہ کہ پیغمبر اسلام کی تاریخ ولادت کب ہے اور تاریخ وفات کب ہے اس لئے کہ آپ کو بیان کرنے کا حق ہی نہیں ہے اس لئے کہ آپ کا نہ ولادت پیغمبر سے کوئی تعلق ہے نہ وفات پیغمبر سے کوئی تعلق ہے۔

اس لئے کہ جب پیغمبر پیدا ہوئے تو آپ سب کافر تھے جب پیغمبر کی وفات ہوئی آپ سب غیر حاضر تھے۔ توجہ! گفتگو پوری تحقیق کے ساتھ آگے بڑھے گی کوئی بات نہ ہلکی ہوگی نہ بغیر کسی منطقی دلیل کے۔ آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ نہ ولادت کے وقت آپ موجود تھے نہ وفات کے وقت اتفاق سے آپ موجود تھے تو پھر کس کا حق ہے

تاریخ ولادت اور تاریخ وفات بیان کرنے کا؟

تاریخ ولادت وہ بتائے گا، جس کے گھر میں پیدا ہوا ہو جس کی گود میں آیا ہو۔ یعنی یہ تاریخ کی اچھی دھاندلی ہے کہ بچہ تو میرے گھر میں پیدا ہو اور تاریخ آپ بتائیں؟! کہیں دنیا میں ایسی مثال ہے؟ بھئی جب میرا بچہ ہے میرے گھر پیدا ہوا آپ پوچھنے لگے محلے والوں سے جا کر! تو غلط بات ہے نا! بچہ میرا تاریخ بتا رہے ہیں محلے والے اور وہ بتا رہے ہیں جو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

بڑی تاریخ نے دھاندلی کی خدا کی قسم! جب میرا بچہ پیدا ہوا۔ توجہ ہے نا بیٹا میرا، اولاد میری ہے مجھ سے پوچھنا چاہئے کہ کب پیدا ہوا لیکن نہیں مجھ سے نہیں پوچھیں گے۔ تو تاریخ ولادت تو وہی بتائیں گے نا بھائی جن کا بیٹا ہے جن کی اولاد ہے جن کے گھر میں پیدا ہوا۔ وہی بتائیں گے اور کسی کو بتانے کا حق ہی نہیں پہنچتا۔ یا عبدالمطلبؑ بتائیں یا ابوطالبؑ بتائیں گے۔ تاریخ ولادت، تاریخ وفات اگر پوچھنا ہے تو ابوطالبؑ کا بیٹا بتائے گا جس کے زانو پر رسولؐ کی روح نکلی۔

تاریخ ولادت اگر پوچھنا ہے تو ابوطالبؑ سے پوچھو اور چونکہ ہم نے ابوطالبؑ سے پوچھی ہے اس لئے ہماری صحیح ہے۔ آپ تو پوچھ نہیں سکتے آپ ابوطالبؑ سے نہیں آپ تو ابوہریرہ سے پوچھیں گے اور ہم نے بھی قسم کھا رکھی ہے کہ ہم بھی ابوہریرہ سے کچھ نہیں پوچھیں گے۔ ہم نہیں پوچھیں گے ان سے، ان سے تو اللہ پوچھے گا ہمیشہ کے لئے۔ تاریخ ولادت ابوطالبؑ کا بیٹا بتائے گا۔

تو سترہ ربیع الاول اگر ہم کہتے ہیں تو ہم نے پیغمبرؐ اسلام کے آباء و اجداد سے پوچھا ہے۔ پوچھا اس لئے ہے کہ انہیں مانتے ہیں۔ ماننے والوں کو پوچھنے کا بھی حق ہے، نہ ماننے والوں کو پوچھنے کا بھی حق نہیں ہے۔ تو اب تاریخ ولادت اور تاریخ وفاتِ پیغمبر ابوطالبؑ اور ان کے بیٹے سے پوچھو۔ جب یہ تعین کردیں تو اب سیرت کی کتاب لکھنا شروع کرو اور جب یوں چلو گے، جب ولادت کی تاریخ بھی معلوم ہوجائے گی کہ کس کو

Presented by www.ziaraat.com

بتانے کا حق ہے تو بعثت کا مقصد بھی سمجھ میں آ جائے گا کہ آخر پیغمبرؐ کیوں مبعوث بہ رسالت ہوئے تھے۔

کیا صرف کلمہ پڑھانے کے لئے آئے تھے یا صرف رضی اللہ بنانے کے لئے آئے تھے؟ نہیں پیغمبر صرف مسلمان بنانے کے لئے نہیں آئے پیغمبر سلمانؓ بنانے کے لئے آئے تھے، ابوذرؓ بنانے کے لئے آئے تھے۔

آپ نے معیار صرف یہ مقرر فرمایا کہ علیؑ اور اولادِ علیؑ سے کچھ نہیں پوچھیں گے۔ مروان سے پوچھ لیں گے، حصین ابن نمیر سے پوچھ لیں گے، ابن ملجم سے روایت لے لیں گے لیکن علیؑ سے نہیں پوچھیں گے۔ نہ پوچھئے۔ ہر وقت نہ پوچھیں گے تو وقت پڑنے پر تو پوچھیں گے یعنی آپ کم از کم بعد میں آنے والے لوگوں کو فاروق اعظمؓ ہی کی سیرت پر عمل کرنا چاہئے تھا۔ میں نے کہا تھا کہ جب ہم مانتے ہیں آل محمدؐ کو تو ان کی تعلیمات پر عمل بھی کرتے ہیں۔ آپ فاروق اعظمؓ کو مانتے بھی ہیں اور ان کی بات بھی نہیں مانتے۔

جب فاروق اعظمؓ واضح طور پر کہہ گئے تھے کہ اگر علیؑ تم نہ ہوتے یعنی فاروق اعظمؓ زندگی کا راستہ بتا گئے تھے کہ اگر ہلاکت سے بچنا چاہو تو علیؑ سے پوچھو۔ نہیں نہیں بات یوں نہیں بھئی فاروق اعظمؓ نے اپنے دورِ حکومت میں جتنے بھی مسائل فقہی دریافت کئے وہ علیؑ سے دریافت کئے اور کوئی راوی نہیں ثابت کر سکتا کہ کسی اور سے پوچھے ہوں سوائے علیؑ کے تو فقہی مسائل پوچھے نا تو علیؑ نے فقہ کی رُو سے جواب دیا نا!

میں کیسے سمجھاؤں علیؑ نے جو بھی مسئلہ بتایا وہ فقہ سے بتایا نا اور اس پر حضرت فاروق اعظمؓ نے بصد خلوصِ قلب عمل بھی کیا۔ اسی کو مانا، اسی کو مانا نا۔ تو سمجھو کس کو مانا میرے بھائی تو جو علیؑ نے مسئلہ بتایا اس پر عمل کیا گیا۔

آپ فاروق اعظم کی سیرت پر عمل کرتے ہیں نا تو انہوں نے حکم دے دیا تھا کہ خبردار جب علیؑ مسجد میں بیٹھے ہوں تو کوئی فتویٰ دینے کی کوشش نہ کرے۔ جب علیؑ مسجد میں بیٹھے ہوں تو کوئی فتویٰ نہ دے کوئی فیصلہ نہ دے، آپ اعتراض کیوں کرتے ہیں؟ تو

جب علیؑ ہیں تو پھر کسی کا فیصلہ نہیں چلے گا اور اللہ سلامت رکھے ہمارے گورنر صاحب کو انہوں نے بھی فیصلہ دے دیا کہ ہدایت لو مولا کے اس خط سے۔

ہمارے گورنر صاحب نے کہا کہ علیؑ کا خط جو آئین ہے، ضابطہ حیات ہے اعلیٰ افسروں کے لیے اسے نظیر بنایا جائے، اسے ہدایت بنایا جائے۔ حکومت چلتی ہے اس خط کے ذریعے سے یعنی یہ کس کے خط کو نظیر بنایا جا رہا ہے؟ اس حاکم کے خط کو جس حاکم پر الزام یہ ہے کہ ان کی حکومت تو خانہ جنگی کی حکومت تھی، وہاں تو کوئی سکون ہی نہیں مل سکا، توجہ ہی نہیں دے سکے کہ انتظام حکومت کیسے چلنا چاہیے۔ چودہ سو برس کے بعد اس فکر کو تسلیم کیا نا زمانے نے علیؑ کے خط سے رہنمائی حاصل کرنے کے بعد۔

علیؑ نے بتایا ہے کہ حاکم اور رعایا کے اصول کیا ہونے چاہئیں، حاکم کون ہونا چاہیے، حاکم کا رعایا کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے، حاکم کا رعایا سے میل جول کیا ہونا چاہیے، حاکم کا طریقہ کیا ہونا چاہیے۔ کہا ہے مالک اشتر کو: دیکھو خواص کی خوشامد کو پسند مت کرو، عوام سے ملو اس لیے کہ خواص کو جیسے تم اپنے قریب لاؤ گے تو عوام اپنے حق سے محروم ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ خواص تمہیں عوام کے حقوق کا غاصب بنانے پر آمادہ کریں گے اور جب عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جائے گا تو عوام میں اشتعال پھیلے گا جب اشتعال پھیلے گا۔ تو تمہارے خلاف بغاوت ہوگی۔ جب بغاوت ہوگی، تو منافرت ہوگی، جب منافرت ہوگی تو بدامنی ہوگی بدامنی ہوگی تو تخت الٹے گا۔

ہے کوئی جو حقوق العباد پر اتنی گفتگو کرے خواص کی طرف توجہ مت دو، عوام کو قریب کرو۔ اپنے دروازے ہر ایک کے لیے کھلے رکھو، جو عوام کھاتے ہیں وہ کھاؤ، کون ہے جو اس پر عمل کرے؟ میں یہی عرض کر رہا تھا آپ کے سامنے کہ حقائق تو اپنے آپ کو تسلیم کراتے ہیں۔

ہم بہت شکر گزار ہیں اپنے گورنر صاحب کے کہ انہوں نے ایک نیک عمل کی ابتدا تو کی اب اس پر کوئی عمل کرے یا نہ کرے لیکن وہ نیکی تو لکھی گئی نا ان کے کھاتے میں اور

Presented by www.ziaraat.com

جہاں بھی کہیں اگر کسی حاکم نے اس پر عمل کرلیا تو یہ نیکی اسی کے کھاتے میں نہیں بلکہ اِدھر بھی جائے گی جس نے اس خط پر عمل کرانے کی طرف توجہ دلائی۔ تو ابوطالبؑ اور ابوطالبؑ کے بیٹے سے پہلے رسول اسلام کی تاریخ ولادت و وفات معلوم کی جائے تب اس کے بعد مقاصد بعثت پر گفتگو کی جائے اور اگر بعثت کا مقصد سمجھ میں آ گیا تو پھر نیابت کا مقام بھی سمجھ میں آ جائے گا۔ عرصے سے بعثت کے مقصد کو سمجھا نہیں گیا اس لیے نائب کو بھی سمجھ نہیں سکے کہ نائب کون ہونا چاہیے اور جب بعثت سمجھ میں آئی تو نیابت بھی سمجھ میں آ جائے گی۔ صلوات۔

میں کل کی بات سناؤں آپ کو کہ کل کسی نئے نئے دولت مند نے کہا ہے کہ ایرانیان ہال کی منہ بولی قیمت لے لو خالی کر دو، یہاں ہم کمرشل ایریا بنائیں گے۔ بتایئے انقلاب نہیں ہے تو کیا ہے۔ تین سو روپے کی اونٹنی نو سو روپے بلیک میں پیغمبرؐ کو فروخت کرنے والے خدیجۃ الکبریٰ کی دولت کے صدقے میں جن فقیروں کے پیٹ بھرے، علیؑ کی ذوالفقار کے صدقے میں جنہیں پیٹ بھر کر کھجوریں ملیں وہ کہتے ہیں کہ جتنی چاہو قیمت لے لو اور ایرانیان ہال دیدو یعنی علیؑ کی ذوالفقار کے صدقے میں جنگ خیبر میں جنہیں ایک ایک قنطار سونا ملا ہو، ایک ایک اونٹ کی کھال کے برابر سونا ایک ایک سپاہی کے حصے میں آیا تھا اور جناب ام المومنین حضرت عائشہ کا یہ قول ہے کہ علیؑ تیری فتح کے بعد تو ہمیں پیٹ بھر کر کھجوریں ملیں۔

یعنی نصیب نہیں تھیں کھجوروں کے ملک میں۔

غربت اور فقیری دیکھی آپ نے۔ جیسے سمندر کے نزدیک پانی نہ ملے۔

کھجوریں تو تھیں عرب میں وہ بھی پیٹ بھر کر نہیں ملتیں تھیں۔ تب ہی تو ہم کہتے ہیں کہ سارے افسانے ہیں یہ خرید دیا وہ خرید دیا یہ قیامت برپا کی۔ بھئی تمہیں کھجوریں پیٹ بھر ملتی نہیں تھیں دعا دو فاطمہؑ کی ماں کو، دعا دو فاطمہؑ کے شوہر کی ذوالفقار کو جن کی تلوار کے صدقے میں آج انقلاب یہ آ گیا کہ وہ ایرانیان ہال خریدنا چاہتے ہیں منہ بولی قیمت

پر اور اس کو ایرانیان ہال کہہ رہے ہیں۔

میں غلط فہمی دور کر دوں کہ وہ ایرانیان ہال نہیں ہے۔ وہ امام بارگاہ حسینیہ ایرانیان ہے۔ ہال وال شاید آپ خرید سکیں لیکن حسینیہ ایرانیان کی امام بارگاہ کو خریدا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ کے پاس ابھی اتنی دولت نہیں آئی کہ آپ امام کی بارگاہ کو خرید سکیں ہاں ہم یہ مطالبہ کر سکتے ہیں اس کے جواب میں کہ پاکستان میں جتنی مسجدیں ہیں ہم ان کو مولویوں سمیت خریدنے کے لیے تیار ہیں۔ کراچی سے لے کر خیبر تک ساری مسجدیں بغیر مولویوں کے بغیر نمازیوں کے منہ بولی قیمت لگاؤ ہم منبر سے نہیں اُتریں گے منہ بولی قیمت لگاؤ میں منبر سے نہیں اُتروں گا۔ قیمت مقرر کرو۔ ہم سے بڑے خریدار تم کب سے بن گئے قیامت نہیں تو اور کیا ہے۔

فقیر بھی خریدار بن گئے، گداگر بھی سوداگر بن گئے۔ خریدنا ہماری عادت ہے تم ہم سے کیا خریدو گے ہم تو اگر ایک رات سو جائیں تو اللہ کی مرضی خرید لیتے ہیں۔ ہم امن و امان چاہتے ہیں۔ ایسی باتیں نہ کریں آپ کو کیا پتہ کہ خرید کیا ہوتی ہے اور فروخت کیا ہوتی ہے۔ آپ کیا جانیں ہم نے بیچا بھی ہے ہم نے خریدا بھی ہے نفس بیچا ہے رضا خریدی ہے

''ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ'' (سورۃ بقرہ آیت ۲۰۷)

زمانہ اپنی حیثیت کا جائزہ لیا کرے۔ بات کہنے سے پہلے ''تولا'' کرو اپنا وزن کیا کرو۔ کبھی اپنے قد سے اونچی باتیں مت کیا کرو۔ مانا کہ تم بہت غدار ہو۔ بات بھی کرو تو ماضی کو دیکھ کر کیا کرو۔ ہم نے عمارتوں کے سودے نہیں کیے ہم نے سروں کے سودے کیے۔

عالم ارواح میں جب پوچھا گیا سب کو اکٹھا کر کے کون ہے جو یہ بار شہادت اٹھائے سب کی گردنیں جھک گئیں ایک شہید اعظم تھا فاطمہؑ کا لال جس نے بڑھ کے کہا: پروردگار کائنات کو خلق کر دے بار شہادت کو میں اٹھاتا ہوں۔

حسینؑ بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

پروردگار منظور ہے۔ میرے مالک، پروردگار تو حکم کر میں حاضر ہوں میرا سر تسلیم خم

Presented by www.ziaraat.com

ہے۔

حسینؑ مدینہ چھوڑنا ہوگا۔ مالک منظور۔

کہا: ماں کی قبر چھوڑنا پڑے گی۔ کہا: منظور۔

کہا: نانا کے روضے سے جدا ہونا پڑے گا۔ کہا: مالک منظور۔

کہا: بیمار بیٹی کو تنہا گھر پر چھوڑنا ہوگا۔

کہا: مالک منظور۔

حسینؑ کی منظوری دیکھو کہاں تک گئی ہے، کہیں انکار نہیں ہے۔

کہا: حسینؑ مکّہ آنا ہوگا۔

کہا: پروردگار منظور۔

کہا: حج سے ایک دن پہلے مکّہ چھوڑنا پڑے گا۔

کہا: منظور۔

کہا: کربلا کے جنگل میں آنا پڑے گا۔ حسینؑ نے کہا: منظور۔

کہا: دریا سے خیمے ہٹیں گے۔ کہا: منظور۔

کہا: سات محرم سے پانی بند ہو جائے گا۔ کہا: پروردگار منظور۔

کہا: دس محرم کو قربانیاں دینا ہوں گی۔ کہا: منظور۔

کہا: بچپن کے ساتھی حبیب ابن مظاہرؓ کا لاشہ دیکھنا ہوگا۔ کہا: مالک منظور۔

کہا: انصار کے بعد اعزاء کی قربانی دینا ہوگی۔ کہا: پروردگار منظور۔

بہت غور سے سننا حسینؑ کی مجبوریاں!

آواز آئی: حسینؑ بھانجوں کے لاشے لانا پڑیں گے۔ کہا: پروردگار منظور۔

کہا: بھتیجے کا پامال لاشہ عبا کے دامن میں ڈال کر گٹھری بنا کر بیوہ ماں تک لانا ہوگا۔

کہا: پروردگار منظور۔

ہمارا سلام حسینؑ کی مجبوری پر۔ جملہ سنو گے؟ کہا: برابر کے بھائی کے کٹے ہوئے

بازوؤں کو دیکھنا ہوگا۔ کہا: پروردگار منظور، میرے مالک منظور، ایک مرتبہ آواز قدرت آئی: حسینؑ جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل کھینچنا ہوگا۔ کہا: مالک منظور، کہا: تڑپتا ہوا کلیجہ نکل آئے گا۔ کہا: مالک منظور۔

کہا: بوڑھے کاندھوں پر جوان بیٹے کی میّت اٹھانا ہوگی۔ کہا: مالک منظور، مجھے منظور ہے مالک! کہا: جھولے سے ششماہے کو لانا ہوگا۔ کہا: منظور۔

کہا: بچہ گلے پر تیر کھائے گا۔ کہا: مالک میری ذمہ داری۔

کہا: چھوٹی سی قبر بنانی ہوگی۔ کہا: مالک منظور۔

کہا: سارے خاندان کو زینبؑ کے حوالے کرنا ہوگا۔ کہا: پروردگار منظور۔ اپنا سر سجدۂ خالق میں کٹانا ہوگا۔ کہا: مالک منظور۔

کہا: تیرا سر نوک نیزہ پر جائے گا۔ کہا: مالک منظور۔ کہا: خیموں میں آگ لگے گی۔ کہا: منظور۔

کہا: سکینہؑ طمانچے کھائے گی۔ پروردگار منظور۔

کہا: بچی کے کان زخمی ہوں گے۔ کہا: مالک منظور۔

ایک مرتبہ آواز آئی: حسینؑ بہن کی چادر قربان کرنا ہوگی، بہن بے پردہ ہوگی، ابھی تک جو حسینؑ منظور، منظور کہتا چلا آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے لیے میرے مولا خاموش ہو گئے، بہن کی چادر کا سوال آ گیا نا، حسینؑ جب خاموش ہوئے گردن جھکائی ابھی منظور کہنا ہی چاہتے تھے کہ ایک مرتبہ عالم ارواح میں سیّد سجادؑ کی آواز گونجی بابا چپ کیوں ہو گئے یہ بار میں اُٹھاؤں گا آپ کی منزل شہادت نوک نیزہ تک ہے اس کے بعد سیّد سجادؑ جانے اور سیدانیوں کی بے ردائی جانے۔

ہاں عزادارو! اب سیّد سجادؑ ہے اور بے پردہ بی بیاں ہیں۔ میں نے کل مصائب یہاں چھوڑے تھے کہ جناب سکینہؑ کے بندے چھنے، طمانچے لگے۔ مصطفیٰ زیدی کے شعر کو ذرا سی تبدیلی کے ساتھ میں پڑھ رہا ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

جو ہاتھ بچی پر اٹھا وہ ہاتھ اک کردار تھا
عارض سکینہؑ کے نہ تھے قران کا رخسار تھا

کل میں نے مصائب یہاں چھوڑے خیمے جل گئے بی بی سیدِ سجادؑ کو لے آئی ساری رات جلی ہوئی قنات کا پہرہ دیتی رہی۔ علیؑ کی بیٹی زینبؑ ساری رات عباسؑ بن گئی۔ آدھی رات کو جب بابا آیا تو اس وقت لپٹ کر کہا ہے کہ ابا اب آئے ہو، بابا جب سب کچھ لٹ گیا اب آئے ہو۔ مجھے شاہد رضوی کا مصرع بڑا پسند ہے جو کہتے تھے۔

شاہد رخ حیدر پہ بکھر جاتے تھے آنسو
جب کھول کے گیسو چلاتی تھی زینب

میرے بابا میری چادر...... گیارہ محرم کو یہ لٹا ہوا قافلہ روانہ ہوا سب کو شہزادی زینبؑ نے سوار کرایا زینبؑ کو سوار کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ سیدِ سجادؑ نے ہتھکڑی والے ہاتھوں سے سوار کیا۔ اونٹ پر سوار ہوئی۔ ساری شہزادیاں گنج شہیداں سے گزریں تو اپنے اپنے وارثوں کے لاشوں کو دیکھا۔ لیلیٰؑ، اکبرؑ کے لاشے پر، ربابؑ اصغرؑ کی قبر پر، ام فروہ قاسمؑ کے لاشے پر۔ جملہ سنو گے، جناب ام لیلیٰؑ، اکبرؑ کے لاشے پر آ کر کہتی ہے۔ اکبرؑ چادر کے چھیننے کا گلہ نہیں کرتی اکبرؑ مجھے اتنا بتا دے کہ اگر چھٹ کر مدینے واپس گئی اور صغریٰ نے پوچھا میرا بھائی نہیں آیا تو بتا میں کیا جواب دوں گی؟

راوی کہتا ہے گنج شہیداں میں دو بچوں کے لاشے لاوارث رہ گئے ان پر کوئی رونے والا نہیں تھا۔ میں نے امامؑ سے پوچھا مولاؑ کیا ان بچوں کی ماں مر گئی سیدِ سجادؑ کہتے ہیں بھائی ایسا نہ کہہ، ان بچوں کی ماں میری پھوپھی زینبؑ ہے لیکن پھوپھی زینبؑ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ بچوں کا ماتم نہیں کروں گی۔ ماتم کروں گی تو حسینؑ کا۔ روؤں گی تو حسینؑ کو۔ زینبؑ اپنا اونٹ بٹھا کر نشیب کے قریب پہنچی، بھائی کا بے کفن لاشہ دیکھا، پامال لاشہ دیکھا، بہن سے برداشت نہ ہوسکا، خود کو اونٹ سے گرا دیا۔ جس کے ہاتھ بندھے ہوں وہ کیسے گرے گی۔ شاعر نے کہا:

سنبھلا نہ گیا ہاتھ پس پشت بندھے تھے
ایسے ہی گری جیسے کہ عباسؑ گرے تھے

بھائی کی بے کفن لاش پر پہنچی۔ اپنے سر کو دیکھا کھلا تھا سیدِ سجادؑ کے ہاتھوں کو دیکھا بندھے تھے۔

دشت میں رہ گئی تنہا تو وطن یاد آیا
پانی پایا تو ہر اک تشنہ دہن یاد آیا
لے کے ہر چیز مدینے سے چلی تھی زینبؑ
بھائی کی لاش پہ پہنچی تو کفن یاد آیا

بھائی معاف کر دینا میرے سر پر چادر بھی نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

تیسری مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر محفلِ شاہ خراسان میں عشرۂ ثانی کی تیسری تقریر مقصد بعثت رسولؐ کے عنوان پر آپ حضرات کی سماعت کے لیے ہدیہ ہے اور میں افہام و تفہیم کے جذبے کے ساتھ تاریخی پس منظر میں جو بات اس عشرۂ ثانی میں اذہان ملت تک پہنچانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر مقصد بعثت سمجھ میں آ گیا تو رسالت میں شک نہیں رہے گا۔

نبوت میں جہاں کہیں بھی شک آیا تو وہ مقصد بعثت کے نہ سمجھنے کی علامت ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مقاصد بعثت رسول کو سمجھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ اللہ نے یہ جو ہدایت کا طویل سلسلہ قائم فرمایا ہے، آدمؑ سے لے کر ختمی مرتبت تک نبوت کی صورت میں اور پہلے امامؑ سے لے کر قیامت تک امامت کی صورت میں یہ جو ہدایت کا سلسلہ بغیر کسی تعطل کے جاری ہے آخر اس کا کوئی مقصد تو اللہ کے پیش نظر ہوگا اور پیغمبر اسلامؐ نے

بھی اس عظیم مقصد کو واضح کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھا ہوگا۔ اس لیے کہ جس پروردگار کے عدل کا عالم یہ ہے کہ وہ مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہادی کو خلق فرماتا ہے، ایسا نہیں ہوا کہ مخلوق پہلے پیدا ہوگئی آدمؑ کو بعد میں پیدا کیا اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا تو دامن عدل الٰہی پر داغ آ جاتا۔

جتنے عرصہ بعد بھی ہدایت آتی اتنے عرصہ کی گمراہی کا ذمہ دار کون ہوتا؟ اس لیے اہتمام یہ فرمایا قدرت نے کہ ہادی پہلے، ہدایت پانے والے بعد میں، تاکہ اس کائنات کا پہلا انسان بھی گلہ نہ کر سکے، شکوہ نہ کر سکے کہ پروردگار تو نے ہمارے لیے کسی ہدایت کا بندوبست نہ کیا تھا۔ ہم اگر اتنے عرصے گمراہ رہے تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے۔ تو نے ہادی کا انتظام نہیں کیا تھا۔ اس لیے آدمؑ کو پہلے خلق کیا اور ہدایت پانے والے بعد میں پیدا کیے۔

تو دوستو! بڑے ٹھنڈے دل سے غور صرف یہ کرنا ہے کہ جو معبود اپنی اس دنیا کے پہلے انسان کو ایک لمحہ کے لیے محتاج ہدایت چھوڑنا اپنے عدل کے خلاف سمجھتا ہے وہی پروردگار کائنات کے آخری انسان کو بغیر ہادی کے کیسے چھوڑ سکتا ہے۔

یا تو کسی کتاب سے یہ ثابت کرو کہ نہیں بعد میں اُمت کو ہدایت کی ضرورت نہیں ہے۔ سارے متقی ہیں، سارے پرہیزگار ہیں۔ لیکن یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا بلکہ سب محتاج ہدایت ہیں۔ تو جب سب محتاج ہدایت ہیں تو ہادی کا انتظام بھی من جانب اللہ ہونا ضروری ہے۔ تبدیلی قانون میں اس لیے نہیں آتی کہ بندہ کا قانون نہیں ہے۔ آپ اس جملہ کے پس منظر میں ذرا سماعت فرمائیں۔ بندہ کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے اللہ کا بنایا قانون ہے اور

"لن تجد لسنة الله تبدیلا" بندے کے قانون میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کے قانون میں ترمیم ہوتی ہے وہ اس لیے کہ آپ دیکھتے رہتے ہیں ناں بارہ ربیع الاوّل کو ایک قانون بنا اور ۳ رجب کو چلا گیا نظرثانی ہونے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل میں حالانکہ

Presented by www.ziaraat.com

نام اس کا بھی اسلامی قانون تھا مگر جس دن وہ نظرثانی ہونے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل میں گیا اسی دن ہم نے سوچ لیا کہ بندے کا بنایا ہوا ہے اللہ کا نہیں ہے۔

صاحبانِ فہم نے اسی دن سوچ لیا کہ بندے کا بنایا ہوا قانون تھا اللہ کا بنایا ہوا نہیں تھا کہ اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں آیا کرتا، اللہ کے قانون میں کوئی ترمیم نہیں ہوا کرتی۔ پہلی اور آخری پہچان اللہ کے قانون کی یہی ہے کہ اس پر نظرثانی نہیں ہوا کرتی نظرثانی ہوتی ہے اس قانون پر جو قانون ناقص ہو۔ قانون وہ ناقص ہوتا ہے جس کے بنانے والے ناقص ہیں۔ بنانے والے وہ ناقص ہوتے ہیں جن کا علم ناقص ہوتا ہے۔ علم ان کا ناقص ہوتا ہے جو ابوسفیان کے دربار سے حاصل کریں۔

علم وہ ناقص ہوتا ہے جو ''کسبی'' ہو ''لدنی'' نہ ہو، لیکن اللہ کا قانون کمال علم کی منزل میں بنایا جاتا ہے۔ کوئی مانے تب بھی کامل ہے کوئی نہ مانے تب بھی کامل ہے۔ اس کا قانون تو نہیں بدلتا ہے۔ جب اس کا قانون نہیں بدلا تو اس کا طریقۂ ہدایت بھی نہیں بدلا تو جس تمکنت کے ساتھ اس نے پہلا ہادی مقرر کیا تھا، جس شان کے ساتھ اس نے پہلے ہادی کا تقرر کیا تھا اسی تمکنت کے ساتھ وہ آخری ہادی کا تقرر بھی کرے گا۔

اگر پہلا ہادی اللہ کی طرف سے ہے تو آخری ہادی بھی اللہ کی طرف سے ہوگا۔ اگر پہلا ہادی مسجود ملائک ہے تو آخری ہادی بھی مسجود ملائک ہوگا اور فرشتوں کو لیلۃ القدر میں اس پر نازل ہونا پڑے گا۔

اگر پہلا ہادی معصوم ہے تو آخری ہادی بھی کپڑے بیچنے والا نہیں ہوگا۔

اگر پہلا ہادی نور ہے تو آخری ہادی بھی نور ہوگا۔

اگر پہلا ہادی حجت ہے تو آخری ہادی بھی حجت ہوگا۔

اگر پہلا ہادی حاکم ہے تو آخری ہادی بھی حاکم ہوگا۔

اگر پہلا ہادی اولی بالتصرف ہے تو آخری ہادی بھی اولی بالتصرف ہوگا۔

اگر پہلا ہادی مولا ہے تو آخری ہادی بھی مولا ہوگا۔

اگر پہلے ہادی پر ایمان لانا فرض ہے تو آخری ہادی پر ایمان لانا بھی فرض ہوگا۔

اگر پہلے ہادی کا مُنکر شیطان ہے تو آخری ہادی کا بھی مُنکر شیطان ہوگا۔

تو ہمیں بعثت کو سمجھنے کے لیے پہلے ہادی کو سمجھنا ہوگا تب بعثت ختمی مرتبت سمجھ میں آئے گی۔ اس لیے کہ بعثت ختمی مرتبت تو حاصل ہے تمام نبوتوں کی، ماحصل ہے۔ تو اگر پہلا ہادی سمجھ میں آ گیا تو آخری ہادی بھی سمجھ میں آ جائے گا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں ''ہادی'' اپنی کتاب سے سمجھاؤں تو آپ مانتے نہیں آپ کی کتاب سے اگر سمجھنے کی کوشش کروں تو اس کو میری عقل نہیں مانتی۔ میں تو ماننے کے لیے تیار ہوں لیکن میری عقل نہیں مانتی۔ میں تو کوشش کرتا ہوں۔

میں تو چاہتا ہوں اتحاد بین المسلمین کے لیے کہ آپس میں دونوں کتابوں کا تبادلہ ہو لیکن کیا کروں آپ کی جس کتاب کا ورق الٹتا ہوں۔ قال ابوہریرہ۔ میری مجبوری یہ ہے کہ ہر کتاب کا سرنامہ ''ابوہریرہ'' اور یہ کیا چیز ہے مجھے آج تک نہ سمجھ میں آیا تو جب میں ابوہریرہ ہی کو نہ سمجھ سکا تو امام بخاری کو کیا سمجھوں گا۔

اور یہ سرکار اس لیے سمجھ میں نہ آئے کہ یہ میری ہی سمجھ میں نہیں بلکہ یہ کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آئے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آنے والی ہے۔ دیکھیے فتح خیبر کے موقع پر یہ جناب ایمان لائے اور بڑی خوبصورت فگیر تین برس انہیں میسر آئے صحبت پیغمبر کے۔

تین برس صحبت پیغمبر کے تو تین برس گزارنے والے ابوہریرہ اتنے بڑے کمپیوٹر بنے احادیث نبوی کے پانچ ہزار سے زیادہ حدیثیں اور حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم جنہوں نے ۲۳ (تیئیس) برس صحبت پیغمبر میں گزارے ان سے مشکل سے کسی سے ۳۱۵ کسی سے ۴۱۲ کسی سے ۲۵۸ پانچ سو کا بھی فگیر پورا نہیں ہوتا تو عقل خود بھی ماتم کرتی ہے یا نہیں کہ جو ۲۳ برس صحبت پیغمبر میں رہے ان سے صرف دو سو، چار سو حدیثیں اور جو صرف تین برس صحبت پیغمبر اسلام میں رہے ان سے پانچ ہزار اور یہ پانچ ہزار تو چھان پھٹک کے بعد ہے، پتہ نہیں امام بخاری نے کتنی چھلنیوں میں چھانا ہے۔ بڑی چھان

Presented by www.ziaraat.com

پھٹک کے بعد پانچ ہزار ہیں۔ ان کا حافظہ تو اللہ سے بھی بڑھ گیا۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اس لیے کہ اللہ نے تو تیئس برس میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں بھیجیں انہوں نے تین برس میں پانچ ہزار روایتیں تیار کرلیں اور اس میں کیا کچھ کام کرتے ہوں گے۔ اپنی ضروریات زندگی کی حدیثیں بھی تیار کرنا، فاروق اعظمؓ سے پٹنا بھی! تاریخ ہے، حضرت فاروق اعظم نے ایک دفعہ نہیں دو دفعہ پٹائی کی۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کیا سلسلہ ہے صحیح مسلم میں لکھا ہوا ہے کہ حیات پیغمبرؐ میں بھی ایک مرتبہ اور اپنے زمانۂ حکومت میں بھی جب بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا اور مال و دولت اکٹھا کیا اور حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس شکایت پہنچی کہ بہت پیسہ اکٹھا کر رہے ہیں تو آپ نے طلب کیا۔

علامہ ابن ابی الحدید نے لکھا جیسے ہی یہ دربار میں داخل ہوئے ان سے کہا:

یا عدو اللہ اے اللہ کے دشمن اے قران کے دشمن تو نے اللہ کے مال میں چوری کی۔

جب میں نے تجھے گورنر بنا کر بھیجا تھا تو تیرے پاؤں میں جوتیاں نہیں تھیں۔ (بالکل یہی جملہ!) اب یہ اتنا مال کہاں سے آ گیا؟ کہا: یہ لوگوں نے تحفے دیے ہیں ہم کو۔ اچھا! میری طرف سے بھی ایک تحفہ لے لو۔ تو تحفہ آیا؟ آپ کو پتہ ہے۔

تو بات صرف یہ نہیں سمجھ میں آتی کہ فاروق اعظمؓ نے یقیناً غلط سزا نہیں دی اس لیے کہ ان کا عدل بہت مشہور ہے۔ جب بھی سزا دی مجرم کو سزا دی۔ عدل بہت مشہور ہے۔ مجھے کوئی شک نہیں عدل پر لیکن اس عقل پر بہت ہنسنے کو دل چاہتا ہے کہ فاروق اعظمؓ مار رہے ہیں، ابوہریرہ پٹ رہے ہیں، پٹنے والا بھی رضی اللہ، مارنے والا بھی رضی اللہ، یہ کون سا انداز ہے۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ مقصد بعثت کو آپ کی کتاب سے سمجھیں مگر جو قران کے بعد صحیح کا سلسلہ قائم ہوا تو صحیح بخاری بھی صحیح۔ صحیح مسلم بھی صحیح حالانکہ مسلم نے بہت سے ایسے راویوں کو لیا جنہیں امام بخاری نے مسترد کر دیا تھا۔

عجیب بات ہے نا! تو جب ایک نے لیا ایک نے مسترد کیا تو وہ راوی دونوں مستند کیسے ہوگئے؟ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن سے میں عنوان کو قائم کرنا چاہتا ہوں۔ ظاہر

ہے کہ نتیجہ تک تو پہنچنا ہے نا! مقصد بعثت تک پہنچنا ہے۔ پھر ہماری کتاب کی بات مانی نہیں جائی گی، آپ کی کتاب کی بات ہم نہیں مانیں گے تو اب سارے مسلمان مل کر اللہ کی کتاب پر تو متفق ہوجائیں۔

قران مجید سے پوچھیں کہ ہادی کا تقرر کیسے ہوتا ہے۔ تو جس طرح پہلا ہادی مقرر ہوا تھا اسی طرح آخر ہادی بھی مقرر ہوگا۔ اللہ کا قانون تو بدلتا نہیں تو پہلا ہادی اگر اجماع سے بنا تو آخری ہادی بھی اجماع سے بنے گا۔ مان لوں گا اور اگر پہلا ہادی اجماع سے نہیں بنا تو قیامت تک جو بھی اجماع سے بنے گا تو حاکم تو مان لوں گا مگر ہادی نہیں مانوں گا۔

قران سے دیکھا کہ ہادی جب مقرر ہوتا ہے تو علم کی بنیاد پر مقرر ہوتا ہے۔ ہادی جب مقرر ہوتا ہے تو مکہ والوں سے بیعت نہیں لی جاتی، فرشتوں سے بھی بیعت لی جاتی ہے۔ بہترین طرہ امتیاز ہادی کا جو اللہ مقرر کرے۔ تو ہادی مکہ مدینہ کے دوٹوں سے مقرر نہیں ہوتا بلکہ پہلے عرش والوں سے اس کی بیعت لی جاتی ہے۔ چلیے آپ ساری کتابیں ایک طرف رکھ دیجیے میں بڑی فراخ دلی کے ساتھ ہر ایک کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں مگر مجھے مکہ مدینہ کے ووٹ مت دکھاؤ۔ مجھے یہ دکھاؤ کہ عرش والوں نے کس کی بیعت کی۔ جبرائیلؑ نے کس کی بیعت کی، میکائیلؑ نے کس کی بیعت کی، نہیں تو میں ہادی دکھاؤں؟ جس کے در پر کبھی درزی بن کر آ رہے ہیں، کبھی جھولا جھلانے آ رہے ہیں۔

تو پہلا ہادی علم کی بنیاد پر منتخب ہوا۔ فرشتوں کے اجماع کو مسترد کیا گیا معصوم مخلوق مجتمع ہوکر آئی تھی۔

قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء۔ (سورۂ بقرہ آیت ۳۰)۔

پروردگار! تو اسے زمین پر خلیفہ بنائے گا جو زمین پر فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا۔ یہ زمین پر جا کر خون خرابہ کرے گا۔ ابھی کیا نہیں لیکن فرشتے بتا رہے ہیں کہ کرے گا اور جیسا فرشتوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔

یا نبی سلام علیک کے نعرے لگانے والو! قران میں اتنا تو تدبر کرلو۔ فرشتوں کا علم

Presented by www.ziaraat.com

غیب تو اتنا کہ آدمؑ کو دیکھ کر غیب کی خبر دے رہے ہیں اور خاتم النبیین کو علم غیب نہ تھا؟! بڑی عجیب منزل! مگر میں تو یہ کہا کرتا ہوں دوستو! کہ جو حاضر کی غیب میں اتنا شک کریں وہ غیب کی امامت میں کہاں یقین کریں گے۔ جو حاضر کی نبوت میں اتنا شک کریں وہ غیب کی امامت میں کہاں یقین کریں گے۔ نبی سامنے ہے اُٹھنا بیٹھنا ہے، صحبت ہے پھر بھی شک ہے۔ ان سے یہ کہنا کہ غیب پر ایمان لاؤ جبھی تو قران مجید نے کہا:

آلم ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب۔

متّقی کی جو تعریف قران نے کی ہے۔ یہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں یہ کس کے لیے ہدایت ہے؟ متّقی کے لیے۔ اب ہر ایک اپنے آپ کو متّقی کہتا ہے اس لیے آیت نے واضح کر دیا کہ ہر ایک متّقی نہیں۔

متّقی وہ کہ یومنون بالغیب متّقی وہ ہے جو غیب پر ایمان لائے۔ ساری کتابیں تلاش کر کے دیکھ جایئے کہ وہ متّقی کون ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں ہمارے علاوہ اگر کوئی مکتب فکر نکل آئے تو ہماری ذمہ داری اور ہم متّقی بھی صرف اس لیے ہیں کہ امام المتّقین صرف ہمارے پاس ہے۔ باقی سب کے پاس ہر قسم کے امام ہیں۔ امام حرمین، امام کعبہ، امام مسجد، غزل کے امام ہیں، حدیث کے امام ہیں، فلسفے کے امام ہیں، تاریخ کے امام، ہیں روایت کے امام ہیں، جمعرات کے امام ہیں، بدھ کے امام ہیں۔

بہت سے امام ہیں لیکن امام المتّقین یہ لفظ کسی کے ذہن ہی میں نہیں آیا۔ آتا کیسے اس لیے کہ امام الغزل بننا اور بات ہے، امام تاریخ بننا اور بات ہے، فلسفے کا امام امام غزالی کو کہنا اور بات ہے، تاریخ کا امام ابن خلدون کو کہنا اور بات ہے، سیرت کا امام ابن ہشام کو کہنا اور بات ہے، لیکن متّقین کا امام بننا جو متّقین کا امام ہوگا وہ خود تقوے کی کس منزل پر ہوگا کیوں کہ یہاں شرط ہے تقوے کی۔ اجماع اور شوریٰ حکومت تو دے سکتا ہے لیکن تقویٰ نہیں دے سکتا اور اللہ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو صاحب تقویٰ ہو اسی لیے ساری ملّت کہتی ہے کرم اللہ وجہ۔ صلوات

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب فرشتوں نے کہا پروردگار تو اسے زمین پر خلیفہ بنائے گا یہ زمین پر جا کر خون خرابہ کرے گا، ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، ہم تیری عبادت کرتے ہیں ایک جملہ کہا: انى اعلم مالا تعلمون جو میں جانتا ہوں وہ تم سب نہیں جانتے اور فرشتے بھی چونکہ معصوم تھے، چونکہ خلقت میں عیب نہیں تھا اس لیے سر جھکا کر کہا: سبحانك لا علم لنا الاما علمتنا

پروردگار ہمیں تو صرف اس قدر ہی علم ہے جتنا تو نے عطا فرمایا۔

یعنی چونکہ تخلیق میں کوئی عیب نہیں تھا، خلقت میں نور تھا۔ صرف صحبت میں نہیں تھا اس لیے بحث نہیں کی سر جھکا دیا۔ لیکن جس کی خلقت میں خامی تھی، جس نے صرف صحبت اُٹھائی تھی نور کی، جو صرف صحبت نور میں بیٹھا تھا، خلقت میں نور نہیں تھا تخلیق کی کجی نے ضدی بنا دیا، اکڑ گیا، چوہدری اکڑ گیا، نہیں کروں گا تیرے غیر کو سجدہ، نہیں کروں گا، تجھے سجدے لاکھوں کیے ہیں، کروڑوں اور کرا لے، تیرے غیر کو نہیں کروں گا۔ شیطان کا عقیدہ تیرے غیر کو سجدہ نہیں کروں گا۔ سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے، سجدہ صرف اللہ کے لیے۔ اب سمجھ میں آیا یہ عقیدہ کہاں سے آیا، دو ڈھائی سو برس سے نہیں چلا ہے حضرتِ ابلیس سے چلا ہے یہ عقیدہ کہ سجدہ صرف اللہ کو۔ نعرۂ حیدری۔

اور سجدہ نہ کرنے کی وجہ کیا بتائی؟ اللہ نے کہا:

مامنعك ان اتسجد لما خلقت بيدى۔ (سورۂ ص آیت ۷۵)

تجھے کس چیز نے منع کیا اسے سجدہ کرنے سے جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔

وجہ بتا رہا ہے: پروردگار! خلقتنى من نار و خلقته من طين۔ (سورۂ الاعراف آیت ۳۶)

تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اسے مٹّی سے پیدا کیا ہے۔

بدبختی شیطان کی یہ آ گئی کہ وہ کمبخت نور نبوت کو نہ دیکھ سکا بلکہ نبی کو مٹّی سمجھا، نبی کو خاک سمجھا، نبی کو بشر سمجھا، آدمؑ کو بشر سمجھا، تو تاریخ عالمِ اسلام سے کیا میں یہ سوال کرنے

Presented by www.ziaraat.com

میں حق بجانب ہوں کہ جو آدمؑ کو بشر سمجھے، وہ ابلیس ہے اور جو خاتمؐ کو بشر سمجھے؟!

نورِ نبوت کو نہ سمجھ سکا، مٹی سمجھا۔ مارا گیا ایک سجدہ کے نہ کرنے میں۔

ہزاروں سال گر سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

ایک سجدہ نہیں کیا مارا گیا، مردود ہوگیا، ہزاروں برس سجدے کیے، کونے کونے میں سجدہ کیا، اللہ کو سجدہ کیا۔ مشرک بھی نہیں تھا بلکہ خالص توحید پرست تھا، بہت بڑا سوحد تھا، بہت بڑا بستر بند تھا، بہت بڑا توحید پرست تھا، مگر ایک سجدہ نہیں کیا۔ سارے سجدے گئے اور یہ پتہ نہیں کیوں نہیں کیا؟ مجھے تو بہت ترس آتا ہے۔ مارا کیوں گیا اگر ذرا سا بھی کمبخت سیاسی ہوتا تو سجدے تو بچا ہی لیتا اپنے۔

ذرا سا بھی اگر سیاسی تدبّر ہوتا۔ بچالیتا سجدے، سمجھوتا کر لیتا، وقتی طور پر ایمرجنسی میں کلمہ پڑھ لیتا، عبادت بچالیتا، اس وقت تو اپنی عبادت بچالیتا نا! بات واضح نہیں ہوئی اچھا سیاست داں ہوتا تو باہمی دلچسپی کے مذاکرات کرکے، توجہ ہے نا! مارا کس لیے گیا اچھا سیاست داں نہیں تھا۔

اگر ذرا سی بھی سیاسی سوجھ بوجھ ہوتی وقتی طور پر آدمؑ کو تسلیم کر لیتا۔ نہیں ایسے نہیں پھر توجہ فرمایئے۔ مارا کیوں گیا؟ اچھا سیاست داں نہیں اگر ذرا سی بھی سیاسی سوجھ بوجھ ہوتی تو وقتی طور پر آدمؑ کو مبارک باد دے دیتا، بعد میں انکار کر جاتا۔ موقع پر اقرار کر لیتا مگر اس نے بھی یہ سوچا کہ شیطان جتنا قبول ہے یہ میری شیطنت کی توہین ہے کہ آج اقرار کرلوں کل انکار کر دوں۔ صلوات۔

میں نے پوچھا: مولانا آپ کیوں لعنت بھیجتے ہیں شیطان پر؟

کہا: آدمؑ کے مقابلے میں آیا تھا۔

میں نے کہا: تو آپ کیوں بھیجتے ہیں لعنت؟ دشمنی تو آدمؑ سے کی تھی، آپ سے تو کی نہیں تھی۔ کہا: نہیں ہمارے سے تو اکثر دوستی کر لیتا ہے، دشمنی نہیں کی۔

تو پھر مولانا بات کیا ہے آپ اس پر لعنت کیوں بھیجتے ہیں۔

توجہ! آیا تھا آدمؑ کے مقابلے میں لیکن قیامت تک اولادِ آدمؑ پر فرض ہے کہ اس پر لعنت بھیجیں وہ آدمؑ کے مقابلے میں آیا۔ اصول بنایا سارے مسلمان بھائیوں نے کہ ہم آدمؑ کو مانتے ہیں۔

اس آدمؑ کے مقابلے پر جو آیا اسے نہیں مانتے ہیں۔

ابراہیمؑ کو مانتے ہیں، ابراہیمؑ کے مقابلے پر جو آیا اسے نہیں مانتے ہیں۔ سب مسلمان ساتھ ہیں نا۔ موسیٰؑ کو مانتے ہیں، ان کے مقابلے پر جو آیا اسے نہیں مانتے ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ کو مانتے ہیں ان کے مقابلے پر جو آیا اسے نہیں مانتے۔

سب ساتھ ہیں نا بلکہ ہم تو اور آگے تک آپ کے ساتھ چلے۔ آپ دیکھیے کہ راستہ آپ نے بدلا کہ ہم نے بدلا۔ ہم تو آدمؑ سے لے کر آپ کے ساتھ ساتھ چلے آرہے ہیں۔ آپ نے کہا تھا ہم خلیفہ اوّل کو مانتے ہیں انہیں جو نہیں مانتے نہیں مانتے۔

ہم نے کہا: ہم بھی نہیں مانتے۔

آپ نے کہا: سارے مسلمان خلیفہ دوم کا اقرار کرتے ہیں۔

ہم نے کہا: ٹھیک ہے۔ انہیں جو نہیں مانتے آپ نہیں مانتے۔

ہم نے کہا: ہم بھی نہیں مانتے۔ آپ سے اتحاد جو قائم رکھنا تھا اتحاد بین المسلمین کے لیے۔ ہم نے تو شیر کا سا کلیجہ کرلیا اتنا بڑا دل تھا۔

آپ نے کہا: خلافت دوم کے مقابلے میں جو آیا اسے ہم نہیں مانتے۔

ہم نے کہا: بالکل نہیں مانتے۔ توجہ! ہم نہیں مانتے ہم تو آدمؑ سے لے کر خلافت سوم تک آپ کے ساتھ ساتھ چلے۔ راستہ ہم نے نہیں بدلا، اختلاف ہم نے نہیں کیا۔

آپ نے کہا: جہاں تک ہم آپ کے ساتھ چلیں خلافت چہارم پر آکر آپ نے راستہ بدلا کہ خلافت چہارم کو بھی مانا اور ان کے مقابلے پر آنے والے کو بھی مانا۔ صلوات

ہم نے راستہ تبدیل کیا یا یہ آپ نے کیا؟ ہم تو وہاں سے یہاں تک آئے راستہ میں بڑے کانٹے بھی تھے مگر ہم آئے۔ ہمیں اتحاد عزیز تھا ہم آئے۔ وہاں تک آئے وہاں

Presented by www.ziaraat.com

سے راستہ آپ نے تبدیل کیا۔ آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں ہم تو بہت دور تک آپ کے ساتھ چلے راستہ آپ نے تبدیل کیا۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ اصول جب ہے تو اس میں تغیر نہیں آنا چاہیے، تبدیلی نہیں آنا چاہیے۔ اس لیے کہ اصول اگر اللہ کی طرف سے ہے تو بغیر کسی تغیر اور تبدیلی کے ہے۔

تو پہلا ہادی مقرر ہوا علم کی بنیاد پر۔ اجماع کو مسترد کیا گیا، ابلیس کو مردود قرار دیا گیا۔ دونوں سزائیں ملی ہیں۔ خلیفۃ اللہ کے منکر کو مجلس سے بھی نکالا گیا، لعنت بھی کی گئی۔ دوہری سزا ملی۔ یہ ہے اسلام کا اصول۔ تو جس مقصد نبوت پر اس سختی سے ذات واجب عمل فرما رہی ہے کہ فرشتوں کا سر جھکا دیا، اس کی بارگاہ میں تو سوچنا یہ ہے کہ یہی علمِ آدمؑ جب اپنے کمال کی منزل پر آیا، یہی علمِ آدمؑ اصلاب طاہرہ اور ارحام مطہرہ سے منتقل ہوتا ہوا جب اپنے کمال کی منزل پر آیا تو محمد مصطفیٰ کی صورت میں۔

اور یہی علمِ آدمؑ جب اپنی تشیع کی منزل پر آیا تو علیؑ کی صورت میں سامنے آیا۔

یہی علمِ آدمؑ جب اپنے تدبّر کی صورت میں سامنے آیا تو حسنؑ کی صورت میں سامنے آیا۔

یہی علمِ آدمؑ جب کمال شہادت کی منزل پر آیا تو حسینؑ کی صورت میں سامنے آیا۔

یہ ہے مقصد بعثت کہ جس پر زمانہ غور کرے۔ آج تک یہ بھی طے نہیں کر سکے کہ پیغمبر پیدا کس دن ہوئے تھے۔ میں کل کی مجلس سے مسلسل ہوا۔ ہم نے کل بتایا تھا کہ یہ بھی صرف ہم بتائیں گے کہ کب پیدا ہوئے اور کب وفات ہوئی اس لیے کہ ہم نے جن سے تاریخ وفات و ولادت لی وہ پیدائش کے وقت بھی موجود تھے اور وفات کے وقت بھی موجود تھے اور اتفاق سے آپ اس وقت بہت مصروف تھے۔ بچہ پیدا ہوا، دادا نے گود میں لے لیا۔

بڑی توجہ! تاریخ متفق ہے کہ بہت سے بیٹے تھے عبدالمطلبؑ کے مگر آواز صرف ایک بیٹے کو دی ابوطالبؑ! آئے ابوطالبؑ۔

دادا عبدالمطلبؑ کھڑے ہوئے پوتے کو آغوش میں لیے ہوئے۔ کائنات الٰہی کی

سب سے عظیم شخصیت آغوش عبدالمطلبؑ میں، اللہ کی تمام نعمتوں میں نعمت عظمیٰ آغوش عبدالمطلبؑ میں، چچا نے بھی دیکھا، دادا نے بھی دیکھا اور دیکھ کر کہا نام کیا ہونا چاہیے؟

توجہ! ابھی بچہ پیدا ہوا ہے۔ آپ کا رسول تو ابھی چالیس برس بعد ہوگا۔ میرا موضوع گفتگو ہے مقصد بعثت۔ بچے کا چہرا دیکھا، چاند سا چہرا دیکھا، روشن آنکھیں دیکھیں، کشادہ پیشانی دیکھی، چہرے پر نور الٰہی جلوہ فگن دیکھا۔

سر اٹھا کر عبدالمطلبؑ کہتے ہیں: ابوطالبؑ اس کا نام کیا ہونا چاہیے۔

ابوطالبؑ کہتے ہیں بابا: آپ کی موجودگی میں؟ آپ ہی اچھا سا اس کا نام رکھ دیں۔

کہا: اس کا چہرا یہ بتا رہا ہے کہ اس کا نام محمدؐ ہونا چاہیے، محمدؐ جس کی بہت زیادہ حمد و ثناء کی گئی ہو۔ میری تو ساری تقریر قربان اس نام محمدؐ پر۔ بچے کے چہرے کو دیکھ کر دادا اور چچا یقین کر رہے ہیں کہ یہ وہ بچہ ہے جس کی حمد و ثناء ولادت سے پہلے عرش پر اللہ اور فرشتوں نے کی اس لیے نام اتنا عظیم رکھا۔

تو بڑی عجیب بات ہے جو چالیس برس کے بعد رسول کو دیکھ کر نبوت پر شک کرے وہ تو مسلمان اور جو چہرے کو دیکھ کر بچپن میں سمجھ لے کہ اس کی بہت حمد و ثناء کی گئی ہے وہ کافر۔ لیکن نہیں یہاں تو قسم کھائی ہوئی ہے کہ کافر لکھیں گے تو یا نبیؐ کے باپ کو یا علیؑ کے باپ کو۔ بعثت کی اگر تاریخ بناؤ گے تو چالیس برس کے بعد اس کی وجہ کبھی آپ نے سوچی ہے کہ آخر کیوں؟ ہم کیوں نہیں جانتے چالیس برس کے بعد زمانہ کیوں مانتا ہے؟

زمانہ مانتا اس لیے ہے کہ جب چالیس برس کے پہلے رسولؐ کو مان لیں تو اپنے چالیس برس والے کہاں جائیں گے؟ اپنے عیوب پر پردہ ڈالنے کے لیے شان رسالت کا بھی خیال نہیں کیا جاتا اور ہم اس ابوطالبؑ کے ماننے والے ہیں کہ جس کے لیے یہ کہا گیا۔ بڑا عجیب و غریب شعر ہے۔

رہے ہمیشہ اسی فکر میں ابوطالبؑ
رہے جہاں میں محمدؐ، علیؑ رہے نہ رہے

Presented by www.ziaraat.com

آج میں مضمون پڑھ رہا تھا اخبار جنگ میں وہ مولانا کوثر نیازی کے جو تاثرات و مشاہدات آتے ہیں اس میں آخر میں بڑی عمدہ بات کہی کوثر نیازی صاحب نے کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمت اللہ علیہ جو بڑے خوش عقیدہ مسلمان تھے جنہوں نے مدح آل محمدؐ میں بہت کچھ کہا۔ جو نور کے بھی قائل تھے، عصمت کے بھی قائل تھے، درود کے بھی قائل تھے، سلام کے بھی قائل تھے۔ تو مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں کہ ایک عالم تھے مسجد نبوی میں ساری زندگی گزار دی انہوں نے مگر کبھی امامِ مسجد کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیوں نہیں پڑھی انہوں نے کہا کہ یہ توہین نبوت کرتے ہیں۔

بڑی توجہ! یہ احترام رسالت نہیں کرتے، مرا دل نہیں چاہتا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھوں۔ یعنی مقصد کیا ہوا کہ جو توہین نبوّت کرے وہ امام نہیں ہوسکتا۔ توجہ! جو توہین نبوت کرے وہ مسجد کا امام نہیں ہوسکتا علماء کا، علماء اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ ہم سلام کرتے ہیں ایسے عقیدے کو کہ جو توہین رسالت کا مرتکب ہو وہ نبی کی مسجد کا امام نہیں ہوسکتا۔ صلوٰۃ

اور آگے چل کر مولانا اشرف علی تھانوی کی بات کر کے کوثر نیازی صاحب فرماتے ہیں احمد رضا خاں بریلوی مولانا اشرف علی تھانوی کو کافر کہتے تھے۔ کیوں کافر کہتے تھے؟ اس لیے کہ وہ گستاخ رسولؐ تھے بقول مولانا کوثر نیازی کے جو انہوں نے لکھا۔ ہماری نظر میں وہ بڑے واجب الاحترام ہیں اشرف علی تھانوی! کوثر نیازی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ اشرف علی تھانوی سے پوچھا گیا کہ آپ تو احمد رضا خاں کی تعریف کر رہے ہیں وہ آپ کو کافر کہتے ہیں۔ دیکھیے کتنی اچھی اور سچی بات کہی ہے اشرف علی تھانوی نے! مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ ہاں انہیں مجھے کافر سمجھنا چاہیے اس لیے کہ وہ مجھے گستاخِ رسولؐ سمجھتے ہیں تو جب وہ مجھے یہ سمجھتے ہیں کہ میں گستاخ رسولؐ ہوں تو اگر وہ گستاخ رسولؐ سمجھ کر بھی کافر نہ سمجھیں تو وہ خود کافر ہو جائیں۔ نعرۂ حیدری۔

اگر وہ مجھے گستاخ رسول سمجھ کر بھی کافر نہ سمجھیں تو وہ کافر ہو جائیں تو مولانا اشرف علی کا فتویٰ تو آ گیا کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ کوئی گستاخ رسول ہے تو اسے جو کافر نہ

سمجھے وہ خود کافر ہے۔ صلوٰۃ

یکم محرم سے جس جوش و خروش کے ساتھ آپ ذکر مولا کر کے اجر رسالت ادا کر رہے ہیں— فاطمہؑ زہراؑ کے اجڑے ہوئے گھر کا تذکرہ کر کے— شہزادی زینبؑ نے نانا کے روضے پر آ کے جہاں اور باتیں کی ہیں وہاں ایک جملہ یہ بھی کہا ہے مدینے واپس آ کر: نانا قیامت تو یہ ہے کہ میں اپنے بھائی کے لاشے پر سے اس طرح گزاری گئی جیسے وہ میرا کچھ نہ لگتا تھا۔

آنسوؤں کے نذرانے شہزادی کی بارگاہ میں پیش کرتے رہو اور اس یقین کے ساتھ عزادارو! کہ تمہارے ہزاروں آنسو زینبؑ کے ایک آنسو کا جواب نہیں لا سکتے۔ کیوں؟ اس لیے کہ تمہیں تو آنسو بہانے کی اجازت بھی ہے، آزادی بھی ہے لیکن زینبؑ تو نے جتنے آنسو کربلا سے شام تک بہائے ہیں اتنے ہی تازیانے پشت پر کھائے ہیں۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شہزادیوں کے جو پہلے ہاتھ باندھے گئے تھے گیارہ محرم کو وہ سامنے کی طرف سے باندھے گئے تھے پشت کی طرف سے نہیں مگر جیسے ہی گنج شہیداں سے شہزادیاں گزریں تو بندھے ہوئے ہاتھوں سے انہوں نے ماتم کیا۔ ظلم کی انتہا دیکھو گے؟ شمر ملعون نے کہا کہ ارے اس طرح تو یہ ماتم کر رہی ہیں۔ اس لیے ان کے ہاتھ پسِ پشت باندھ دیئے۔

منزلیں طے ہو رہی ہیں اب تو بازاروں کی منزل ہے نا! کربلا تو چھوڑ چکی بی بی، اب تو بازاروں کی منزل ہے۔ عزادارو! دربار کوفہ کے قریب پہنچی، دارالامارہ کے دروازے پر ایک سر بریدہ لاشے کو لٹکا ہوا دیکھا۔ غور سے دیکھا، قریب سے دیکھا، دیکھ کر کہتی ہے بیٹا سیّد سجاد۔

اے نور نظر خون کا رشتہ تو یقیں ہے
بیٹا یہ کہیں لاشہ مسلم تو نہیں ہے

سیّد سجادؑ کہتے ہیں: ہاں پھوپھی امّاں یہ مرے غریب چچا کا لاشہ ہے، یہ مرے بے

Presented by www.ziaraat.com

وارث چچا کا لاشہ ہے، یہ میرے سفیر چچا کا لاشہ ہے۔

جن بھائیوں کی بہنیں ہیں وہ جانتے ہیں کہ بہنوں کو کتنی محبت ہوتی ہے بھائیوں سے۔ لاشے کے قریب پہنچیں مسلم کے لاشے کو سر سے پاؤں تک دیکھ کر ایک جملہ کہا: مسلم! مسلم بہن آ گئی، بھیا مسلم بہن آ گئی، بھیا بہن کا استقبال نہیں کرو گے؟ ارے میں تو سارا گھر لٹا کے آ رہی ہوں، میں تو بچے قربان کر کے آ رہی ہوں، میں تو بھائی قربان کر کے آ رہی ہوں۔

کہا: سیدانیوں آؤ آؤ میرے بھائی کا ماتم کرو۔

بھائی کے سفیر کا ماتم ہو رہا تھا۔ ایک مرتبہ سیّد سجادؑ نے پوچھا: فضہ چچا مسلمؑ کی بیوہ کہاں ہے؟ وہ نہیں نظر آ رہی ہے۔

صاحب معالی السبطین نے نقل کیا کہ فضہؓ نے کہا کہ وہ جو ایک گوشے میں خاموش بی بی کھڑی ہے وہ مسلمؑ کی زوجہ ہے عزادارو بڑی غیرت والی بی بی ہے۔ عباسؑ کی حقیقی بہن تھی نا! بڑی غیور بی بی تھی۔ سید سجادؑ قریب پہنچے کہا: چچی جان چچا کے لاشے پر ماتم نہیں کرو گی؟

جملہ سنو گے عباسؑ کی بہن کا؟ ہماری ماں بہنیں قربان غازی کی بہن پر۔ کہتی ہے: خدا مسلمؑ کی بہنوں کو سلامت رکھے میں کون ہوتی ہوں مسلمؑ کی؟ حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے زینبؑ کے سامنے روتے ہوئے شرم آتی ہے۔

سیّد سجادؑ نے کہا: نہیں چچی جان پھر یہ لاشہ دیکھنے کو ملے نہ ملے ایک مرتبہ ماتم تو کر لو۔

امام کے کہنے سے بی بی آئی اپنے وارث کے بے کفن لاشے کو دیکھا کہا:

مسلمؑ میری چادر چھن گئی میں تم سے کوئی گلہ نہیں کروں گی، میرے ہاتھ بندھ گئے میں کوئی شکایت نہیں کروں گی، مسلمؑ میں تم سے یہ بھی نہیں پوچھوں گی کہ تم پر کیا گزری۔ مسلمؑ مجھے صرف اتنا بتا دو میرے دونوں بچے کہاں ہیں، انہیں کس کے حوالے کیا؟ ہائے مسلمؑ ہائے مسلمؑ ہائے مسلمؑ ہائے حسینؑ۔

چوتھی مجلس

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! محفل شاہِ خراسان میں عشرہ ثانی کی چوتھی تقریر آپ کی سماعتوں کے لیے ہدیہ ہے۔ مقصد بعثتِ رسولؐ ہمارا عنوان گفتگو ہے اور اس عنوان کے تحت ہم انتہائی پیار و محبت کے ساتھ، افہام و تفہیم کے جذبے کے ساتھ، سمجھنے اور سمجھانے کے عزم کے ساتھ اذہان سامعین کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ ملت کی بدنصیبی یہ ہوئی کہ ان چودہ صدیوں میں ملت کو لا الہ الا اللہ تو پڑھایا گیا۔ محمد رسول اللہ بھی سکھایا گیا مگر جس محمد رسول اللہ نے لا الہ الا اللہ سمجھایا تھا اس کی صحیح معرفت اور اس کے مقاصد بعثت پر ملت کو صحیح طریقے پر مطلع نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ توحید پرستی تو بہت عام ہوگئی لیکن نبوت شناسی بالکل معدوم ہوگئی۔ توحید پرستی کے تو بہت چرچے ہیں توحید پرست تو بہت مل جائیں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے ۹۰ کروڑ کی تعداد میں ماشاء اللہ ہیں لیکن اگر یہ پوچھا جائے کہ نبوت شناسی کے مراحل کتنے فیصد کلمہ گوؤں نے طے کیے تو وہ ریشیو (ratio) نہ ہونے کے برابر ہوگا۔ اس لیے کہ اگر نبوت شناسی کوئی غیر ضروری چیز ہوتی اور غیر اہم شے ہوتی تو علامہ اقبالؒ کبھی یہ پیغام نہ دیتے کہ محمد مصطفیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ یہ پیغام ہی نہیں ہے علامہ اقبالؒ کا بلکہ فتویٰ ہے اور فیصلہ ہے اس لیے کہ دین مصطفیٰ کے پاس ہے اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبیست۔

اگر پیغمبر کے قدموں تک نہ پہنچے تو سب کے سب بولہبی ہوجاؤ گے۔

لاکھ کلمہ پڑھتے رہو اس لیے کہ جس قدر مقاصد بعثت رسول سے آگہی ہوگی اسی قدر معرفت بھی زیادہ ہوگی اور جس قدر معرفت زیادہ ہوگی اسی قدر انسان زیادہ مسلمان بننے کے موقف میں آئے گا اور اگر صحیح مسلمان جو اللہ اور اس کا رسول چاہتے ہیں وہ میسر آجائے تو میں سمجھتا ہوں کہ مقصد بعثت پورا ہوجائے گا۔

ہم اس عنوان کے تحت جو مراحل گفتگو کے اور فکر ونظر کے طے کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہیں کہ سیرت النبی لکھنے والوں نے سوانح حیات پیغمبر تو قلمبند کی لیکن سیرت کوئی نہ لکھ سکا۔ یعنی مجھے افسوس تو اس امر پر ہوتا ہے کہ چودہ صدیاں گزریں کتنے بڑے بڑے محقق اور مجدد پیدا ہوئے جو آسمان علم کے درخشاں ستارے بن کر اُبھرے مگر افسوس یہ ہوتا ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی مجھے آج یہ سمجھانا پڑتا ہے کہ سوانح حیات اور ہے سیرت اور ہے۔ لیکن اس پر تماشہ یہ کہ ہر سوانح نگار نے لکھی تو سوانح مگر عنوان دیا سیرت النبیؐ۔ اب اگر نبیؐ کی سیرت لکھ رہے ہیں، محمدؐ بن عبداللہ کی سوانح حیات ہے تو ہر مسلمان کو اور ہر کلمہ گو کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سوانح حیات پیغمبرؐ کی لکھے لیکن جب آپ عنوان یہ دیتے ہیں کہ ہم نبیؐ کی سیرت بیان کر رہے ہیں تو نبیؐ کی سیرت لکھنے کا حق کسی مسلمان کو پہنچتا ہی نہیں۔

سیرت النبیؐ بیان کرنے کا حق تو امت مسلمہ میں کسی کو پہنچتا ہی نہیں۔ اس لیے کہ

آپ یا عام انسان یا امتی جب سیرت لکھنے بیٹھے گا تو کہاں سے لکھنا شروع کرے گا؟ جہاں سے یہ نبی ہے وہاں سے سیرت لکھی جائے گی نا! بھئی جب سے یہ نبیؐ ہے تب سے سیرت لکھی جائے گی لیکن ہر سیرت نگار نے چالیس برس کے بعد کے واقعات لکھے تو یہ نبیؐ کی سیرت تو نہ ہوئی۔ ہر سیرت نگار نے ایک ہی بات کہی اور جتنی بھی سیرت کی جلدیں لکھی گئیں ہزاروں صفحات کالے کر دیئے گئے خدا کی قسم اس میں سیرت کہیں نظر نہیں آئی، عظمت پیغمبر کہیں نظر نہیں آئی۔ شان نبوت کہیں نظر نہیں آتی مقام نبوت جو قران نے مقرر کیا وہ کہیں نظر نہیں آتا۔ خواہ وہ ابن ہشام لکھنے والے ہوں یا شبلی نعمانی لکھنے والے ہوں سب مکھی پر مکھی بٹھاتے چلے آرہے ہیں۔

ہر ایک کی سیرت کا آغاز بغیر کسی فکری تبدیلی کے اسی انداز سے ہوتا ہے کہ وہ جمعہ کا روز تھا ۱۲ ربیع الاول کا دن تھا صبح کا وقت تھا جب آمنہؑ کے گھر میں عبداللہؑ کا یتیم پیدا ہوا۔ جب حضور پیدا ہوئے تو آتش کدہ فارس ٹھنڈا ہوگیا، قصر قیصر و کسریٰ کے چودہ کنگرے گر پڑے، عبدالمطلبؑ اور ابوطالبؑ نے نام محمدؐ رکھا پھر اس کے بعد ایک دائی آئی اس نے محمدؐ کو لیا اپنے ساتھ لے گئی۔

یہ برکت تھی وجود محمدؐ کی کہ حلیمہ کے گھر میں خیر و برکت آگئی، ان کی بکری نے دودھ زیادہ دینا شروع کر دیا۔ پرورش ہوتی رہی پھر گیارہ برس کے سن میں جب حضورؐ پہنچے تو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اچانک بچے دوڑے ہوئے حلیمہ کے پاس آئے آکے کہنے لگے کہ دو فرشتے آدمی کی صورت میں آسمان سے اُترے تھے انہوں نے پیغمبر کو زمین پر لٹایا ان کا سینہ چاک کیا، غلاظت نکالی نور بھرا، آب زمزم سے دھویا۔ حلیمہ پریشان ہوئیں، موقع پر پہنچیں تو جا کر دیکھا کہ پیغمبرؐ اسلام درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں نہ کوئی تکلیف ہے نہ کوئی زحمت ہے اس کے بعد واپس لے آئیں۔

عبدالمطلبؑ کا انتقال ہوگیا۔ عبدالمطلبؑ کے انتقال کے بعد آغوش ابوطالبؑ میں آئے۔ پرورش پاتے رہے، پروان چڑھتے رہے، تربیت ہوتی رہی، ابوطالبؑ پروان

Presented by www.ziaraat.com

چڑھاتے رہے اور آخر رسولِ اسلامؐ جب عنفوان شباب پہنچے تو ابوطالبؑ نے کہا میں بہت غریب ہوں کچھ کھاؤ کماؤ خود اپنے پیروں پر کھڑے ہوجاؤ۔ آپ مال تجارت جناب خدیجہ کا لے کر سفر پر گئے اور تجارت کا اصول (معاذ اللہ) پیغمبر اسلامؐ نے یہ بتایا کہ جب سب لوگ مال فروخت کر چکے تو آپ نے اپنا مال ظاہر کیا جب سب مال فروخت کر چکے تو اپنا مال ظاہر کیا تو ظاہر ہے بہت نفع سے بکا۔ زیادہ نفع لاکر خدیجہ کو دیا۔ بہت خوش ہوئیں، آپ کی امانت اور صداقت کی قائل ہوگئیں، متوجہ ہوئیں، آپ کی طرف اپنے غلام یا کنیز یا رشتہ دار کے ذریعہ پیغام عقد بھیجا۔ ابوطالبؑ نے قبول کیا اور قبول کرنے کے بعد ابوطالبؑ نے عقد پڑھا دیا۔

کافر نے محمدؐ کا عقد پڑھا دیا، کافر نے مسلمانوں کے نبیؐ کا عقد پڑھا دیا اور یہ کہہ کر عقد پڑھایا کہ میں اس کا مہر اپنی جیب سے ادا کر رہا ہوں اپنے مال سے ادا کر رہا ہوں۔ عقد پڑھایا، خدیجہؑ گھر میں آئیں تو دولت کے انبار لگ گئے۔

ملیکۃ العرب تھیں، رئیس ترین خاتون تھیں، زندگی آرام سے گزرنے لگی، پھر پیغمبرؐ اسلام کو سچے خواب آنے لگے، پھر پیغمبرؐ اسلام غار میں جانے لگے۔ وہاں چھپ چھپ کر عبادتیں کرنے لگے۔ ستو ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ کئی کئی دن وہاں رہا کرتے تھے۔

ایک دن جبرئیلؑ آیا اس نے کہا اقراء۔

پیغمبرؐ اسلام نے کہا: میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔

کہا: اچھا میرے قریب آؤ۔

پیغمبر کو قریب لیا۔ پروں میں لے کر ایسا بھینچا کہ ناچ کے رہ گئے معاذ اللہ پیغمبرؐ اسلام!

کہا: اب پڑھو گے۔

کہا: ابھی نہیں پڑھنا آیا۔

کہا: پھر آؤ۔ پھر یہی عمل جبرئیل نے کیا اس کے بعد پھر چھوڑ دیا۔

پھر بھی پیغمبر نہ پڑھ سکے۔ پھر تیسری مرتبہ جبرئیل نے یہی عمل کیا۔

کہا: اب تو سمجھ میں آیا۔

کہا: اب سمجھ میں آگیا، سردی لگ رہی تھی لرزتے ہوئے، کانپتے ہوئے خدیجہؑ کے گھر پہنچے کہا: مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے بخار چڑھ رہا ہے، مجھے سردی لگ رہی ہے، میں پتہ نہیں کیا بن گیا۔

جناب خدیجۃ الکبریٰؑ نے چہرہ محمدؐ سے نکلنے والے نور نبوت کو دیکھ کر کہا:

آپ گھبرائیں نہیں آپ کو پتہ ہی نہیں آپ تو رسولؐ بن گئے۔

چلیئے میں آپ کے اطمینان کے لیے ایک عیسائی رشتہ دار کے پاس لے کے چلتی ہوں۔ ورقہ کے پاس لے کے گئیں ورقہ نے چہرہ کو دیکھ کے کہہ دیا میں نے تو اس چہرہ کو توریت و زبور و انجیل میں پڑھا اس میں ساری وہ علامتیں ہیں۔ اگر میں آپ کے زمانے تک زندہ رہتا تو ضرور میں آپ کی تصدیق کرتا۔

اب تجھے کرنے میں کیا تکلیف ہے؟ جب تجھے پتہ ہے کہ یہ نبیؐ بن گئے تو انتظار کس بات کا؟ لیکن نہیں کی تصدیق۔ انتظار کرتا رہا۔ واپس آگئے۔ بقول صحیح بخاری اس وحی کے بعد اقراء باسم ربك کے بعد وحی آنا بند ہوگئی تین سال تک وحی نہیں آئی۔ پیغمبر مایوس ہوگئے کہ کہیں میں معزول تو نہیں کر دیا گیا۔ آخر کوہ ابوقبیس کی بلندی پر معاذ اللہ چڑھے خودکشی کا ارادہ تھا کہ جبرئیل نے آکر بازو پکڑا کہ نہیں نہیں خودکشی نہ کرو وحی آگئی پھر رکی پھر وحی آنا شروع ہوگئی اور مسلسل وحی آئی۔

اسلام پھیلتا چلا گیا۔ بچوں میں فلاں ایمان لائے، بڑوں میں فلاں ایمان لائے، عورتوں میں فلاں ایمان لائیں، غلاموں میں فلاں ایمان لائے، اس کے بعد پیغمبرؐ اسلام نے دعا کی کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو مسلمان کر دے۔ ایک مسلمان ہوگئے ایک کافر رہے۔ اس کے بعد اسلام نے اور ترقی کی پھر کافر اور زیادہ پریشان ہوگئے پھر پیغمبرؐ اسلام کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ ایک کو ساتھ لیا ایک کو بستر پر لٹایا۔ ہجرت کر گئے۔

Presented by www.ziaraat.com

تین دن غار میں رہے۔ اس کے بعد پھر مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ لوگ چاہتے تھے حضور میرے یہاں قیام کریں۔ حضور نے کہا: جس گھر پر میری اونٹنی چلی جائے میں اسی گھر میں مہمان ہوں گا اور وہ اونٹنی ایک صحابی کے گھر پر جا کر رک گئی۔ حضور مہمان رہے اور کئی دن تک مہمان رہے۔ اب جو مدینے آئے تو اسلام نے جنگی صورت حال اختیار کی۔ ۲ ہجری میں بدر ہوئی پھر جنگ اُحد ہوئی پھر جنگوں پر جنگیں ہوتی چلی گئیں اسلام بڑھتا چلا گیا۔

آخر صلح حدیبیہ کے مرحلے بھی طے ہوئے اس کے بعد پیغمبرؐ اسلام حج آخر کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے مکّہ فتح ہوا۔ بت شکنی کی۔ علیؑ کو دوش پر بلند کیا۔ کعبے کو پاک کیا۔ ابوسفیان کے گھر کو امان گاہ قرار دیا منافقوں کے لیے اور اس کے بعد یہ سلسلہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر رسول اسلام نے حجۃ الوداع کیا۔ وہاں سے واپس لوٹے۔ غدیر خم میں جبرئیلؑ آیۂ بلّغ لے کر آئے۔ پیغمبر نے اتنی شدید آیت کے بعد جو خطبہ کہا وہ یہ تھا کہ گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

''من کنت مولا'' کا اعلان تھوڑے ہی کیا ہے صرف گورے کالے بتانے کے لیے رکے تھے۔ وہاں سے واپس لوٹے۔ پھر آپ علیل ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ مجھے قلم اور کاغذ دے دو میں تمہارے لیے کوئی ہدایت نامہ چھوڑ دوں تاکہ تم گمراہ نہ ہوسکو تو ساتھیوں نے کہا حضور کیوں زحمت فرماتے ہیں آپ، آپ بخار میں ہیں، ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ ساتھیوں کی اس محبت پر اتنے خوش ہوئے رسول اکرم کہ کہا کہ:

"قوموا عنی" چلو جاؤ میری بارگاہ سے۔

محبت کا اظہار جو کیا تھا۔ پھر پیغمبرؐ کی علالت میں اضافہ ہوتا چلا گیا پھر آخر وہ وقت آیا کہ پیغمبر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور پیغمبرؐ کے ساتھی پیغمبرؐ کا جنازہ چھوڑ کر نظام مصطفیٰؐ قائم کرنے کے لیے چلے گئے۔

یہ ہے سیرت النبیؐ۔ کوئی بات اس سے باہر نہیں ہے جو میں نے بیان کیا میں دعوت فکر دیتا ہوں ملت مسلمہ کو کہ بتاؤ اس سیرت النبیؐ میں سیرت النبیؐ کہاں ہے؟ توجہ!

یہ جو نبیؐ کی سیرت بیان کی گئی اس میں عظمت پیغمبرؐ کہاں ہے:

اس میں شان رسالت کہاں ہے: اس میں کہیں شان نظر نہیں آتی ہے:

یہ تو تاریخ ہے۔ تو جنہیں تاریخ اور سیرت میں فرق معلوم نہیں، جن پڑھے لکھے لوگوں کو تاریخ اور سیرت میں فرق معلوم نہیں ان پڑھے لکھے لوگوں کو علیؑ اور معاویہ کا فرق کیسے معلوم ہوگا؟

میں گفتگو مناظرانہ نہیں کر رہا۔ میں تو سیرت النبیؐ بیان کر رہا ہوں۔ بتاؤ اس میں سیرت النبیؐ کہاں ہے؟ بتاؤ اس پوری سیرت النبیؐ میں قران کی کس آیت سے استدلال کیا گیا ہے؟ اگر جو میں نے سنائی ہے وہ مکمل سنائی ہے۔ ذمہ دار ہوں ہر جواب کا، اس پوری سیرت النبیؐ کی حمایت میں اگر کوئی قران کی ایک آیت بھی پیش کرو گے تو میں ذمہ دار قران کی کس آیت سے استفادہ کیا گیا۔

میں تو عرض کر رہا ہوں نا کہ آپ نے خواہ مخواہ زحمت کی میں تو مسترد کرتا ہوں اس تمام سیرت النبیؐ کی کتابوں کو۔ بےکار محنت کی آپ نے، ویسٹ کیا ٹائم اپنا۔ کوئی فائدہ نہیں ہے مسلمان نسلوں نے یہ کتاب پڑھ کر اپنے نبی کو نہیں سمجھا اس لیے کہ شان نبوت کہیں ہوتی تو سمجھتے اور شان نبوت کہیں بیان کیا جاتی تو سمجھ میں آتا۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا ہماری جوان نسل کو بلکہ اس سے متضاد خیال تو ذہن میں آئے۔

یہ خیالات تو ذہن میں آئے کہ نبیؐ ابھی نہیں ہے چالیس برس کے بعد نبیؐ بنا لیکن جب پیدا ہوا تو آتش کدۂ فارس ٹھنڈا ہوگیا۔ اگر یہ پیدائشی صاحب اعجاز نہیں تھا تو اس کی پیدائش پر فارس کی آگ کیسے ٹھنڈی ہوگئی، اس کی ولادت پر قصر قیصر کے کنگرے کیسے گر پڑے۔ آتش کدہ فارس کا ٹھنڈا ہونا، قصر قیصر کے کنگرے گرنا یہ بتاتا ہے کہ جب یہ پیدا ہوا تو نبیؐ تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ سیرت النبیؐ کا لکھنے کا بیڑا اٹھانے کو آپ سے کس نے کہا تھا؟ نبیؐ نے کہا تھا؟ نہیں۔ اللہ نے کہا تھا؟ نہیں۔ قرآن نے کہا تھا؟ نہیں۔ تو اللہ و رسولؐ کہہ ہی نہیں سکتے تھے کہ ہماری سیرت لکھو اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ آدمؑ کی اولاد کو خاتم النبیینؐ کی سیرت لکھنے کا حق ہی نہیں۔ آپ تو اولادِ آدمؑ کی بات کرتے ہیں آیئے آدمؑ سے پوچھیں۔ آدم علیہ السلام آپ لکھیں گے رسولؐ کی سیرت؟ آدمؑ کہیں گے:

''کنت نبیا و آدم بین الماء والطین''میں کیسے سیرت لکھوں گا میں تو اس وقت آب و گل کے مراحل طے کر رہا تھا جب سے یہ نبیؐ تھا۔

تو مسلمانوں جب تمہارے بابا آدمؑ کو نبیؐ کی سیرت بیان کرنے کا حق نہیں ہے تو آدمؑ کے لائق بیٹوں کو کس نے حق دے دیا کہ وہ نبیؐ کی سیرت بیان کریں اس لیے کہ نبیؐ کی سیرت مکّہ و مدینے سے بیان نہیں کی جائے گی اس وقت سے بیان کی جائے گی جب سے یہ نبیؐ ہے اور یہ کب سے نبیؐ ہے؟

جب کچھ نہ تھا یہ نبیؐ تھا۔ جب عرش نہ تھا۔ یہ نبیؐ تھا۔
جب فرش نہ تھا یہ نبیؐ تھا۔ جب چاند نہ تھا یہ نبیؐ تھا۔
جب سورج نہ تھا یہ نبیؐ تھا۔ جب جنت نہ تھی یہ نبیؐ تھا۔
جب کوثر نہ تھا یہ نبیؐ تھا۔ جب تسنیم نہ تھی یہ نبیؐ تھا۔

جب زمین نہ تھی یہ نور تھا۔ مختصر یوں کہوں کہ جب ساری کائنات عدم کی تاریکیوں میں تھی نورِ محمدؐ وجود سے آراستہ تھا۔ جب کچھ نہ تھا نور نبی تھا۔

''اول ما خلق اللہ نوری'' اللہ نے سب سے پہلے میرا نور خلق کیا تو اب کون لکھے سیرت؟

تو پھر کون تھا؟ ایک پیدا کرنے والا تھا ایک پیدا ہونے والا تھا۔

مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ پیدا کرنے والا بھی بے مثال پیدا ہونے والا بھی بے مثال۔

خلق کرنے والا بھی بے نظیر خلق ہونے والا بھی بے نظیر۔

خلق کرنے والا بھی نور خلق ہونے والا بھی نور۔

خلق کرنے والا بھی ہادی خلق ہونے والا بھی ہادی اور اب تک تو خلق کرنے والا تو ہے ہی لاشریک، خلق ہونے والا بھی لاشریک ہے۔

لیکن میں دوستو! اگر ایک لمحے کے لیے بھی پیغمبر کو لاشریک مان لوں تو مشرک ہو جاؤں تو اللہ نے اپنی قوت خلقت کے اوّلین شاہکار کو جب وجود میں لاکر سامنے رکھ کر دیکھا تو میرا دل کہتا ہے کہ مشیئت بھی جھوم اُٹھی ہوگی اور اسی وقت مشیئت کی زبان سے نکلا ہوگا۔ واللہ احسن الخالقین

واقعی اللہ احسن الخالقین ہے۔

اور سوچا ہوگا واہ مرے حبیب اتنے ملتے جلتے بنایا تو میں نے بڑی محنت سے مگر اتنے ملتے جلتے، میں بھی نور تو بھی نور۔ میں بھی پاک تو بھی پاک۔ میں بھی طاہر تو بھی طاہر۔ میں بھی طیب تو بھی طیب مگر میرے حبیب ساری صفات لے لے مگر میں لاشریک تو بھی لاشریک یہ نہیں ہوسکتا یہ صفت، اپنی صفت واحدانیت سمجھانے کے لیے ہی تو میں نے تجھے خلق کیا ہے یہ نہیں ہوسکتا۔ ساری صفات لے لے مگر یہ نہیں ہوسکتا۔ لاشریک تو صرف میں ہوں۔

تو دوستو! اگر میں ایک لمحے کے لیے بھی پیغمبر کی تنہا خلقت کو تسلیم کروں تو اللہ کی وحدانیت خطرے میں۔ سارے توحید پرستوں کے بستر گول، تو حضور اللہ نے اپنی وحدانیت کے تحفظ کے لیے جس وقت نورِ نبوت کو خلق کیا بالکل بلافصل، بغیر پلک جھپکائے، چشم زدن کے فاصلے کے بغیر اور اس وقت تو نہ زمان تھا نہ مکان کوئی فاصلہ ہی نہیں تھا بالکل اسی وقت اس نورِ محمدؐ سے ایک نور کو اخذ کیا۔ علیحدہ نہیں کیا۔ علیحدہ ہونے میں فاصلہ ہو جائے گا تو نور کو علیحدہ نہیں کیا بلکہ فوراً بلافصل ذاتِ واجب نے جب اس نورِ محمدؐ کو خلق کیا اس نور سے ایک نور کو اخذ کر کے سامنے رکھ کر یہ کہا:

Presented by www.ziaraat.com

مرے حبیب ساری صفات لے لے اب تو لاشریک نہیں رہا اس لیے کہ میں نے بلا فصل تیرے نور کا شریک علیؑ کو بنا دیا ہے۔ صلوٰۃ

اب اگر ایک لمحے کے لیے بھی خلقتِ نورِ محمدؐ سے نورِ علیؑ کی خلقت کو فاصلہ دو گے تو اتنے عرصے کی وحدانیت خطرے میں پڑ جائے گی تو ماننا پڑے گا۔

جب سے نورِ محمدؐ ہے تب سے نورِ علیؑ ہے۔

اور جب تک نورِ محمدؐ رہے گا تب تک نورِ علیؑ رہے گا۔ نعرۂ حیدری۔

جب سے نورِ محمدؐ ہے تب سے نورِ علیؑ ہے اب حدیث نامکمل نہ پڑھا کرو۔

''اول ماخلق اللہ نوری انا وعلی من نور واحد''

اللہ نے سب سے پہلے میرا نور خلق کیا اور میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں۔

نہیں نہیں قرآن سے بات کروں گا۔

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیراً۔ (سورۂ احزاب آیت ۴۵-۴۶)

اے رسولؐ ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا، گواہ بنا کر بھیجا۔ گواہ عینی ہوا کرتا ہے نا، گواہ وہی معتبر ہوا کرتا ہے نا جو عینی ہو۔ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا۔

دوستو! اگر مدعی پہلے ہو گواہ بعد میں ہو تو جتنے عرصے بعد یہ گواہ بنا اتنے عرصے کا دعویٰ کہاں گیا؟

اگر مدعی پہلے ہو گواہ بعد میں ہو تو جتنے عرصے بعد یہ گواہ بنا اتنے عرصے کا دعویٰ کہاں گیا؟

بغیر گواہی کے رہ جائے گا۔ تو وہ تو ہمیشہ سے ہے۔ مقام نبوت کی بلندیاں دیکھو وہ تو ہمیشہ سے ہے نا اور ہمیشہ رہے گا تو گواہ کے لیے میں کیا لفظ لاؤں؟ بڑی اہم منزل ہے یہ بھی بڑی سخت منزل ہے۔ حادث اور قدیم کی منزل ہے اس لیے کہ اگر میں یہ مانوں کہ مدعی پہلے ہے گواہ بعد میں ہے تو جتنے بعد میں اللہ نے گواہ بنایا اتنے عرصے کی گواہی اور

اگر پہلے گواہی کی ضرورت نہیں تو بعد میں کیا ضرورت ہے؟

سوال تو یہ پیدا ہوگا نا اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ نہیں اسے کسی گواہ کی ضرورت نہیں تو اگر پہلے نہیں تو بعد میں کیوں ہے؟ بعد میں تو شاہد بنایا نا تو معلوم یہ ہوا کہ گواہ کی ضرورت ہے۔ جب ہے تو گواہ بعد میں کیسے؟ میں یہ تو نہیں کہتا کہ پیغمبرؐ بھی اللہ کی طرح ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا لیکن میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ عرض کرنے کے موقف میں ہوں کہ جب سے اللہ ہے تب سے اس کی مشیئت میں نورِ محمدؐ گواہ کے طور پر موجود ہے۔ نعرۂ حیدری۔

تو جب اللہ کو گواہ کی ضرورت ہے تو اس گواہ کو گواہ کی ضرورت نہیں؟ ماننا پڑے گا تسلیم کرنا پڑے گا کہ جب سے اللہ کا گواہ ہے تب سے اس کے گواہ کی ضرورت ہے تب تو کہا نا کہ: ''انا وعلی من نور واحد''

محمدؐ شاہدِ وجودِ وحدانیت ہے اور علیؑ شاہدِ وجودِ رسالت ہے۔

تو عرش پر اگر نورِ علیؑ گواہِ رسالت نہ بنتا یا شریکِ نورِ رسالت نہ بنتا تو اللہ کی وحدانیت باقی نہ رہتی۔ کیا کہنے ابوطالبؑ کے بیٹے کے، کہ عرش پر رہا تو وحدانیت کا محافظ فرش پر آیا تو رسالت کا محافظ۔ نعرۂ حیدری۔

تو جب سے نورِ محمدؐ ہے تب سے نورِ علیؑ کو ماننا پڑے گا ورنہ وحدانیت کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا، توحید کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا۔ تو ہمارا کلمہ بھی تو نوری ہے۔

''لا الہ الا اللہ'' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی وحدانیت کا اقرار۔

پھر ''محمد رسول اللہ'' اس کے گواہ کی رسالت کا اقرار۔

پھر ''علی ولی اللہ'' اس کے گواہ کے گواہ کی ولایت کا اقرار۔ بدعت کیسے ہوگئی؟

لیکن آپ کی بات تو ہمیں سمجھ میں نہیں آتی جو محمدؐ کا گواہ اس سے کچھ نہیں بنتے اور جو کُل کفر کا گواہ۔ آپ پہنچے وہاں تک، وہاں تک پہنچے آپ جب وہ آ گیا تھا، خیمے کے دروازے پر نیزہ گاڑ دیا تھا رسول اللہؐ نے کہا تھا ہے کوئی جو اس کتے کی زبان بند کرے...

Presented by www.ziaraat.com

رحمت للعالمین رسولؐ، خلق عظیم پر فائز رسول، اخلاق حسنہ کا مجسمہ رسولؐ، مرحب کو کتا کہتا ہے؟ نہیں، حارث کو کتا کہتا ہے؟ نہیں، عنتر کو کتا کہتا ہے؟ نہیں، ابوجہل کو؟ اس کُلِ کفر کمبخت نے کیا جسارت کر دی کہ جبین رسالت پر شکن پڑ گئی اور جملہ کہہ دیا کون ہے جو اس کتے کی زبان بند کرے۔

یا رسولؐ اللہ! نہ خیبر میں آپ نے کسی دشمن کو یہ کہا، نہ حُنین میں آپ نے کسی دشمن کو یہ جملہ کہا، نہ بدر میں کہا، نہ احد میں کہا، نہ ابوجہل کو کہا، نہ ابولہب کو کہا، کسی مقام پر پیغمبر اسلام آپ نے کسی کو کتا نہیں کہا۔ آخر اس نے ایسی کون سی جسارت کر دی تھی۔ آپ نے ابولہب کو کیوں نہیں کہا یہ بھی تو آپ کا سگا دشمن تھا۔ ہاں جواب یہی آئے گا کہ دشمن وہ بھی تھا لیکن وہ مرد دشمن تھا یہ نامرد دشمن ہے وہ جب بھی آیا مجھ سے لڑنے میدان میں آیا یہ بدبخت میدان میں نہیں آیا بلکہ اس نے گستاخی یہ کی کہ اپنا نیزہ میرے خیمے کے دروازے پر آ کر گاڑ دیا۔ یہ میرے دروازے پر بے ادبانہ آیا اور میں نے اسے کتا کہہ کر سارے مسلمانوں کو سنا دیا کہ دیکھو اب جو بھی، جہاں بھی، جب بھی میرے دروازے پر بے ادبانہ آئے وہ کتا ہے۔

منبر کے اس اعجاز کو نبوّت میں شک کرنے والے کیا جانیں، علیؑ کی مشکل کُشائی اور ولایت پر یقین نہ رکھنے والے کیا جانیں۔ دنیا سمجھتی ہے رٹ کر آتے ہیں، کتابیں دیکھ کر آتے ہیں، حفظ کر کے آتے ہیں۔ ہمارے یہاں حافظ نہیں ہوا کرتے، محافظ ہوا کرتے ہیں: مفظ کر کے آتے ہیں، دلائل حفظ نہیں ہوا کرتے۔ دلائل اور استدلال، علمی پس منظر میں ہوا کرتے ہیں۔ عقلی پس منظر میں ہوا کرتے ہیں۔

اور اتفاق سے علم کا دروازہ بھی ہمارے پاس ہے، مرکز تعلیم بھی ہمارے پاس ہے۔
روح قرآن! بھی ہمارے پاس ہے۔ جان قرآن! بھی ہمارے پاس ہے۔
کُلِ ایمان! بھی ہمارے پاس ہے۔ مولودِ کعبہ! بھی ہمارے پاس ہے۔
محافظِ شریعت! بھی ہمارے پاس ہے۔ امیر المومنینؑ! بھی ہمارے پاس ہے۔

امام المتقینؑ! بھی ہمارے پاس ہے۔ قائد الغر المحجلین! بھی ہمارے پاس ہے۔
یعسوب الدین! بھی ہمارے پاس ہے۔ گنتی کا پہلا عدد! بھی ہمارے پاس ہے۔
نقطۂ بائے بسم اللہ! بھی ہمارے پاس ہے۔ مولا! بھی ہمارے پاس ہے۔
امام! بھی ہمارے پاس ہے۔ شاہِ لافتیٰ! بھی ہمارے پاس ہے۔
شاہِ انّما! بھی ہمارے پاس ہے۔ سرتاج ھل اتیٰ! بھی ہمارے پاس ہے۔
شاہِ قُل کفیٰ! بھی ہمارے پاس ہے۔ امیر عرب! بھی ہمارے پاس ہے۔
بت شکن! بھی ہمارے پاس ہے۔ باب علم! بھی ہمارے پاس ہے۔
بابِ حکمت! بھی ہمارے پاس ہے۔ آدمؑ کی صفوت! بھی ہمارے پاس ہے۔
موسیٰؑ کی ہیبت! بھی ہمارے پاس ہے۔ ابراہیمؑ کی خُلّت! بھی ہمارے پاس ہے۔
عیسیٰؑ کا زہد! بھی ہمارے پاس ہے۔ یوسفؑ کا جمال! بھی ہمارے پاس ہے۔
توریت کا عالم! بھی ہمارے پاس ہے۔ زبور کا واقف! بھی ہمارے پاس ہے۔
انجیل کا اسکالر! بھی ہمارے پاس ہے۔ اسلام کی جان! بھی ہمارے پاس ہے۔
بسترِ رسولؐ پر سونے والا! بھی ہمارے پاس ہے۔
شاہ کائنات! بھی ہمارے پاس ہے۔
روحِ ایمان! ہمارے پاس ہے۔ سرتاجِ اولیاء! ہمارے پاس ہے۔
من کنت مولا! ہمارے پاس ہے۔ مسئلے بتانے والا! ہمارے پاس ہے۔
ہلاکت سے بچانے والا! ہمارے پاس ہے۔ زمانے! تیرے پاس کیا ہے؟

اتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ

ہم تو بڑائی مارنے والے نہیں ہیں۔ ہم تو اس کے ماننے والے ہیں۔ جس نے اپنی سب سے بڑی فضیلت کا اپنے منھ سے کبھی اظہار نہیں کیا۔ دوستو! اسی لیے تو علیؑ کو علیؑ مانتا

Presented by www.ziaraat.com

ہوں۔ خدا کی قسم میرا علیؑ زندگی کے ہر پہلو سے علیؑ ہے۔

علیؑ کا نام بھی علیؑ، کام بھی علی، پیغام بھی علی،

علیؑ کا خاندان بھی علیؑ، علیؑ کی عظمت بھی علی، علیؑ کا حسب نسب بھی علی،

علیؑ کا بچپن بھی علی، علیؑ کا لڑکپن بھی علی، علیؑ کی جوانی بھی علی،

علیؑ کی امانت بھی علی، علیؑ کی ولایت بھی علی، علیؑ کی تصدیق بھی علی،

علیؑ کی شجاعت بھی علی، علیؑ کی جائے ولادت بھی علی،

علیؑ کی جائے شہادت بھی علی،

کہہ دو ہے علیؑ کے علاوہ کسی کو یہ حق حاصل؟

علیؑ کا دین بھی علی، علیؑ کا ایمان بھی علی، علیؑ کا اسلام بھی علی، علیؑ کا قرآن بھی علی،

کوئی شریک نہیں علیؑ کا۔

نبی بھی علی، علیؑ کا خدا بھی علی۔ نعرۂ حیدری۔

جب نیند آنے لگے نا تو علیؑ کا نعرہ لگا دیا کرو اس لیے کہ نیند غائب ہوجاتی ہے۔
علیؑ کا نعرہ لگانے سے اپنوں کی نیند غائب ہوجاتی ہے۔ دوسروں کی نیند حرام ہوجاتی ہے۔ علیؑ کو ساری دنیا میں جو سب سے بڑی فضیلت حاصل ہے:

''وہ خانۂ کعبہ میں ولادت ہے'' نہ علیؑ سے پہلے کعبے میں کوئی پیدا ہوا، نہ علیؑ کے بعد قیامت تک کوئی کعبے میں پیدا ہوگا۔

مگر پوری تاریخ کو میرا چیلنج ہے کہ علیؑ نے کبھی اپنے منہ سے نہیں کہا۔ دنیا بتکدوں میں پیدا ہوکر ڈھنڈورا پیٹتی ہے اپنی عظمت کا، علیؑ خدا کے گھر میں بھی پیدا ہوکر کبھی فضیلت کا اعلان اپنے منہ سے نہیں کرتا۔ کہیں نہیں کہا علیؑ نے۔ ہر جگہ اپنی فضیلت علیؑ نے بیان کی ہے انا مدینۃ العلم و علی بابھا ''حدیثِ وحدانیت''

بارش میں کرتا ہوں، پانی میں برساتا ہوں، رزق میں دیتا ہوں۔

ہوائیں میں چلاتا ہوں، ماؤں کے شکموں میں جنین کی پرورش میں کرتا ہوں۔

حیات میں دیتا ہوں، موت میں دیتا ہوں، فرشتے میرے تابع ہیں۔

زمین کی باتیں میں جانتا ہوں، عرش کی باتیں میں جانتا ہوں۔

سمتوں کا تعین میں کرتا ہوں، ستاروں کو گردشیں میں بتاتا ہوں۔

ساری کائنات ستاروں کے پیچھے چلتی ہے۔

سارے ستارے علیؑ کے پیچھے چلتے ہیں۔ نعرۂ حیدری۔

اور جب سارے ستارے علیؑ کے پیچھے چلتے ہیں تو جو ستارہ علیؑ سے آگے چلے وہ ستارہ ہی نہیں۔ تو اب کون لکھے سیرت النبیؐ مجھے تو یہ بتانا ہے نا۔ اب کون لکھے سیرت النبی؟ آدمؑ تو تھے نہیں اس وقت، وہ تو آب وگل کے درمیان تھے تو کب سے یہ نبیؐ ہے اس وقت سے کوئی ہونا چاہیے جو سیرت لکھے۔ بھئی اگر میں کہوں کہ میں عرفان حیدر عابدی ہوں تو آپ اس کی گواہی دیں گے۔ میری ذات کی گواہی تو ہر ایک دے گا نا کہ ہاں آپ عرفان حیدر عابدی ہیں۔ آپ ذاکر ہیں، آپ خطیب ہیں، آپ ڈاکٹر ہیں۔

لیکن اگر میں یہ کہوں کہ میرا علم یہ ہے، میری ڈگریاں یہ ہیں، میری اسناد یہ ہیں، میری کوالیفکیشن یہ ہے تو پورے مجمع میں سے کوئی میری گواہی دینے کا حق نہیں رکھتا اس لیے کہ میری ذات کے گواہ سب بنیں گے۔ میرے علم کا گواہ کوئی نہیں بنے گا۔ تو نبوت مقامِ کمالِ علم ہے۔

علمِ الٰہی کے کمال کا نام ہے نبوتِ ختمی مرتبتؐ۔ تو اگر ذاتِ محمدؐ کی گواہی ہو تو ہر امتی کو حق ہے کہ وہ گواہی دے دے کہ ہاں وہ عبداللہؑ کے بیٹے ہیں عبدالمطلبؑ کے پوتے ہیں۔ ہاشمؑ کے چشم و چراغ ہیں۔ خاندان قریش سے آپ کا تعلق ہے، سب گواہی دے دیں گے لیکن اگر اعلانِ رسالت ہو تو کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ جب آپ میرے علم کی گواہی نہیں دے سکتے تو کون دے گا؟ میرے علم کی گواہی صرف دو شخصیتیں دے سکتی ہیں۔ یا میرا کلاس فیلو بتائے گا جو میرا ہم جماعت رہا ہو کہ صاحب ہاں میرے ساتھ پڑھتا تھا، ہم نے ایک ساتھ امتحان دیا، ہم نے ایک ساتھ ڈگریاں لی ہیں۔ یا تو میرا ہم

Presented by www.ziaraat.com

جماعت سیرے علم کی گواہی دے گا یا سیرا ممتحن جس نے ہمیں اس درجے پر فائز کیا ہے وہ گواہی دے گا۔ سورۂ رعد کی آخری آیت میں ارشاد ہوا کہ:

ویقول الذین کفروا لست مرسلا ط قل کفیٰ باللہ شھیداً بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب (سورۂ رعد آیت ۴۳)

حبیب کافر یہ کہتے ہیں کہ تو مرسل نہیں ہے اگر یہ تجھے رسول نہیں مانتے تو نہ مانیں ''قل'' ان سے کہہ دے کہ سیری گواہی کے لیے ایک اللہ کافی ہے اور وہ کافی ہے جسے کُل کتاب کا علم عطا کیا گیا ہے۔ کوئی گواہی نہیں دے سکتا علم پیغمبرؐ کی اور سیرت النبی علم پیغمبر کا نام ہے تو اب کسی مسلمان کو سیرت النبی لکھنے کا حق ہی نہیں۔ بے کار محنت کی آپ نے وقت برباد کیا ہے آپ نے۔ اٹھا کر لے جائیے یہ ساری کتابیں کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے کچھ استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس لیے کہ نبیؐ کی سیرت تو اس وقت سے لکھی جائے گی جس وقت سے یہ نبی ہے تو پھر آپ کہاں سے لکھنے بیٹھ گئے۔ جب آپ کے والد ماجد حضرت آدمؑ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس نبیؐ کی سیرت لکھیں اس لیے کہ سیرت تو اس وقت سے لکھی جائے گی جس وقت سے یہ نبیؐ ہے تو اس وقت کا سیرت نگار تلاش کرو اب سیرت نگار وہ تلاش کرو جو اس وقت سے ہو جس وقت سے یہ نبیؐ ہے اور ایسا کوئی مائی کا لال نہیں ہے سوائے ابوطالبؑ کے لال کے۔ صلوٰۃ

نبیؐ کی سیرت یا تو علیؑ بیان کرے اس لیے کہ اس وقت سے ہے جب سے یہ نبیؐ ہے یا تو ہم جماعت بیان کرے یا ممتحن بیان کرے یا اللہ بتائے کہ سیرت النبی کیا ہے یا تو علیؑ بتائے کہ سیرت النبیؐ کیا ہے۔ توجہ! اللہ آ کر نہیں بتاتا۔ اللہ کو جو کچھ بتانا تھا وہ قران میں بھیج دیا۔ تو نتیجہ تقریر کا یہ ہوا کہ سیرت النبی ابوہریرہ کی روایتوں سے نہیں لکھی جائے گی یا قران کی آیتیں ہوں گی یا قولِ معصوم ہوگا۔ صلوٰۃ

سیرت النبیؐ کسی غیر معصوم کو لکھنے کا حق نہیں۔

یا قران بتائے یا معصوم بتائے جبھی تو رسولؐ نے کہا تھا'' انی تارک فیکم الثقلین '' قران اور اہل بیتؑ چھوڑ رہا ہوں یہ تمہیں سیرت تک لے جائیں گے اور جب تم ابھی سیرت تک نہیں پہنچ پائے تو سنّت تک کہاں پہنچو گے۔ نعرۂ حیدری

کیونکہ سنّت کا نتیجہ سیرت نہیں ہے سیرت کا نتیجہ ہے سنّت۔ تو ابھی تم چودہ سو برس میں سیرت تک نہیں پہنچے تو یا قران بتائے یا معصوم بتائے اسی لیے تو ہم نے:

محمد رسول اللہ بیچ میں رکھا ہے اوپر لا الہ الا اللہ ہے نیچے علی ولی اللہ ہے۔ تاکہ سیرت پر پوری روشنی پڑتی رہے۔ یہ ہے ہمارے کلمہ کی تصدیق:

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

لاؤ لاؤ کوئی دلیل لاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو اور یہ ہم نے پیغمبر اسلام سے سنا تھا۔ پیغمبر اسلام بتا کے گئے۔ لیکن ایسے ہیں کہ نہ سنتے ہیں نہ مانتے ہیں۔

''صم بکم عمی'' ایک اندھا ہے، ایک بہرا ہے، ایک گونگا ہے۔ تو ہم نہ اندھا اسلام لینا چاہتے ہیں نہ بہرا اسلام لینا چاہتے ہیں نہ گونگا اسلام لینا چاہتے ہیں ہم تو وہ اسلام لینا چاہتے ہیں کہ جو دیکھے تو عین اللہ۔

پیغمبرؐ نے جبھی تو کہا تھا کہ یا علیؑ نہیں پہچانا کسی نے خدا کو مگر میں نے اور تم نے۔ نہیں پہچانا کسی نے مجھ کو مگر اللہ نے اور تم نے اور نہیں پہچانا کسی نے تم کو مگر میں نے اور خدا نے۔ تو جب پیغمبرؐ ہی کہہ گئے کہ اللہ اور رسولؐ کے علاوہ کسی نے علیؑ کو پہچانا ہی نہیں ہے تو میں ابوہریرہ کی شکایت کیا کروں؟ پہچان ہی نہیں سکتے۔ جاننا اور بات ہے پہچاننا اور بات ہے۔

جبھی تو آج تک کوئی کہتا ہے علیؑ ہے، کوئی کہتا ہے ولیؑ ہے۔

کوئی کہتا ہے خلیفۂ راشد ہے، کوئی کہتا ہے ابوتراب ہیں۔

کوئی کہتا ہے نا خدا ہیں، کوئی کہتا ہے خدا ہیں۔

یہ نہ پہچاننے کی دلیل ہے۔ شب ہجرت کافر یہ سمجھ رہے ہیں کہ نبی ہیں۔ سو رہے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں علیؑ اور کافر یہ سمجھ رہے ہیں کہ نبی سو رہے ہیں تو مجھے ایک جملہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ کیا کہنا مرے مولا تری کیا شان ہے۔ شب ہجرت کافروں نے کچھ غلط سمجھا تو نبی سمجھا اور جنہوں نے بالکل غلط سمجھا انہوں نے خدا سمجھا۔

پہچانا ہی نہیں اگر پہچان لیتے تو ماں اور بیٹی کو دربار میں کھڑا نہیں ہونا پڑتا۔ نبی کی نمائندگی فاطمہؑ نے کی، علیؑ کی نمائندگی زینبؑ نے کی۔ دونوں دربار میں کھڑی رہیں اور دونوں کا دربار میں کھڑا ہونا بتاتا ہے کہ نہ نبیؐ کو پہچانا نہ علیؑ کو پہچانا۔ مسلمانو! مجھے یہ بتاؤ کہ ان ماں بیٹی کا قصور کیا تھا؟ میں روتا اس بات پر نہیں ہوں کہ حق دیا کہ نہیں دیا۔ نہیں روتا اس بات پر ہوں کہ نبیؐ کی بیٹی چار گھنٹے دربار حکومت میں کھڑی رہی اور کسی مسلمان نے بڑھ کر یہ نہیں کہا فاطمہؑ تھک گئی ہوگی بیٹھ جاؤ۔ جناب فاطمہؑ نے جب یہ شکایت کی ہے نا بابا سے:

بابا صبت علی المصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیہ

بابا آپ کے بعد مجھ پر اتنے مصائب پڑے ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتے تو سیاہ راتوں میں تبدیل ہوجاتے۔ بابا تیری زندگی میں میری یہ عزت کہ میں بیٹھی رہوں رسالت کھڑی رہے اور آپ کے بعد میری یہ توقیر کہ میں کھڑی رہوں اور امت بیٹھی رہے۔ دوستو چار گھنٹے دربار میں کھڑی رہی اور واپس آ گئی۔

جملہ سن سکو گے جب بیت الشرف میں داخل ہوئیں تو آگے بڑھ کر بڑے بیٹے حسنؑ نے ایک جملہ کہا: اماں جب پتہ تھا کہ حاکم شریف نہیں ہے تو دربار میں گئی کیوں تھیں، عدالت میں گئیں کیوں؟

لیکن فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے حسنؑ کو کوئی جواب نہیں دیا۔

آگے بڑھ کر حسینؑ نے جملہ کہا: اماں جب تجھے مانگنا نہیں آتا تھا تیرے در پر تو بھکاری ہمیشہ آئے تھے تو اماں گئیں کیوں تھیں مانگنے۔ حسینؑ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ آگے جو گئیں تو ایک بچی نے گلے میں باہیں ڈال کر کہا اماں تم دربار اور اتنی دیر!

جب زینبؑ نے پوچھا نا عزادارو تو پیشانی پہ بوسہ دے کے کہا:

زینبؑ سب مجھ سے یہ سوال کریں مگر تو مجھ سے یہ سوال مت کر۔

زینبؑ بس اتنا سمجھ لے دربار کی ابتدا میں کر آئی، دربار کی انتہا تجھے کرنا ہے۔

زینبؑ دربار میں میں بھی گئی، دربار میں تو بھی جائے گی۔ مگر میرے تیرے دربار میں فرق ہوگا۔ میں مدینے کے دربار میں گئی تو شام کے دربار میں جائے گی۔

زینبؑ میں چار گھنٹے دربار میں کھڑی رہی تو نو گھنٹے دربار میں کھڑی رہے گی۔

زینبؑ مگر میرے تیرے دربار میں فرق ہوگا میں جب دربار میں گئی تو میرے ہاتھ کھلے ہوئے تھے، میرے سر پر ردا تھی۔ تو جب دربار میں جائے گی تو تیرے ہاتھ بندھے ہوں گے، تیرے سر پر ردا نہیں ہوگی۔ تخت پر یزید بیٹھا ہوگا ہاتھ میں چھڑی ہوگی حسینؑ کا سر ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

مجلس پنجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! محفل شاہِ خراسان میں عشرہ محرم کی پانچویں تقریر مقصد بعثت رسولؐ کے عنوان سے آپ حضرات کی سماعت کے لیے ہدیہ ہے۔ میں آپ حضرات کی مسلسل توجہات اور اس ذوق کی قدر کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میں ان امور پر گفتگو کروں کہ جو امور ہماری نوجوان نسل کے ذہن میں کشمکش پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ بزرگوں سے تو میں خطاب کی جسارت ہی نہیں کرسکتا۔ جو ان کے لیے قابل قبول ہو وہی انداز گفتگو ہونا چاہیے وہی معیار خطابت ہونا چاہیے یعنی پھر سن و سال اور ذہن وفکر کے فاصلے کو پیش نظر رکھنا بھی مقرر کی ذمہ داری ہے۔

اگر میں ان بزرگوں کو مطمئن کرنا چاہوں کہ جو پچاس برس سے مسلسل تقاریر سنتے چلے آرہے ہیں یا ساٹھ برس سے جنہوں نے سرکار سبط حسن اعلی اللہ مقامہ کی تقاریر سنیں،

جنہوں نے حکیم مرتضٰی اعلی اللہ مقامہ کی تقاریر سنیں، جنہوں نے خطیب اعظم سید محمد دہلوی کی تقاریر سنیں، جنہوں نے سرکار نقن صاحب کی تقاریر سنیں، جنہوں نے سرکار کبن صاحب اعلی اللہ مقامہ کی تقاریر سنیں، جنہوں نے خطیب عالم اسلام علامہ رشید ترابی صاحب کی تقاریر سنیں، جنہوں نے سرکار نونہروی صاحب کی تقاریر سنیں تو ظاہر ہے کہ جو حضرات اتنے بڑے علم کے دریاؤں سے فیضیاب ہوچکے ہوں مجھ جیسا طالب علم ان کے نہ علم میں اضافہ کرسکتا ہے نہ ان کی فکر میں جلا دے سکتا ہے۔

بزرگوں کا نہ عقیدہ متزلزل ہوسکتا ہے نہ ایمان متزلزل ہوسکتا ہے۔ نہ کسی قسم کا اشتہار ان پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ اور نہ کسی قسم کا جواب ان پر اثر انداز ہوسکتا ہے اس لیے کہ جب وہ کسی قسم کا کوئی اشتہار یا بیان دیکھیں گے یا کمیٹی یا پارٹی دیکھیں گے تو کہہ دیں گے کہ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

لیکن جب میری نوجوان نسل نے اچانک دیکھا کہ یہ تبدیلی کیسی؟ نہ ہم نے بچپن میں دیکھا، نہ لڑکپن میں دیکھا، نہ بزرگوں سے سنا۔ یہ سلسلہ آیا کہاں سے؟ خود بخود ذہن یہ سوچنے لگتا ہے کہ یہ سلسلہ کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے تو ذہنی طور پر ہمارا نوجوان متاثر ہوتا ہے کسی مسئلہ سے لیکن فوراً ہی چونکہ علم کے زمانے کا نوجوان ہے، دو اور دو چار کے نتیجہ کو جانتا ہے، اتنی عقل، اتنی سمجھ اور اتنا شعور ہمارے آج کے پڑھے لکھے نوجوان میں ہے کہ وہ اس نتیجے پر تو پہنچ جائے گا کہ اٹھائیس برس سے تو کچھ نہیں تھا کیا ان سب کے انتقال کو چار ہی برس ہوئے یا صرف چار برس پہلے رحلت فرمائی تھی۔

چونکہ پڑھا لکھا نوجوان ہے تا فوراً وہ تاریخ کے ورق الٹے گا اور اس میں دیکھے گا کہ نہیں چار برس نہیں چالیس برس نہیں چار سو برس نہیں ہزار برس نہیں چودہ سو برس پہلے انتقال فرمایا تھا تو فوراً ہی وہ علم اور عقل کی کسوٹی پر اس حقیقت کو پرکھنے کی کوشش کرے گا کہ انتقال تو ہوا چودہ سو برس پہلے برسی منائی جا رہی ہے اب! تو وہ یہ سوچے گا کہ یہ جو

Presented by www.ziaraat.com

درمیانی فاصلہ ہے یا تو اس درمیانی فاصلے میں اس قابل نہیں تھے کہ تذکرہ کیا جائے۔ یا اگر قابل تذکرہ تھے تو پھر چودہ سو برس جو تذکرہ نہیں کیا گیا اس کا عذاب کس کی گردن پر؟ ماننے والوں کی ہی گردن پر ہوگا نا!

ہمیشہ مجھے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا اعتراف ہے اور ہونا چاہیے اس لیے کہ زوال کا وہ پہلا اور آخری دن ہوتا ہے جس دن کسی کو یہ غلط فہمی ہو جائے کہ میں کچھ ہوں۔ کوئی مقرر، کوئی علامہ، کوئی مجتہد، کوئی مفتی، کوئی عالم، کوئی خطیب اگر یہ سوچے کہ منبر پر آ کر وہ کہتا ہے تو خود فریبی کا شکار ہو رہا ہے۔

میں نے کل بتایا تھا کہ سب سے بڑا بے وقوف وہ ہے جو اپنے آپ کو دھوکا دے۔ جو کچھ بھی جسے عطا ہوتا ہے وہ اس کے دروازے سے عطا ہوتا ہے جس کا منبر ہے۔ کوئی تذکرہ نہیں کرتا فکر وہ کراتے ہیں جن کا ذکر ہے۔ دنیا کیا جانے ذاکر یا مقرر یا خطیب یا علامہ صاحب تو ایک سینٹرل آئیڈیا لے کر آتے ہیں اپنے ذہن میں کہ میں اس عنوان پر تقریر کر رہا ہوں لیکن یہ جو درمیان میں سارے مسئلے حل ہو جاتے ہیں، یہ جو درمیان میں سوالات کے جوابات دے دیے جاتے ہیں یہ کون دیتا ہے؟

مقرر، خطیب، ذاکر، علامہ صاحب نہیں۔ اس اعجاز مولا کو میں آپ سے قسم کھا کر کہہ رہا ہوں اس منبر سے، کوئی تعلّی نہیں، کوئی بناوٹ نہیں، کوئی غلو نہیں کہ اس اعجاز مولا کو، اس عطائے امام کو صرف خطیب محسوس کرتا ہے کہ جب وہ منبر پر آتا تو کچھ سوچ کے آتا ہے اور جب منبر پر آتا ہے فکر کرنا شروع کرتا ہے تو پیچھے سے کوئی اشارہ کرتا ہے، کوئی طاقت بتاتی ہے کہ اب یہ کہو، اب یہ کہو، اب یہ کہو......

دیکھیے یہ باتیں آپ سے کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہو رہی ہیں کہ ہمارے آج کے اس مشینری دور میں اتنا وقت لوگوں کے پاس نہیں ہے کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں ایک گھنٹہ پہلے آ جائیں، ایک گھنٹہ تقریر سنیں اور پھر ایک گھنٹہ انہیں جانے میں لگے۔ یہ جو اتنے گھنٹے ضائع کرتے ہیں یہ ضائع نہیں ہوتے اور نہ یہ ضائع ہونا چاہیے بلکہ آج کے

نوجوان کی آواز یہ ہے کہ ہمیں سمجھاؤ، ہمیں بتاؤ ہمیں ایجوکیٹ کرو اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے نوجوان مجلسوں سے اتنا آشنا ہو جائیں اتنا آشنا ہو جائیں کہ وہ لال کتاب (ریڈ بک) نہ پڑھیں، علیؑ کی نہج البلاغہ پڑھیں، وہ میکاولی کی پرنس نہ پڑھیں وہ صحیفۂ کاملہ پڑھیں، وہ ڈارون کی تھیوری نہ پڑھیں وہ عبقات الانوار پڑھیں۔

لیکن کوئی سمجھانے والا تو ہو، کوئی متوجہ تو کرے۔ میں بھی جانتا ہوں میں نے بھی ان فلسفوں کو پڑھ کر دیکھا ہے۔ ہم نے افلاطون کو بھی پڑھا، ہم نے ارسطو کو بھی دیکھا، ہم نے ہیرنڈی مارسیکو کو بھی دیکھا، ہم نے جان لاک کے فلسفے بھی دیکھے، ہم نے روسو کے فلسفے بھی دیکھے، ہم نے جینٹ، نطشے اور سرکانٹ کو بھی پڑھا، ہم نے ہیٹی کو اٹھا کر دیکھا، ہم نے ایڈورڈ گبن کی ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر کو بھی اٹھا کر دیکھا لیکن ان تمام ٹربیرنڈو سے لے کر آیٹ اسٹرائک تک اور آیٹ امٹرائک سے لے کر واٹ ازفیمیز تک جتنے بھی اسکالر گزرے ہیں ان سب کے فلسفوں کو میں نے پڑھنے کے بعد اسی وقت مسترد کر دیا تھا جب میں نے کوفے کے منبر پر کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔ صلوات

ہم ان اسکالرس اور ان فلاسفرز کی قابلیت کا انکار نہیں کرتے لیکن جب ہم یہ دیکھیں کہ یہ ایک منزل پر آ کے چپ ہو جاتے ہیں اور علیؑ وہ ہے جو کسی منزل پر چپ نہیں ہوتا کسی ٹاپک پر خاموش نہیں ہوتا۔ نہیں! یہ تو میں نے مغربی مفکّرین کے متعلق بتایا۔

آپ ابن رشد کو پڑھیں، آپ ابن ہشام کو پڑھیں، آپ ابن خلدون کو پڑھیں، آپ فخر الدین رازی کو پڑھیں، آپ مولانا مودودی کو پڑھیں۔

آپ امام محمد ابن اسماعیل بخاری کو پڑھیں، آپ صاحب مسلم شریف کو پڑھیں۔

امام احمد بن حنبل کو اٹھا کر دیکھیں، امام شافعی کو اٹھا کر دیکھیں۔

امام مالک کو اٹھا کر دیکھیں، آپ فلسفہ کے امام امام غزالی کو اٹھا کر دیکھیں۔

لیکن جب ہم نے کسی تصنیف پر، کتاب پر، لفظ امام دیکھا تو ہمارے ذہنوں میں

Presented by www.ziaraat.com

ہمارا امام اوجھل نہیں تھا۔ ہمارا طریقہ مطالعہ کیا ہے؟ ہم اسٹڈی کیسے کرتے ہیں؟ اس لیے کہ وہاں تو کوئی کتاب نہیں جو بغیر امام کے ہو۔ یہ امام بخاری ہیں، یہ امام مسلم ہیں، یہ امام فلاں ہیں تو خود بخود قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے تا کہ جب ہم نے کتاب کے سرنامے پر امام کے لفظ کو دیکھا تو اب ذہن میں ہمارا امام ہے اور جیسے ہم نے یہ پڑھا کہ امام غزالی فلسفے کے امام تھے۔

آپ مجھے معاف کریں گے میں ان موضوعات پر بھی گفتگو کرنا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ غلط فہمی دور ہو جائے اس لیے کہ یہ اتنا عظیم شیعیان حیدر کرار کا اجتماع جہاں رُلانے کے لیے صرف پانچ منٹ ہوتے ہیں نا! ۵۵ منٹ تک یہ کچھ سننا چاہتا ہے نا اور کچھ حاصل کرنے کے لیے آتا ہے۔

امام غزالی کو ہم نے پڑھا اور سرنامے پر ہم نے دیکھا کہ امام غزالی کو ملت مسلمہ نے فلسفہ کا امام مانا ہے۔ فلسفہ کے امام ہیں لیکن ان کی علمی قابلیت اس منزل پر پہنچی کہ وہ اپنے فلسفے کی آخری حد تک پہنچے تو ان کی ذات ہی ان کی اپنی نظر میں مشکوک ہوگئی۔ امام غزالی جب اپنے فلسفے کے کمال پر پہنچے تو ان کی اپنی ذات ہی ان کی اپنی نظر میں مشکوک ہوگئی یعنی اپنی ذات پر ہی شک کرنے لگے کہ میں ہوں بھی یا نہیں۔

فلسفی تو ایسے ہوتے ہیں ان کی حالت یہ ہوگئی کہ لوگ ان سے کہتے ہیں کہ جناب آپ ہیں یہ آپ کیسے ہوئے؟ کہا: یہ تو میرا جسم ہے میں کیا ہوں؟ یہ میرا ہاتھ ہے میں خود کیا ہوں؟ یہ میرا چہرہ ہے میں خود کیا ہوں؟ تو آپ نے دیکھا کہ علم اپنے کمال کی منزل پر جا کر بھی مشکوک رہتا ہے۔ یا یوں نہیں یوں سمجھیں کہ مسلمانوں کا بنایا ہوا امام جب اپنے علم کے کمال کی منزل پر پہنچا تو اپنی ذات پر شک کرنے لگا۔

تو جسے اپنی ذات میں شک ہو، جس کی اپنی ذات مشکوک ہو اس کا علم بھی مشکوک۔ جب علم مشکوک تو فلسفہ مشکوک، جب فلسفہ مشکوک تو جو کچھ اس نے دیا وہ مشکوک۔ تو شک چلانا سلسلہ در سلسلہ۔ انتہا اسی چیز کی ہوتی ہے جس کی کوئی ابتدا ہو۔ یاد رکھیں! انتہا اس چیز

کی ہوتی ہے جس کی کوئی ابتداء ہو یہ امام غزالی جو اپنے علم کے کمال پر پہنچے تو ان کی ذات ان کی نظر میں مشکوک ہوگئی جو اپنی ذات میں شک کرے تو اگر وہ نبوت میں شک کرے؟

میرے مولا نے ارشاد فرمایا کہ: من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اللہ کو پہچانا۔

اور جس نے اپنے نفس ہی میں شک کیا...... نہیں یوں کہوں جو اپنے نفس کو پہچان لے وہ مومن ہے اور جو نفس رسول کو پہچان لے۔

اکثر یہ کوشش کرتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ میرے نوجوان کے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو میں اس سوال کو اپنے ذہن میں قائم کر کے خود جواب دے دیتا ہوں تا کہ سوال کرنے کی نوبت ہی نہ آئے اور سوال اپنے ذہن میں خود اس لیے قائم کر لیتا ہوں کہ دروازہ تو سب کا ایک ہے نا! کیونکہ جو سوال میرے ذہن میں کھٹکے گا وہ خود بخود آپ کے ذہن میں بھی آئے گا تو کیوں؟ اپنے ہی ذہن میں پیدا شدہ سوال کو حل کر کے پیش کروں۔ بھئی سوال مختلف تو ہو ہی نہیں سکتے مختلف سوال تو ہمارے ذہن میں ہو ہی نہیں سکتے مختلف سوال تو ہمارے ذہن میں اس وقت ہوتے جب دروازے مختلف ہوتے اور جب سب کا ایک ہی دروازہ ہے۔

انا مدينة العلم و علي بابها۔

یہ ہے اتحاد فکر۔ اتحاد فکر وہاں ہوتا ہے جہاں علم ایک ہو جہاں علم ایک ہوگا وہاں فکر ایک ہوگی جہاں علم مختلف ہوگا وہاں فکر اور نظریات مختلف ہوں گے اور نظریات کا تصادم ہی فرقے بناتا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ اختلاف کی بنیاد نظریات کا اختلاف ہے، نظریات کا تصادم ہے بنیاد فرقہ پرستی اور فرقہ بندی۔ اب یہ بات آپ کے ذہن میں رہے پہلے اس مسئلے کو ذرا حل کرتے ہوئے آگے بڑھیں دنیا کے چار امام چار فقہیں کیوں؟ ہمارے بارہ امام ایک فقہ کیوں؟

وہاں چاروں میں اختلاف کیوں یہاں بارہ میں اتحاد کیوں؟ اور اتحاد بھی ایسا نہیں

Presented by www.ziaraat.com

جو ایمرجنسی میں ہوا ہو۔ ہمارے ائمہ کا جو اتحاد ہے نا وہ علمی اتحاد ہے قومی اتحاد نہیں ہے۔ علمی اتحاد ہے اس لیے کہ ایمرجنسی میں نہیں ہوا بلکہ وہاں سے ہوکر آیا۔ یہاں چاروں میں اختلاف اس لیے ہے کہ اتحاد وہاں ہوتا ہے جہاں علم ایک ہو جہاں افکار ایک ہوں، جہاں رجحان ایک ہوں، جہاں نظریات ایک ہوں، جہاں خیالات ایک ہوں، جہاں میلانات ایک ہوں۔ جہاں یہ سب چیزیں ایک ہوا کرتی ہیں وہاں اتحادِ فکر ہوا کرتا ہے اختلاف وہاں ہوتا ہے جہاں نہ علم ایک ہو، نہ مبلغ علم ایک ہو، نہ نتیجۂ فکر ایک ہو۔ میرے مذہب میں اختلاف کیوں نہیں اس لیے کہ ہم نے بارہ بنائے نہیں، مانے ہیں۔ صلوٰۃ۔

میں نے بارہ بنائے نہیں، مانے ہیں وہاں چار مانے نہیں گئے بنائے گئے۔ چار بنے۔ بنے ہیں نا سب اس میں کوئی مناظرہ کی بات ہے؟ نہیں بھئی! بنائے گئے مانے نہیں گئے۔ یہاں بنائے نہیں۔ ہمیں بنانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہم تو مان لیتے ہیں۔ ہاں یہ ہماری شرافت ہے کہ ہم ایک مرتبہ جسے مان لیں پھر اس میں شک نہیں کیا کرتے۔ یہ ہمارے مذہب کی شرافت ہے کہ ہم جسے مان لیں اسے مان لیتے ہیں۔

تو آپ دیکھئے ادھر چار بنائے گئے۔ اب ایک امام بنے امام احمد بن حنبل۔ ان کا علم، ان کا خاندان، ان کا قبیلہ، ان کے رسم و رواج جو تھے انہوں نے اس کے مطابق فقہ ترتیب دی۔

اب دوسرے امام آئے انہوں نے اپنے علم، اپنا قریہ، اپنے رسم و رواج کے مطابق کیونکہ مختلف خاندانوں سے آئے نا سب ایک خاندان کے تو نہیں ہیں نا! امام اعظم کا خاندان اور ہے نعمان بن ثابت اور ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ہیں۔ امام مالک اور ہیں۔ امام شافعی اور ہیں۔ مختلف خاندان، مختلف قبیلہ، مختلف مدرسہ، مختلف معلم، تو جب معلم مختلف ہیں تو علم بھی تو مختلف ہوگا نا! چونکہ جب ایک امام آیا اس نے اپنے علم کو نافذ کرنا چاہا، دوسرا آیا اس نے اپنے مبلغ علم کو نافذ کیا اس طرح ایک دوسرے سے اختلاف ہوتے چلے گئے لیکن ہمارے یہاں چونکہ بنائے نہیں گئے اتحادِ فکر اس لیے ہے کہ نہ

خاندان الگ نہ قوم الگ۔

ہمارے یہاں اکائی کا عالم یہ ہے کہ حسب بھی ایک، نسب بھی ایک، وجود بھی ایک، نور بھی ایک، ظہور بھی ایک، خاندان بھی ایک، قوم بھی ایک، قبیلہ بھی ایک۔

میں قرآن و احادیث کی ذمہ داریوں سے کہہ رہا ہوں:

قوم بھی ایک، خون بھی ایک، گوشت بھی ایک، پوست بھی ایک۔

علم بھی ایک، عمل بھی ایک، تقویٰ بھی ایک، پرہیزگاری بھی ایک۔

عصمت بھی ایک، طہارت بھی ایک، شجاعت بھی ایک، قیادت بھی ایک۔

نجابت بھی ایک، امامت بھی ایک، ولایت بھی ایک۔

عمل بھی ایک، منزل بھی ایک، جادہ بھی ایک، رہبر بھی ایک۔

کارواں بھی ایک، صہبا بھی ایک، ساقی بھی ایک، جام بھی ایک۔

پیمانہ بھی ایک، میخانہ بھی ایک۔

ایسے ایک کہ اول بھی ایک، اوسط بھی ایک، آخر بھی ایک، کل کے کل ایک۔ صلوٰۃ۔

ایسے ایک کہ اوّل بھی محمدؐ اوسط بھی محمدؐ آخر بھی محمدؐ کل کے کل محمدؐ۔ کیا کہنے اے میرے محمدِ اوّل! کسی نبی کو یہ جرأت نہیں ہوسکی کہ اپنی زندگی میں اپنی بارہ پشتوں اور بارہ نسلوں کے کردار کی ضمانت لے کر چلا جائے۔ کیا کہنا علم غیبِ ختمی مرتبتؐ کہ اپنی زندگی میں صرف علیؑ کو دیکھ کر کہہ رہے ہیں کہ میرا ہر بیٹا محمدؐ ہوگا۔ ہے کوئی تاریخ انبیاء میں مثال؟ ہم سے پوچھو مقام نبوت کیا ہے۔ یاد رکھو مقام نبوّت ابوطالبؑ کے آستانے سے ملے گا ابوسفیان کے دروازے سے نہیں ملے گا۔

یعنی آپ اندازہ یہ فرمائیں کہ اگر ختمی مرتبتؐ کی پوری سیرت بھی نہ بیان کی جائے ایک لفظ بھی نہ لکھا جائے اور صرف یہ کہہ دیا جائے کہ یہ نبی وہ ہے کہ اس نے نسلوں کے آنے سے پہلے اپنی زندگی میں نسلوں کے کردار کی ضمانت لی۔ یا یوں کہوں کہ وہ نوحؑ کی منزل کہ ایک بیٹے کی ضمانت نہیں لے سکتے یہ میرے نبی کی منزل کہ بارہ بیٹوں کو محمدیت کا

تاج عطا کر رہے ہیں۔ صلوٰۃ

وہ نوحؑ کی منزل کہ ایک بیٹے کی ضمانت نہیں لے سکے بلکہ پروردگار کی آواز آئی: ''انه لیس من اهلك'' یہ تیرا اہل نہیں ہے۔ میں قربان ہو جاؤں اپنے مذہب کی حقانیت پر۔ ''انه لیس من اهلك'' نوحؑ یہ تمہارا اہل نہیں رہا، یہ تمہارا اہل نہیں ہے۔

نوحؑ کے بیٹے نے باپ سے بغاوت نہیں کی تھی۔ پورا قرآن دیکھ جاؤ باپ سے بغاوت نہیں کی تھی۔ باپ سے اگر بغاوت کرتا تو آواز یہ آتی کہ یہ تمہارا بیٹا نہیں رہا تم اس کے باپ نہیں رہے۔

نبی کا ساتھ چھوڑا یا یوں کہوں دونوں بغاوتیں کی تھی نبی کا ساتھ بھی چھوڑا تھا سفینۂ نجات میں بیٹھنے سے انکار بھی کر دیا تھا۔ کشتیٔ نوحؑ سفینۂ نجات تھی نا اس وقت۔

جبھی تو پیغمبرؐ نے مثال دی۔ ہے نا کہ: مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح

تو سفینۂ نجات کو چھوڑا تھا پہاڑ پر بھی چڑھ گیا تھا نبی کا اہل نہ رہا، نوحؑ کا اہل نہیں رہا تو جو خاتم النبیین کا ساتھ چھوڑ دے؟ صلوٰۃ۔

کہہ رہا تھا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا تو بچ جاؤں گا یہ نہیں سمجھتا تھا کہ ہر پہاڑ سے اونچا بھی کوئی ہے، ہر بلندی سے بلند بھی کوئی ہے، ہر طاقت سے بھی بڑی کوئی طاقت ہے کہ جہاں پہاڑ بھی غرق ہو جاتے ہیں۔ تو آپ نے دیکھا نوحؑ کا بیٹا اور نوحؑ اپنے ایک بیٹے کی ذمہ داری نہ لے سکے اور خاتم النبیینؐ نے چیلنج کر دیا ساری دنیا کو کہ آزما لینا میرا ہر بیٹا محمدؐ ہوگا۔

خدا کی قسم قیامت تک صداقت پیغمبرؐ کی سب سے بڑی دلیل ہے یہ حدیث ہر بیٹا محمدؐ ہوگا یہ نہیں کہا کہ ہر بیٹا ولی ہوگا ہر بیٹا غازی ہوگا، ہر بیٹا پرہیزگار ہوگا، نہیں۔ اعتماد کی عجب ترین منزل ہے۔

میں یہاں ترجمہ تو نہیں کروں گا، تفسیر میں نہیں جاؤں گا، آیت پڑھ دوں گا پھر آپ مجھ سے نہ کہنا کہ کس منزل پر گفتگو چلی گئی۔ میرا ہر بیٹا محمدؐ ہوگا کہاں کی فضیلتیں دنیا

دیئے پھرتی ہے۔ صرف یہ حدیث کافی ہے ساری فضیلتوں کی عمارتیں منہدم کرنے کے لیے کہ ہر بیٹا محمدؐ ہوگا۔ قرآن سے پوچھو محمدؐ کیا ہے تو قرآن کہے گا: ''وما محمد الا رسول'' یہ محمدؐ تو ہے ہی نہیں یہ زندگی کے ہر لمحے میں رسولؐ ہے۔

محمدؐ نہ سمجھنا جس کا نام محمدؐ ہے، وہ رسول ہے جس کا نام محمدؐ ہے وہ رسول ہے بس یہی تو ہے۔ مقصد بعثت کو صرف ہم سمجھے ہیں کیوں کہ ہمیں تعلق ہے۔ اب باب نبوّت بند ہو گیا ہے اب کوئی نبی نہیں آئے گا تو اب بعد پیغمبرؐ اس مقصد بعثت کو آگے بڑھانے کے لیے مکہ مدینہ کے بنئے بقال نہیں آئیں گے بلکہ وہ بیٹھیں گے جو کم سے کم محمدؐ ہوں۔

میں جو بات کہنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم ہی مقصد بعثت کو سمجھے ہیں۔ پورے قرآن مجید سے کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ بعثت پیغمبرؐ کا مقصد اجماع تھا۔

کیوں بھیجے گئے تھے؟ کیا پیغمبرؐ اسلام اجماع کا قانون بنانے کے لیے آئے تھے؟

کیا شوریٰ کی بدعت قائم کرنے کے لیے آئے تھے؟

کیا قیاس کی روایت کو پیدا کرنے کے لیے آئے تھے؟

کیا قہر و غلبہ کا سبق دینے کے لیے آئے تھے؟

کیا اجماع کا پیغام لے کر آئے تھے؟ نہیں۔

کیا شوریٰ قائم کرنے کے لیے آئے تھے؟ نہیں۔

کہیں پورے قرآن سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کیا قیاس کا پیغام لے کر آئے تھے؟ نہیں۔

کیا قہر و غلبہ کا سبق دینے آئے تھے؟ نہیں۔

کیا دھاندلی کا پیغام لے کر آئے تھے معاذ اللہ۔ نہیں۔

کیا الیکشن کی باتیں کرنے آئے تھے۔ پیغمبرؐ؟ نہیں۔

کیا تخت و تاج قائم کرنے آئے تھے۔ پیغمبرؐ؟ نہیں۔

تخت و تاج تو مل رہا تھا پیغمبرؐ کو کافر پیش کر رہے تھے۔ حکومت لے لو، سلطنت لے لو، دولت لے لو، حسن و جمال لے لو، انہیں برا نہ کہو۔

Presented by www.ziaraat.com

پیغمبرؐ اسلام کیا تخت حکومت لینے کے لیے آئے تھے؟ کیا ملکوں کو فتح کرنے کے لیے آئے تھے؟ سارے مسلمان بھائی عقیدہ رکھتے ہیں نا کہ جو عمل پیغمبرؐ اسلام نے کیا وہ سنّت ہے جو نہیں کیا وہ بدعت ہے اور میرا ایمان ہے، مسلمان کے اس ایمان پر میرا ایمان ہے کہ جو پیغمبر نے کیا وہ سنّت جو پیغمبر نے نہیں کیا وہ بدعت۔ پوری تاریخ اسلام سے میں سوال کرنے میں کیا حق بجانب نہیں ہوں کہ کیا ملکوں پر جارحیت کرنا، کیا دوسرے ملکوں پر تلوار کے ذریعے سے حملہ کر کے انہیں فتح کرنا کہیں پیغمبر اسلام نے اپنی زندگی میں ایسا کیا؟

دیکھیں نا تاریخ تو آپ کی ہے میں تو صرف استدلال کر رہا ہوں کیا کسی مقام پر کسی منزل پر پیغمبر نے کیا؟ تاریخ کے کسی حصے میں ایگریسر (agressor) کی صورت میں کہیں اُبھرے ہیں؟ کوئی ثابت کرسکتا ہے؟ کیا پیغمبر نے تلوار کے ذریعے سے کسی ملک پر چڑھائی کی؟ تو جب چڑھائی نہیں کی تو یہ سنّت رسول تو نہ ہوئی۔ تو جو پیغمبرؐ نے کیا وہ سنّت جو نہیں کیا وہ بدعت۔

مجھے نہیں پتا کہ آپ یہ بدعتوں کے اتنے جھنڈے کیوں بلند کرتے رہتے ہیں۔ اس ملک کو فتح کرلیا، اس ملک کو فتح کرلیا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ پیغمبرؐ تاریخ کے کسی حصے میں معاذ اللہ جارح کی حیثیت سے نمایاں ہوئے؟ نہیں پیغمبر تو وہ ہے جس کے لیے قرآن نے کہا کہ: وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

مسلمانوں ہی کے لیے رحمت نہیں عالمین کے لیے رحمت ہے اور تھا نہیں۔ نہیں رحمت آج بھی ہے ورنہ پورا قرآن اٹھا کر دیکھ جاؤ ہر نبی کی امت پر عذاب آیا یا نہیں؟

پورا قرآن بھرا پڑا ہے قوم نوحؑ پر عذاب آیا، عاد و ثمود پر آیا، آسمان سے عذاب کی بارش ہوئی ہے۔ عذاب ہی عذاب۔

چودہ سو برس کی تاریخ گواہ ہے کہ اس امت نے کمال کر دیئے گناہ گاری میں لیکن عذاب نہیں آیا، کیوں؟ یہ زلزلہ، طوفان عذاب نہیں ہوا کرتا؟ یہاں زلزلہ آ گیا، وہاں

طوفان آ گیا، وہاں سیلاب آ گیا، یہ عذاب نہیں ہے۔ اس کے تو عوامل ہیں۔

عذاب وہ ہوتا ہے جیسے تختۂ لوط کو الٹ دیا گیا۔

عذاب وہ ہوتا ہے جیسے طوفان نوحؑ ایک تنور سے ابلنا شروع ہوا اور کائنات میں کچھ نہیں تھا پانی کے علاوہ۔ یہ ہوتا ہے عذاب۔

ان حادثات کو چھوڑیں یہ جغرافیائی قدرتی حادثات ہیں یہ عذاب نہیں ہے۔ عذاب وہ ہے جہاں قومیں صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں اسے عذاب کہا جاتا ہے۔

تو چودہ سو برس میں پوری دنیا میں اگر کہیں عذاب نہیں آتا تو تسلیم کرو نا کہ میرا نبی آج بھی اس ساری دنیا کے لیے رحمت ہے اگر ان کی نبوّت ختم ہوجاتی تو عذاب آجاتا اس لیے کہ ان کی نبوت ختم ہوجاتی تو رحمت بھی ختم ہوجاتی لیکن آج تک پوری کائنات پر عذاب نہ آنا حتیٰ اسرائیل پر تو آیا نہیں کمبخت نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا پھر بھی عذاب نہیں، مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی پھر بھی عذاب نہیں، مزارات منہدم کر دیئے یہودیوں نے پھر بھی عذاب نہیں۔

اکثر میرے نوجوانوں کے ذہنوں میں یہ سوالات قائم ہوتے ہیں۔ اتنے مظالم ہو رہے ہیں عذاب کیوں نہیں آتا؟ فلاں ملک میں اتنے مظالم ہو رہے ہیں عذاب کیوں نہیں آتا؟ مزارات منہدم ہو رہے ہیں عذاب کیوں نہیں آتا؟ عذاب نہیں آسکتا اور نہ کبھی آئے گا اس لیے کہ عالمین کے لیے رحمت جو تھا وہ اب بھی ہے اور جب تک وہ ہے عذاب نہیں آئے گا۔

اب تو قیامت ہی آئے گی۔ ساری کائنات وجود سے عدم میں پہنچ جائے گی۔ فیصلہ کن قیامت آئے گی اور وہ کب تک نہیں آئے گی جب تک اس کی رحمت ہے اور اس کی رحمت کے گلے پر چھری پھرے گی۔ میرا آخری امامؑ جب شہید ہوگا قیامت بھی آئے گی عذاب بھی آئے گا۔ ورنہ قیامت تو اسی دن آجانا چاہیے تھی جس دن کربلا کا واقعہ ہوا لیکن عذاب کیوں نہیں آیا؟ اس لیے کہ عالمین کے لیے جو رحمت ہے وہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

امام زین العابدینؑ زندہ تھے اگر امام بھی نہ رہتے تو عذاب آ جاتا لیکن چونکہ سلسلۂ رحمت باقی تھا اس رحمت للعالمین کا وارثِ رحمت اور آپ دیکھئے، تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں کہ جب کبھی یزید نے کوشش کی کہ امام زین العابدینؑ کو قتل کر دے کتنی شدید تنبیہہ ہوئی ہے کہ دربار بھی لرزاں ہے، تخت بھی لرزاں ہے یعنی صرف ارادے تھے صرف ارادہ کیا اور ارادے سے وہ باز آیا ہے اور کربلا میں صرف اس لیے عذاب نہیں آیا اس لیے کہ رحمت کا وارث موجود تھا آج اس لیے عذاب نہیں آتا کہ رحمت کا وارث موجود ہے۔

اے میرے آخری امامؑ کے وجود کا انکار کرنے والے احسان فراموشو! آج جو عذاب سے بچے ہوئے ہو تو صدقہ ہے فاطمہؑ کے پوتے کا۔ عذاب نہیں آیا اس لیے کہ وارث رحمت موجود ہے۔ عذاب اس لیے نہیں آیا کہ مقصد بعثت مسلسل ہے۔

احسان مانو فاطمہؑ کے بیٹے کا، احسان مانو ابوطالبؑ کے آخری فرزند کا جو ساری کائنات پر آج رحمت کی بارش ہے۔ ابوطالبؑ کی شرافت کا صدقہ ہے۔ فیصلہ کن شعر کہا ہے اور یہ عقیدہ ہمارے ایک اہل سنت کے عالم کا ہے ہمارے حافظ وارث اکبر آبادی صاحب حیات ہیں، نابینا ہیں، عالم دین ہیں اہل سنت کے انہوں نے کیا قیامت کا شعر امام زمانہؑ کے لیے فرمایا کہ:

ہٹ جائیں گر امام زماں درمیان سے
لاکھوں بلائیں ٹوٹ پڑیں آسمان سے

امامؑ کی قوت ہے کہ جو بلاؤں کو روکے ہوئے ہے کل شئی احصیناہ فی امام مبین۔ کسی بلا کی جرأت نہیں ہے کہ اُمتِ مسلمہ نہیں انسانیت پر حملہ آور ہو سکے اس لیے کہ امام موجود ہے اب یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے کہ جس کی وجہ سے عذاب سے بچے ہوئے ہو اس کی غیبت پر ایمان لاؤ یا اس کی غیبت پر شک کرو۔

دوستو! مقصد بعثت مسلسل ہے۔ مقصد بعثت جارحیت نہیں ہے، مقصد بعثت تخت حکومت نہیں ہے کل اس آیت کا ترجمہ کروں گا جسے عنوان بنائے ہوئے ہوں اور قرآنی

آیات سے ثابت کروں گا کہ مقصد بعثت پیغمبر کیا ہے اور پھر اس مقصد کو کون پورا کر سکتا ہے۔ میں تاریخ میں یہ نہیں دیکھوں گا کہ کون منتخب ہوا اور کس نے منتخب کیا۔ میں تو یہ دیکھوں گا کہ مقصد بعثت کو کس نے آگے بڑھایا اس لیے کہ پوری امتِ مسلمہ کی ہدایت کا سوال ہے۔ کسی ایک فرقہ کی بات ہو تو میں چپ ہو جاؤں پوری امت کا مسئلہ ہے۔

تو دوستو! مقصد بعثت کو جو آگے بڑھائے وہی ہے وارثِ مسند محمدؐ۔ اس لیے کہ قرآن نے جہاں جہاں بعثتِ پیغمبرؐ کی وضاحت کی ہے وہاں بنیاد علم کو قرار دیا۔ تو علم وارث کس کا ختمی مرتبت کا اور یہ منتقل ہوا سینے سے سینے کی طرف۔ شبلی نعمانی نے لکھا نا کہ امام اعظم اور امام صادقؑ کے علم کا کوئی مقابلہ نہیں اس لیے کہ ان کا علم در بدر کا علم ہے اور امام صادقؑ کا علم سینے کا علم ہے۔ ایک معصوم سینے سے دوسرے معصوم سینے کی طرف یا یوں کہوں کہ ایک محمدؐ کے سینے سے دوسرے محمدؐ کے سینے کی طرف۔

توجہ ہے نا کہ جب علم یہاں سینہ بہ سینہ منتقل ہوا تو میں مولانا شاہ احمد نورانی سے یہ پوچھوں جنہوں نے آج کے اخبار میں یہ لکھا کہ امام حسین علیہ السلام بہت عظیم تھے، بہت پڑھے لکھے تھے، بہت یہ تھے، بہت وہ تھے۔ تعریفیں کیں اس کے بعد کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو انہیں علیؑ اور فاطمہؑ کی تربیت میسر آئی اور دوسرے حضرت عمر اور حضرت ابوبکر نے بھی انہیں تربیت دی۔ قربان ہو جائیں بس آپ کی نورانیت کے۔ دیکھو جہاں علم سینہ بہ سینہ آتا ہو وہاں امام حسینؑ کو تربیت حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ دیں گے خدا کی قسم اگر ایک دن بھی پڑھانے بیٹھتے تو امام حسین علیہ السلام کہہ دیتے تھے پڑھاؤ گے تم میرے باپ سے مسئلہ پوچھنے والے!! نعرۂ حیدری۔

اور پھر یہاں مصیبت یہ ہے کہ مدعی سست گواہ چست۔ سنیں حضرت فاروق اعظم نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے پڑھایا۔ بتا دوں دعویٰ بتا دوں پھر نہ کہنا کہ انہوں نے پڑھایا۔ ہاں اتنا تو ضرور کہا تھا اپنے بیٹے سے کہ جا حسنؑ سے غلامی کی سند لے لے۔ غلام بھی کبھی آقا کو پڑھاتا ہے؟! صلوات، نعرۂ حیدری۔

Presented by www.ziaraat.com

قربان ہوجائیں آپ کے نور کے، قربان ہوجائیں آپ کی سرمہ والی آنکھوں کے۔ اور دوستو! مجھے بہت افسوس ہے اس لیے بہت احترام کرتا ہوں مولانا نورانی کا کیوں کہ ایک ہی تو نورانی ہیں باقی سب پاکستانی ہیں۔

بہت پڑھے لکھے آدمی ہیں مولانا کے علم میں کوئی کلام نہیں ہے اسلامک ورلڈ مشن کے سربراہ ہیں چھ چھ مہینے تبلیغی دوروں پر باہر رہتے ہیں اور جب سے ذرا نظام مصطفیٰ رکا ہوا ہے تب سے مکمل ہی باہر رہتے ہیں۔ جب سے اس نظامِ مصطفیٰ کے کام میں ان کی ضرورت نہیں ہے ہمارے صدر مملکت کو۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ جتنا تم جانتے ہو اتنا تو میں نافذ کر بھی چکا ہوں۔ تو جب سے یہ کام رکا ہوا ہے جب سے ذرا آؤٹ رہتے ہیں جب ہی تو یہ بیان دیا ہے۔ آؤٹ رہتے ہیں نا!

اور آگے چل کر کیا فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت فاروق اعظم نے بھی تربیت دی تھی اچھا جب کہہ چکے تھے کہ علیؑ اور فاطمہؑ نے تربیت دی تھی تو اب ضروری ہے کہ نہیں لیکن چونکہ اس پر دلیل دی تھی اور اس دلیل کو اگر قیامت تک کے لیے ختم نہ کردوں تو پھر علیؑ کی دی ہوئی تاثیر کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کی تربیت میں جہاں حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کا دخل ہے وہاں حضرت عثمانؓ اور حضرت صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کا بھی دخل ہے پھر کہتے ہیں کہ یہ حضرت عمرؓ کی ہی تربیت کا نتیجہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ یہ جملہ ذہن میں رہے کہ حضرت عمر کی ہی تربیت کا نتیجہ ہے کہ حضرت حسینؑ نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ ان کی ہی تربیت کا نتیجہ ہے کہ یزید کی بیعت نہیں کی تو ان کی تربیت میں پروان چڑھنے کے بعد اگر حسینؑ یزید کی بیعت نہیں کرتے تو تمام مسلمانوں کی تاریخیں متفق ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر نے، حضرت عمرؓ کے بیٹے نے یہ کہہ کر یزید کی بیعت کی تھی کہ میں یزید کی بیعت اسی طرح کر رہا ہوں جیسے اللہ اور رسولؐ کی بیعت کی تھی تو جو اپنے بیٹے کی تربیت نہیں کرسکا؟ نعرۂ حیدری۔

عجیب تربیت ہے، بیٹے کو تربیت دی تو اس سے یہ کہا کہ کرلینا۔ حسینؑ کو تربیت دی تو کہا کہ نہ کرنا۔ نہیں تربیت کی وجہ نہیں ہے ادھر اگر کی گئی تو اس کی بھی وجہ ہے ادھر اگر نہیں کی گئی تو اس کی بھی وجہ ہے۔ آپ غور فرمائیں ادھر اگر کی گئی تو کیوں ادھر اگر نہیں کی گئی تو کیوں؟ بس اب ایک فیصلہ تو ہوا تاریخ میں۔ اب دونوں کیسے برابر ہوگئے؟ دونوں کیسے برابر ہوسکتے ہیں؟ علیؑ کے بیٹے نے بیعت نہیں کی۔ یزید کو علیؑ کے بیٹے نے نہیں مانا۔ یزید کو فاروق اعظم کے بیٹے نے مانا ہے۔ تو بس بات ختم ہوگئی نا!

یزید کو علیؑ کے بیٹے نے نہیں مانا، یزید کو عبداللہ بن عمر نے مانا ہے، تسلیم کیا ہے۔ وہاں انکار ہے، یہاں اقرار ہے تو اب فیصلہ اسی بنیاد پر کرلو کہ علیؑ کے بیٹے نے انکار کیا ہے فاروق اعظم کے بیٹے نے اقرار کیا ہے تو اب حسینیت ہماری ہے یزیدیت تمہاری ہے۔

دیکھیے ہم مجرم کب ہیں جب ہم پہل کریں اگر اس بیان سے پہلے ہم عبداللہ بن عمر کے ایمان پر بحث کرتے تو مجرم تھے لیکن میں تمام علماء کی طرف سے ذمہ داری لے کر کہہ رہا ہوں کہ میرے کسی عالم نے عشرۂ محرم سے اب تک عبداللہ بن عمر پر بات ہی نہیں کی لیکن جب آج بات آگئی ان کی تربیت کا نتیجہ تھا تو بھئی تربیت تو بیٹے کی بھی کی ہوگی تو اب بات علیحدہ ہوگئی اب حسینیت ہماری ہے اب جسے آنا ہے ہمارے دروازے بند نہیں ہیں۔

حسینیت تو زندگی کے آخری لمحے میں بھی حُر بناتی ہے۔ ہمارے یہاں دروازے بند تو نہیں ہوتے زندگی کے آخری دن بھی آجاؤ تو حر علیہ السلام بن جاؤ، شریک زیارت امام بن جاؤ، رومال فاطمہؑ پیشانی کی زینت بن جائے۔ حسینؑ کا زانو میسر آجائے۔ یہ ہے حسینیت ہم شرمندگی کی زندگی گزارنا نہیں چاہتے۔

فخر کے ساتھ جیو اور فخر کے احساس کے ساتھ جیو۔ اور یہ بھی کربلا کا اعجاز ہے کہ یزید کے لشکر میں سے نکل کر حر ادھر آیا حسینؑ کے لشکر سے کوئی اس طرف نہیں گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

توحسینؑ نے فیصلہ اسی وقت کر دیا تھا کہ اب قیامت تک اُدھر سے تو اِدھر آئیں گے اِدھر سے اُدھر کوئی نہیں جائے گا۔ اگر اِدھر سے اُدھر جانا ہوتا تو اس وقت چلے جاتے جب چراغ گل کیا تھا۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا کے کہنے پر چراغ گل کیا تھا حسینؑ نے۔

بی بی نے ایک جملہ کہا تھا: بھیا اپنے ساتھیوں کو آزما بھی لیا۔ ہمارا سلام انصار حسینؑ کو۔ بھیا: اپنے ساتھیوں کو آزما بھی لیا؟ بہن میرے چُنے ہوئے ہیں۔ بھیا پھر بھی میرے اطمینان کے لیے۔ اچھا بہن چراغ گل کر دیا۔

حسینؑ نے چراغ گل کر کے کیا کہا؟ جسے جانا ہو چلا جائے، میری اجازت سے چلا جائے، میں اجازت دیتا ہوں چلا جائے، جنّت کی ضمانت لیتا ہوں جاؤ، میں سردار جنّت ہوں جاؤ، میں ضمانت لیتا ہوں میں امام ہوں میں کہہ رہا ہوں چلے بھی جاؤ گے تو میری اجازت سے جا رہے ہو جنّت میں جانے کی میں ضمانت لیتا ہوں اب رُکنے کا کیا جواز ہے؟

دوستو! آدمی جتنے بھی عمل صالح کرتا ہے وہ جنّت میں جانے کے لیے کرتا ہے اور سردار جنّت کہہ رہا ہے میں تمھیں جانے کی اجازت دیتا ہوں اور جنّت بھی دیتا ہوں جنّت تو مل رہی ہے نا اور زندگی بھی مل رہی ہے۔ پھر مرنے کی کیا ضرورت بھئی جب زندہ رہ کر بھی جنّت میں جانا ہے اور مر کر بھی جنّت میں جانا ہے۔ مگر ؎

شب عاشور یوں رسم وفا پروان چڑھتی ہے
شمع خاموش ہے محفل سے پروانے نہیں جاتے

انصار حسینی نے نہ جا کر بتا دیا کہ جنّت کسی خاص مقام کا نام نہیں ہے۔ جنّت تو حسینؑ کے قدموں کا نام ہے۔ اگر حسینؑ سے ہٹ کر کہیں جنّت ہوتی تو جنّت کی بشارت مل گئی تھی سب چلے جاتے لیکن اس کے بعد بھی حسینؑ کے قدموں میں رہنا یہ بتاتا ہے کہ جنّت حسینؑ پر قربان ہو جانے کا نام ہے۔

جہاں حسینؑ ہیں وہاں جنّت ہے یہ مجلس نہیں یہ جنّت ہے۔ یہاں حسینؑ ہیں یہاں

جنّت ہے۔ ہمیں تو جنّت مل گئی ہم تو قیامت کے دن بھی کہہ دیں گے کہ اے اللہ ہمیں جنّت نہیں چاہیے ہمیں تو ذکر حسینؑ چاہیے۔ جسے جانا ہے وہ چلا جائے۔

ایک مرتبہ تلواریں میان سے نکلیں۔ حبیب ابن مظاہرؓ کی قیادت میں انصار حسینؑ، حسینؑ کے پاس نہیں آئے بلکہ زینبؑ کی ڈیوڑھی پر آئے۔ عمامے سر سے پھینکے، تلواریں خیمے کے دروازے پر پھینک کے کہتے ہیں: شہزادی اگر ہماری دوستی کا یقین نہیں ہے تو ہم اپنے ہاتھ سے گردنیں کاٹ کر تیرے بھائی کے قدموں میں ڈال دیں۔

سلام کرو دوستو! امام کے لیے سلام بھیجو۔ رونے کے لیے کہا کہ ایسے روؤ کربلا والوں کو جیسے بوڑھی ماں جوان بیٹے کی میت پر روتی ہے۔ حبیب تو بچپن کا ساتھی تھا، جونؓ غلام کے لاشے پر، سعیدؓ کے لاشے پر، وہب کلبیؓ کے لاشے پر آئے، زہیرؓ کے لاشے پر آئے بریرؓ ہمدانی کے لاشے پر آئے، ہر لاشے پر خود آئے۔ اکبرؑ کی لاش پر آتے نہ آتے، لیکن بریرؓ کی لاش پر ضرور آئے۔ یہ ہے عدل امام ایک ایک نثار ہو گیا اب کہا:

''تقدم ولدی'' انصار گئے۔

عباسؑ آ کر کہتے ہیں کہ مولا بس اب مجھ سے بچوں کی پیاس نہیں دیکھی جاتی۔

کہا: عباسؑ جاؤ۔ عباسؑ گئے ایک جملہ میں نے کہا نا امام نے زندگی کے سامان مہیا کیے عباسؑ گئے دریا پر پہنچے۔

چُلّو میں پانی لیا پھینک دیا۔ کیا سمجھ کے پھینکا کہ میرے آقا پیاسے ہیں اور جب حسینؑ نے یہ دیکھا کہ عباسؑ تو عباسؑ ہیں عباسؑ کے گھوڑے نے بھی پانی نہیں پیا۔

دوستو! حسینؑ نے ایک جملہ کہا ہے کہ بہن زینبؑ مدینہ واپس جا کر میرے شیعوں سے کہنا کہ جب ٹھنڈا پانی پیو تو میری پیاس کو یاد کر لینا، میرے بچوں کی پیاس کو یاد کر لینا۔ یہ جملہ میرے مولا نے کیوں کہا؟ کبھی اس پر غور کیا یہ جملہ امام نے فرما کر اپنے شیعوں کی زندگی کی ضمانت لی ہے اس لیے کہ امام جانتے ہیں کہ اگر میں جملہ کہے بغیر دنیا سے چلا گیا تو میرے شیعہ پیاسے رہ جائیں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

مجلس ششم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! محفل شاہِ خراسان میں عشرہ ثانی کی یہ چھٹی تقریر آپ کے بہترین ذوق سماعت کی نذر ہے اس سے پہلے کہ آغازِ گفتگو کروں یہ ایک کتاب ہے ''وظائف القران'' جس میں ائمہ طاہرینؑ کی اسناد صحیحہ کے ساتھ آیات قرانی پر مشتمل دعائیں ہیں۔ طلب حاجات کے لیے، دفع بلیات کے لیے اور حل مشکلات کے لیے۔ ان دعاؤں کو ہمارے دوست جناب انصار حسین واسطی صاحب نے اپنے زیر اہتمام شائع کرایا اور علمائے کرام نے اس کی پشت پر ان دعاؤں کے اثرات اور اجازات پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ ان علماء کرام میں سرکار تاج العلما مولانا محمد نقی صاحب قبلہ، کراچی والے سرکار علامہ ابن حسن نجفی صاحب، علامہ مفتی نصیر الاجتہادی صاحب اور دیگر علماء کرام کی اسناد موجود ہیں۔

آپ حضرات سے میں گزارش کروں گا کہ یہ ''وظائف القران'' نامی کتاب ہر گھر میں ہونا ضروری ہے اس لیے زیادہ سے زیادہ اس کتاب کو خرید فرمائیں اور اس اہمیت کے پیش نظر کہ دعا کے مستجاب ہونے کی بنیاد تقویٰ تو ہے ہی لیکن معصومینؑ کے وسیلہ کے بغیر کوئی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ دعا وہی ہے جو ان کے وسیلے سے ہو۔

ہم منکرین وسیلہ تو ہیں نہیں اور ہمارے پاس گنہگار وسیلے بھی نہیں ہیں۔ اصل میں انکار اس لیے نہیں کیا ملت نے کہ وسیلے ہی کا انکار کیا۔ وسیلے کے انکار کی وجہ صرف یہ ہے کہ ملت جانتی ہے کہ ہمارے تو ایسے ہیں نہیں جو وہاں تک دعا کو پہنچا سکیں لہٰذا وسیلے کے عقیدے ہی کو اذہان ملت سے رخصت کر دیا جائے۔ حالانکہ بات تو بڑی واضح تھی، بات تو بڑی کلیئر تھی جب حدیث قدسی میں یہ ارشاد ہوا تھا: کنت کنزا مخفیا میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اے محمدؐ میں نے تجھے خلق کر دیا۔ صلوات۔

بات کتنی واضح ہے عزیزان گرامی کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اے محمدؐ میں نے تجھے خلق کر دیا۔ پروردگار تو جب چھپا ہوا خزانہ تھا جب بھی خزانہ تھا اب ظاہر ہوگیا اب بھی خزانہ ہے۔ جب تجھے کوئی نہیں جانتا تھا جب بھی تو برحق تھا اب تجھے سب جانتے ہیں۔ اب بھی تو برحق ہے۔ جب تجھے کوئی نہیں مانتا تھا تو جب بھی خدا تھا اب تجھے کافی لوگ مانتے ہیں، اکثریت تو اب بھی نہیں مانتی، اکثریت تو ہوتی نہ ماننے والوں کی ہے، اکثریت تو ہوتی مشرکوں کی ہے۔

قران مجید نے فرمایا: واکثرھم المنافقون اکثریت منافقوں کی ہے۔

واکثرھم الکافرون اکثریت کافروں کی ہے۔

قلیل من عبادی الشکور اقلیت ہی ہمارے شکر گزار بندوں کی اور اکثریت بے وقوفوں کی ہے، اکثریت بے عقلوں کی ہے، اکثریت احمقوں کی ہے۔

یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا و اکثر ھم الکافرون

(سورۂ نحل آیت ۸۳)

Presented by www.ziaraat.com

جانتے ہیں کہ یہ اللہ کی نعمت ہے اس کے بعد انکار کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ اکثریت کافروں کی ہے اور قرآن مجید میں جہاں جہاں اِلاّ کے ذریعہ استثنا کیا گیا ہے وہاں وہاں اقلیت کی مدح ہے اور اکثریت کی مذمت ہے۔

والتین و الزیتونo و طور سینین o و ھذا البلد الامینo

تین کی قسم، زیتون کی قسم، طور سینا کی قسم، بلدامین کی قسم کہ ہم نے انسان کو

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویمo پر پیدا کیا۔

ثم رددناہ اسفل سافلین o

پھر ہم نے اسے پست سے پست حالت کی طرف پھیر دیا۔

الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات (سورۃ التین آیات ا تا ٦)

سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ایمان اختیار کیا اور عمل صالح کیا۔

تو آپ نے دیکھا کہ اکثریت کو قعر مذلت میں ڈھکیل دیا گیا اور اقلیت کو سنبھالا گیا۔ سوچنا صرف یہ ہے کہ جہاں جہاں اِلاّ کہہ کر ذات واجب نے خطاب فرمایا وہاں وہاں قیام کی شدت کو ظاہر کیا گیا ہے، حکم کی سختی سے نفاذ ہونے کو ظاہر کیا گیا ہے۔

لا الہ الا اللہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے مگر وہ جو وحدہ لا شریک ہے۔

لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کوئی اجر نہیں ہے رسالت کا۔

اجر رسالت نہ نماز ہے، نہ روزہ ہے، نہ حج ہے، نہ زکوٰۃ ہے، نہ مدینہ ہے، نہ قرینہ ہے، نہ تراویح ہے، نہ بستر ہے۔ کوئی شے اجر رسالت نہیں ہے۔ پیغمبرؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ نماز پڑھو اجر رسالت ادا ہو جائے گا۔ ضرور پڑھو، ضرور پڑھو، میرا مقصد یہ نہیں ہے لیکن یہ اجر رسالت نہیں ہے۔ نماز تو عبد و معبود کے درمیان ایک رابطہ ہے لیکن یہ اجر رسالت نہیں ہے۔ نماز کو اجر رسالت قرار نہیں دیا۔ تبلیغی اجتماعات کو اجر رسالت قرار نہیں دیا۔ حج کو اجر رسالت قرار نہیں دیا۔

الا المودۃ فی القربی یہاں بھی وہی مسئلہ یعنی جہاں بیان کو ذات واجب شدت

کے ساتھ نافذ کرنا چاہتی ہے وہاں اِلاّ کا بیان کر کے شدت پیدا کی جاتی ہے۔ جہاں قطعیت کی منزل ہو جس کے بعد کوئی منزل نہ ہو جیسے لا الہ الا اللہ۔

اب قیامت تک کوئی لائق عبادت نہیں ہے تو اب جو خدا کے مقابل آئے گا وہ قیامت تک باطل ہوگا اور بالکل اسی شان سے حکم خدا سے جبرئیلؑ نے کہا:

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔

یعنی جن تیوروں سے کلمہ توحید ہے انہی تمکنتوں سے لافتیٰ۔ نہیں ہے کوئی جوان۔ شدت دیکھیں آپ، نہیں ہے کوئی جوان "الا علی"۔ نہیں ہے کوئی مرد سوائے علیؑ، قیامت تک جو بھی علی کے مقابلے میں آئے گا وہ کم از کم جوان نہیں ہوگا۔

جب ہی تو پیغمبر اسلام نے کہا: لا عطین الرایۃ غدا رجلا

کل علم عطا کروں گا مرد کو۔

نہیں ہے کوئی مرد مگر علیؑ اور رجل کی تعریف بھی بتائی اس لیے کہ نگاہ نبی حال کے آئینہ میں مستقبل کے صاحبان قلم کی جنبشوں کو اور مستقبل کے لغت دانوں کی سازشوں کو، مستقبل کے بادشاہانِ وقت کے چشم و ابرو کے اشاروں کو دیکھ رہی تھی اس لیے رجل کہہ کے بات کو ختم نہیں کیا حدیث کو مسلسل کیا۔

رجل وہ جو کرار ہوگا رجل وہ جو بھاگنے والا نہ ہوگا۔

ربیع الاول کے مہینہ میں ہمارا پروگرام یہ ہوا کرتا ہے۔ نو ربیع الاول کو ہم فارغ ہو جاتے ہیں چونکہ فرصت ہو جاتی ہے تو پھر ہم سننے جاتے ہیں کہ لوگوں نے کیا سنا اور ہم نے کیا کہا تو ہمارا یہ پروگرام ہوا کرتا ہے۔ میں ایسے ہی باتیں نہیں کیا کرتا میں یکم محرم سے جو باتیں کر رہا ہوں وہ خود اپنے کانوں سے سننے کے بعد وہ ایک قدرتی ردعمل ہوتا ہے اور وہ ردعمل ہمارے ذہن و دل میں راسخ ہو جاتا ہے اس کو ہم زبان کے ذریعے سے اپنے عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں کہ نو ربیع الاول سے تو فرصت ہو جاتی ہے یکم ربیع الاوّل سے جو سلسلے شروع ہوتے ہیں۔ اچھی بات ہے ضرور ہونا چاہیے۔ ضرور ہونا چاہیے۔ پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

میں نہیں ہوں گے تو کہاں ہوں گے۔

پاکستان ہی تو ایک ایسا ملک ہے جہاں ہر قسم کی آزادی ہے تو جہاں سے سارا اسلام لے رہے ہو وہاں تو ذرا سیرت النبی کا کوئی جشن منا کے دیکھو۔ کیا ملت مسلمہ سیرے، اس چونکا دینے والے انکشاف پر رات بھر کروٹیں نہیں بدلے گی؟ آج کہ جب بارہ ربیع الاوّل کو صبح بہاراں کا آغاز ہماری پاک سرزمین پر ۲۱ توپوں کی سلامی سے ہوتا ہے۔ عام تعطیل ہوتی ہے، چراغاں کیا جاتا ہے، پورا پاکستان بقعۂ نور بنا ہوا ہوتا ہے، ہر جگہ جلسے اور جلوس ہوتے ہیں۔

اس دن پورے مرکز اسلام میں جہاں حضور دفن ہیں رسولؐ کے روضے پر ایک بھی چراغ نہیں جلتا۔ اندھیرا ہوتا ہے، تاریکی ہوتی ہے، ایک چراغ نہیں جلایا جاسکتا۔ اس لیے کہ وہاں عقیدہ یہ ہے کہ مقصد بعثت ختم ہوگیا۔ وہاں عقیدہ یہ ہے کہ ہدایت ختم ہوگئی۔ ۱۱ھ کے بعد معاذ اللہ پیغمبرؐ مر گئے۔

بس اب قبر پہ جانا بدعت، اب پھول چڑھانا بدعت، اب فاتحہ پڑھنا بدعت، اب چراغ جلانا بدعت، اب سر جھکانا بدعت۔

ظل الٰہی کے سامنے اگر سجدے کیے جائیں تو انعام ملے اور کائنات کے شہنشاہ کی جالی کو چوموں تو کوڑا پڑے یہ ہے اسلام؟ وہاں مزارِ پیغمبرؐ پر ایک چراغ نہیں جلتا۔

پاکستان کے مسلمان خوش نصیب ہیں کہ پورا پاکستان ماشاء اللہ بقعۂ نور بنا رہتا ہے، ڈوبا ہوا ہوتا ہے نور میں۔ وہاں کوئی نور مانے تو چراغ جلائے۔ وہاں تو عالم یہ ہے کہ روشنی دیکھ کر روشنی سے گھبراتے ہیں۔ اندھیروں کے پروردہ روشنی پسند نہیں کرتے۔ وہاں چراغ نہیں جلایا جاسکتا۔ کوئی حاضری نہیں دے سکتا اور عقیدہ کیا ہے عقیدہ یہ ہے کہ حضور آئے تھے انہوں نے ہدایت فرمائی اور تشریف لے گئے۔

۱۱ھ کے بعد ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ بس یہ ہے مقصد بعثت رسول کو نہ سمجھنے کی سب سے بڑی دلیل۔

اگر ہدایت یا بعثت ۱۱ھ کے مسلمانوں تک تھی تو قیامت تک کے مسلمانوں کی گمراہی کا ذمہ دار کون ہوگا؟ لیکن وہاں عقیدہ یہ قائم کیا کہ جو لوگ مرجائیں ان کی قبروں پر مت جاؤ۔ میں تیسری مجلس میں بتا چکا ہوں محدث دہلوی کی روایت کے ساتھ کہ پیغمبرؐ شہدائے بدر کی قبروں پر بھی گئے، جنت البقیع بھی تشریف لے گئے، شہداء کی قبروں پر بھی گئے، صحابہ کے ساتھ گئے قبروں پر فاتحہ بھی پڑھی۔ تو پیغمبرؐ تو سب کی قبروں پر جا رہے ہیں، فاتحہ بھی پڑھ رہے ہیں، تو سب کچھ تو ثابت ہے۔ استغفار بھی کر رہے ہیں۔ اللہ جانے یہ کس پیغمبر کو مانتے ہیں، پتہ نہیں ان کا کون پیغمبر ہے، پتہ نہیں کون سا پیغمبر ہے۔

دیکھو ہمارے پاکستان میں کسی اور پیغمبر کو ماننے کی کوشش مت کرنا۔ ہمارے مسلمان سچے پروانے ہیں شمع رسالت کے۔ ذرا سی منوانے کی کوشش کی تھی غلام احمد قادیانی نے اس کو اس کی پوری قوم سمیت ہم نے کافر قرار دلوا دیا۔ یاد رکھنا اگر ذرا سا تصور بھی کیا اور عقیدہ یہ قائم کیا کہ حضور مر گئے اور معاذ اللہ مردوں کی قبروں پہ مت جاؤ۔ میں بھی مانتا ہوں کہ واقعی مُردوں کو مدد کے لیے مت پکارو، واقعی مُردوں کی قبروں پہ مت جاؤ، واقعی مُردوں کو یاد مت کرو، واقعی مُردوں کو نہیں پکارنا چاہیے۔ جو مر گئے انہیں مت پکارو، جو مر گئے انہیں مت یاد کرو۔ گڑے مردے مت اکھاڑو میں تو خود کہہ رہا ہوں کہ مردوں کو نہیں پکارنا چاہیے، جو مر گئے انہیں مت پکارو، جو مر گئے انہیں مت یاد کرو، جو مر گئے ان کے یوم مت مناؤ۔

عقیدہ سے اختلاف نہیں ہے مگر آپ کو یہ کس نے بتا دیا کہ پیغمبرؐ معاذ اللہ مر گئے۔ مریں پیغمبر کو مردہ سمجھنے والے۔ ہمارا نبی نہیں مرتا اور بڑی عجیب بات ہے بس یہاں سے تو ہمیں اختلاف ہوجاتا ہے بھئی کسی ایک مقام پہ تو خدا کے لیے ٹھہرا کرو۔ آخر روشنی کی دنیا میں رہتے ہو، علم کی دنیا مین رہتے ہو۔ کسی ایک مقام پر ٹکا تو کرو۔ مگر کیا کریں کسی مقام پر ٹکنا نہ تمہاری عادت ہے، نہ سیرت ہے، نہ طینت ہے، نہ روایت ہے۔ کسی ایک جگہ تم ٹھہرتے نہیں ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

ہم نے بتایا نا کہ پیغمبرؐ مرا نہیں کرتا، پیغمبر زندہ ہے۔ جس کی شریعت باقی ہے، وہ مر کیسے گیا؟ بھئی آج سے فیصلہ کرو کہ جو پیغمبرؐ اسلام کو مردہ سمجھتے ہیں وہ صرف کلمہ پڑھا کریں:

لا الہ الا اللہ...... محمد رسول اللہ نہ کہا کریں۔

بس وہ لا الہ الا اللہ کہہ کر بات ختم کر دیا کریں لیکن یاد رکھو یہ کلمہ حیات پیغمبرؐ میں بھی تھا آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

پیغمبرؐ کی زندگی میں صحابۂ کرام تھے وہ بھی یہ ہی کلمہ پڑھتے تھے کہ: لا الہ الا اللہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد رسول اللہ اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

تو جو حیات پیغمبرؐ میں حیات تھے وہ بھی یہی کہتے تھے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، جو آج کے مسلمان ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، جو قیامت کا مسلمان ہوگا وہ بھی یہی کہے گا کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں تو جب ہیں تو پھر مردہ کیسے۔

میں بحث میں بہت دور تک نکلا جا رہا ہوں مجھے رجل تک آنا ہے تو بہر حال عقیدہ یہ ہے کہ معاذ اللہ پیغمبرؐ اسلام مر گئے، مردوں کی قبروں پہ مت جاؤ اس لیے کہ شریعت یہ کہتی ہے۔ بھئی آڑ تو شریعت ہی کی لی جاتی ہے نا! اچھا جب شریعت کہتی ہے تو ہر وقت کہتی ہے، نا ایسا تو نہیں ہے کہ کبھی کہتی ہے کبھی نہیں کہتی ہے۔ اگر قبروں پہ جانا بدعت ہے تو ہر وقت بدعت ہے نا! اگر ہر شخص کے لیے بدعت ہے تو ہر شخص کے لیے بدعت ہے نا! اگر امتی کوئی قبر رسولؐ پر نہیں جا سکتا تو کسی ملک کا سربراہ بھی نہیں جا سکتا!

شریعت تو شریعت ہے نا! نہیں نہیں قائد اعظم کی بات چھوڑیں ان کا عقیدہ بہت اچھا ہے وہ تو ہمارے پاکستان کے قائداعظم ہیں نا میں تو مرکز کی بات کر رہا ہوں مسلمان بھائیوں کا عقیدہ بہت اچھا ہے جہاں سے اسلام امپورٹ کیا جا رہا ہے میں تو وہاں کی بات کر رہا ہوں۔

آپ ذرا توجہ فرمائیں ہم نے کہا نا ہم تو بارہ ربیع الاول اس شان سے مناتے

ہیں کہ کسی ملک میں اس شان سے منائی نہیں جاتی۔ اپنے مسلمانوں کی بات نہیں کر رہا ہوں ہمارے مسلمان تو سارے مسلمانوں سے سچے پکے اچھے مسلمان ہیں۔ صرف یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جب شریعت کی پابندی ہے قبر پہ جانا تو ہر ایک کے لیے شریعت نے یہ پابندی لگائی ہے لیکن الحمدللہ جب ہمارے صدر مملکت ۹۰ کروڑ مسلمانوں کے نمائندے خوش عقیدہ ہیں روضہ رسولؐ پر حاضری دیئے بغیر وہ کبھی واپس نہیں آئے اور جب وہ روضۂ رسولؐ پر جاتے ہیں تو سارے پاکستان کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لو کہ خصوصی فرمان کے ذریعہ اجازت دی جاتی ہے۔

خصوصی فرمانروا خصوصی فرمان جاری کرتے ہیں اور اوپر نہیں جاتے روضۂ اقدس کے اندر تک جا کر قبر رسالت کو بوسہ دے کر آتے ہیں۔ کیا کہنے اس شخصیت کے جس کو یہ سعادت نصیب ہو۔ عام مسلمان جالی تک نہیں جا سکتا لیکن وہاں کی حکومت سربراہ مملکت کو خصوصی اجازت نامہ دیتی ہے۔ سوال صرف یہ قائم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر شریعت نے منع کیا تھا کہ قبر پہ مت جاؤ تو پھر کوئی خصوصیت نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ اگر سربراہ ہے تو اپنے ملک کا ہوگا رسول کے تو سب امتی ہیں نا! شریعت کے تو سب پابند ہیں نا! تو اگر میرا جانا وہاں بدعت ہے تو ہر اک کا جانا بدعت ہے نا لیکن سب کے لیے جانا بدعت V.I.P کے لیے جانا سنت!

شریعت کے حکم میں ترمیم ہو جائے اور ترمیم کون کرے حاکم وقت۔ بس یہیں سے ہمارا اختلاف ہے اور قیامت تک رہے گا۔ ہم اس شریعت کو نہیں مانتے جو حاکم کی تابع ہو۔ ہم اس شریعت کو مانتے ہیں حکومت جس کے تابع ہو۔ بس مذہب جعفریہ کا یہ پورا کانسٹیٹیوشن Constitution ایک جملے میں پیش کر رہا ہوں۔ یاد رکھو شریعت کی حکومت کو ہمارا اسلام۔ شریعت کی حکومت کو ہم نے کل بھی مانا تھا ہم آج بھی مانتے ہیں اور قیامت تک مانتے رہیں گے اور حکومت کی شریعت کو ہم نے کل بھی ٹھکرایا تھا آج بھی ٹھکراتے ہیں اور کل بھی ٹھکراتے رہیں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

شریعت کی حکومت پر ہمارا سلام لیکن حکومت کی شریعت کو ہم نہیں مانتے۔ ہم تو شریعت کی بالادستی چاہتے ہیں اس لیے کہ شریعت سے نظام ہے، نظام سے شریعت نہیں ہے۔ شریعت ہی تو نظام بناسکتی ہے۔ ہمارے ملک میں جو نظام آرہا ہے وہ شریعت بتائے گی نا! جو شریعت بتائے گی وہ ہم قبول کریں گے۔ شریعت کے تو ہم سب محکوم ہیں۔ شریعت کس نے دی؟ ختمی مرتبت نے۔ شریعت کس نے دی؟ مرکزِ ہدایت نے۔ شریعت کس نے دی؟ اس نے دی جس کے لیے ارشاد ہوا کہ:

فلا و ربك لايومنون حتي يحكموك فيما شجر بينهم۔ (سورۃ النساء آیت ٦٥)

حبیب یہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے معاملات میں تجھے حکم نہ بنالیں۔ میں اگر یہاں بھی تقریر ختم کردوں تو میری تقریر مکمل ہوگئی۔

اللہ نے قسم کھا کر کہا: تیرے رب کی قسم یہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے معاملات میں تجھے حکم نہ بنالیں۔ جب تک اپنے معاملات میں تجھے حکم نہ بنالیں یعنی آیت کا یہ ٹکڑا امت کی اوقات اور پیغمبر کی حقانیت کو واضح کررہا ہے کہ اوقات امّت کیا ہے نبی کے سامنے اور نبی کا مقام کیا ہے امت کے درمیان میں۔ یہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے معاملات میں تمہیں حکم نہ بنالیں کیا خوبصورت جملہ ہے: ثم لا يجدوا في انفسم هرجاً مما قضيت ويسلموا تسليما۔

(سورۂ نساء آیت ٦٥)

اس کے بعد یہی نہیں کہ تجھے حکم بنائیں بلکہ پھر یہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں یعنی جب تو کوئی فیصلہ کردے تو دل میں بھی کوئی شک نہ آئے۔ زبان تک آجاتا تو بڑی جسارت کی بات ہے دل میں بھی تنگی محسوس نہ کریں دل میں اگر شک آیا تو گئے۔ کوئی آیت سہارا نہیں دے سکتی بلکہ ایسے تسلیم کریں جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے۔ صلوات۔

تو میں عرض کررہا تھا آپ کی خدمت میں کہ شریعت کا جو حکم ہے وہ تو ہر وقت ہے نا! ہم اس لیے ان مقاصد پر اور ان عناوین پر گفتگو کررہے ہیں کہ پیغمبر اسلام کی بعثت کا

مقصد واضح ہوجائے اس لیے کہ اگر بعثت سمجھ میں آئی تو نبوت بھی سمجھ میں آئے گی، نبوت سمجھ میں آئی تو اجر نبوت بھی سمجھ میں آجائے گا۔ سارا جھگڑا اسی بات کا ہے کہ جنہوں نے نبّوت کو نہیں سمجھا وہ اس کے اجر کو کیا سمجھیں گے۔ بھئی مؤدت جو ہے وہ اجر ہے نا نبوت کا تو جب نبوت ہی پر ابھی ایمان کامل نہیں تو اجر رسالت تو نتیجہ ہے نا نبوت کا، اس رسالت کا نتیجہ ہے۔

تو میں عرض کررہا تھا کہ عقیدے یہ قائم کیے گئے کہ پیغمبرؐ اسلام آئے تھے، تشریف لے گئے۔ اب ان کا کوئی رابطہ نہیں۔ لیکن الحمدللہ ہمارے پاکستان میں یہ عقیدہ نہیں ہے پاکستان کی اکثریت کا یہ عقیدہ ہے کہ مصطفیٰؐ کل بھی تھے آج بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے تب ہی تو نظام مصطفیٰؐ کی بات کی جاتی ہے۔ اس لیے کہ اگر معاذ اللہ مصطفیٰؐ نہیں ہیں تو پھر ان کے نظام کا فائدہ کیا؟ یہ نظامِ مصطفیٰؐ کے نعرے بتاتے ہیں کہ حیات ہیں۔

حیات مسلسل ہے، زندگی مسلسل ہے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔ تو میں عرض کررہا تھا کہ یہ ہے ہمارا طریقہ گفتگو۔ لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ آپ یہ کہتے ہیں تو میں اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ دنیا نے کوئی ایسا موقع نہیں چھوڑا۔ ہمارا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہم ۹ ربیع الاوّل کے بعد سے تمام جلسوں میں خود شرکت کرنے جاتے ہیں اور ہر ایک کا عقیدہ بھی سنتے ہیں اور اپنے سوال کا جواب بھی سنتے ہیں اور عقل کا ماتم بھی کرتے ہیں اور ہم سب کچھ خود سننے جاتے ہیں۔ میں خود جاتا ہوں۔ ہم جاتے ہیں گاڑی پہ بیٹھ کر تقاریر سنتے ہیں۔ سوالات بھی سنتے ہیں اور جوابات بھی سنتے ہیں اور جتنی عقلمندی کے وہ جوابات ہوتے ہیں وہ بھی ہم ذہن میں رکھتے ہیں۔

توجہ ہے نا! تو ہم گئے ایک صاحب تقریر فرمارہے تھے۔ بڑے مشہور ہیں بڑی فصیح و بلیغ تقریر فرماتے ہیں وہ کہنے لگے کیا ہے یہ "انا مدينة العلم و علي بابها" اس کے معنی یہ تو نہیں ہیں جو یہ شیعہ کرتے ہیں اس کے معنی یہ تھوڑی ہیں کہ میں شہر علم ہوں اور اس کے دروازہ علیؑ ہیں اس کے معنی تو یہ ہیں کہ "انا مدينة العلم" میں علم کا شہر ہوں

Presented by www.ziaraat.com

''علی بابھا'' اور اس کا دروازہ بڑا ہے اس کے معنی یہ تو نہیں کہ علیؑ دروازہ ہیں اس کے معنی تو یہ ہیں کہ اس کا دروازہ بڑا ہے۔

میں نے اسی وقت کہا تھا شاہ جی سے کہ شاہ جی علیؑ کا بدترین دشمن بھی علیؑ کا نام تو مٹا سکا لیکن علیؑ کے نام کے معنی نہ مٹا سکا رکھا بڑا ہی۔ توجہ ہے نا آپ کی؟ بات تو جب تھی کہ جب علیؑ کے معنی چھوٹا کر دیتے۔ رہا تو پھر بھی علیؑ بڑا ہی نا! وہیں سے مجھے سجدے کرنے پڑے حکمت نبوت کو۔

یا رسول اللہ آپ جانتے تھے کہ ملت کیسے کیسے راستے تلاش کرے گی۔ یعنی جہاں پیغمبرؐ اسلام نے نام لیا وہاں معنی بدل دیئے۔ جہاں صفت بتائی وہاں موصوف بدل دیا۔ یعنی ابھی دھاندلی جاری ہے کہ اگر پیغمبر نے کہیں نام لے لیا علیؑ کا تو علیؑ کے معنی بڑا اور اگر کہیں صفات بتائیں تو کہا یہ علیؑ کی صفت تھوڑی ہے، یہ تو فلاں صاحب کی صفت ہے۔ یعنی جب صفت بتائی تو موصوف بدل دیا تو پیغمبرؐ اسلام نے بھی جنگ خیبر میں فیصلہ کر لیا تھا کہ میں بھی نام نہیں بتاؤں گا اور صفت نہیں صفات بتاؤں گا۔

دیکھوں گا کس کس صفت کو اپنے اپنے مرکز سے ہٹا کر کس کس موصوف کو تلاش کرو گے۔

اس لیے ایک صفت نہیں بتائی فرمایا: لاعطین الرایۃ غدًا رجلا کرا غیر فرار

کل علم عطا کروں گا مرد کو، دوسری صفت کرار کو، تیسری صفت غیر فرار کو، چوتھی صفت محبوبِ خدا کو، پانچویں صفت محبّ خدا کو، چھٹی صفت محبوب رسول کو، ساتویں صفت محبّ رسول کو۔

تو پیغمبرؐ جانتے تھے کہ اگر میں نام لوں گا تو معنی بدلیں گے۔ صفت بتاؤں گا تو موصوف بدلیں گے اس لیے ایسی حدیث بیان فرمائی جہاں ایک صفت نہیں بیان فرمائی سات سات بیان فرمائیں۔ شخصیت ایک صفات سات بتائیں۔ کل کے دن علم عطا کروں گا! رجل کو، کرار کو، غیر فرار کو، محبوب خدا کو، محبّ خدا کو، محبّ رسول کو، کہاں کہاں تک صفت کو کھینچ کر لے جاؤ گے۔

اگر کوئی رجل ہوگا تو کرار نہیں ہوگا، اگر کرار ہوگا تو غیر فرار نہیں ہوگا،

غیر فرار بھی اگر ہوگا تو محبّ خدا کہاں سے لاؤ گے؟

محبّ خدا اگر ہوگا تو محبوب خدا کہاں سے لاؤ گے؟

محبوب خدا اگر ہوگا تو محبوب رسول کہاں سے لاؤ گے؟

محبوب منزل پر آ ہی نہیں سکتا اس لیے کہ کوئی رجل بننے کے قابل نہیں تو کرار کہاں سے بنے گا۔

پھر فرماتے ہیں وہ فصیح و بلیغ صاحب یعنی تاریخ کا آپریشن بھئی ہم جو استدلال کرتے ہیں تو تاریخ کے حوالے دیتے ہیں لیکن ایک آدمی سرے سے ساری تاریخ ہی الٹ دے اب اس کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے نا!

کہا: علیؑ خیبر میں کہاں گئے تھے علیؑ کو گھر میں چھوڑ کر گئے تھے۔ حالانکہ یہ خیبر کا واقعہ ہے ہی نہیں تاریخی اعتبار سے رکے ہیں علیؑ گھر پر، ایک جنگ میں گھر پر رہنے کا حکم دیا پیغمبرؐ نے لیکن خیبر تو نہیں ہے وہ۔ بتاتا میں اس لیے نہیں ہوں کہ کہیں پتا نہ چل جائے انہیں اور وہ کہیں صحیح نہ کر لیں اس کو۔

کہا: علیؑ خیبر میں کہاں گئے تھے علیؑ کو تو گھر پر چھوڑ کر گئے تھے رسول اللہؐ وہ تو جب عورتوں نے طعنے دیئے ہیں۔ علیؑ تم گھر میں بیٹھے تب علیؑ بھاگے ہیں خیبر کی طرف۔ میں نے اسی وقت کہا تھا: مانا کہ علیؑ خیبر میں نہیں گئے، تسلیم کہ علیؑ کو رسولؐ لے کر نہیں گئے، یہ بھی صحیح فرمایا کہ عورتوں نے طعنے دیئے، یہ بھی صحیح فرمایا کہ علیؑ بھاگے ہیں گھر سے خیبر کی طرف لیکن یہ تو جواب دے دو کہ علیؑ گھر سے خیبر کی طرف تو گیا ہے خیبر سے گھر کی طرف تو نہیں بھاگے۔

ٹھیک ہے میں سب کچھ مان لیتا ہوں جواب تو اس وقت دوں جب کوئی تاریخ صحیح ہو اور جسے جنگ تک یاد نہ ہو کہ کون سی جنگ تھی اور جنگ تمہیں یاد رہ بھی نہیں سکتی کیوں کہ جنگ سے تمہارا تعلق کیا ہے؟ تو جواب دینے کی ضرورت کیا ہے کہ نہیں علیؑ گئے تھے

Presented by www.ziaraat.com

فلاں کتاب میں ہے، فلاں روایت میں ہے۔ ضرورت ہی کیا ہے؟ جب سوال ہی غلط ہے۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ علیؑ گھر سے خیبر کی طرف گئے تھے، خیبر سے گھر کی طرف بخیریت تمام تشریف نہیں لائے تھے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ امت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جہاں پیغمبرؐ نے نام لیا وہاں معنی بدل دیا اور جہاں صفت بتائی وہاں موصوف بدل دیا اور اس کی وجہ صرف یہ کہ نبوت سے آشنا نہیں ورنہ قول پیغمبرؐ میں جس کے لیے حکم یہ ہو کہ:

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا (سورۂ حشر آیت ۷)

جو رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔ وہاں جرأت نہیں۔ لیکن جرأت کیوں ہے۔ جرأت اس لیے کہ احترام نہیں۔ اور احترام اس لیے نہیں کہ معرفت نہیں اور معرفت اس لیے نہیں کہ علم نہیں اور علم اس لیے نہیں کہ قسمت میں باب علم نہیں۔

اگر پیغمبرؐ اسلام کی معرفت ہو تو کبھی نہ کہتے کہ کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ ورنہ یہ حدیث، حدیث نہیں حدیث قدسی ہے کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پروردگار تو نے کیوں چاہا؟ کیا تو پہچنوانے کا محتاج تھا؟ مالک تجھے کیا ضرورت تھی پہچنوانے کی؟ تو جواب یہی آئے گا کہ سنت الٰہی بنا دینا چاہتا تھا اپنے اس عمل کو کہ اگر کوئی خزانہ ہو تو پوشیدہ نہیں ہونا چاہیے، اس پر پابندیاں نہیں ہونا چاہئیں، اس کو بیان کیا جانا چاہیے، یا کہیے حق تھا حق نے خود چاہا کہ میں ظاہر ہوں، حبیب میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے تجھے پیدا کر دیا۔

مقصد بعثت پیغمبرؐ کیا تھا اللہ کو پہچنوانا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچنوایا جاؤں تو پروردگار تو اگر چاہتا تو اپنے آپ کو پہچنوا سکتا تھا۔

تو ''انك علی کل شیٔ قدیر'' ہے، تو قدرت کاملہ رکھتا ہے۔

میرے مالک! تجھے اپنی معرفت کے لیے محمدؐ کو کیوں وسیلہ بنانے کی ضرورت پیش

آ گئی؟ تو جواب یہی آئے گا کہ میری قدرت کاملہ محتاج نہیں تھی میں جب چاہتا پہچنوا دیتا اپنے آپ کو لیکن نگاہ مشیت حال کے آئینہ میں مستقبل کے منکرین وسیلہ کے عقیدوں کو دیکھ رہی تھی اس لیے میں نے پہلے ہی قانون بنا دیا کہ: میں اللہ! اگر بندوں تک پہنچنا چاہوں۔ اللہ جو ''علی کل شئی قدیر'' ہے۔ وہ اگر بندوں تک پہنچنا چاہے تو محمدؐ کو وسیلہ بنائے یعنی وہ جو محتاج نہیں ہے پہنچنے کا، وہ جو محتاج نہیں ہے کسی کو وسیلہ بنانے کا، وہ جو محتاج نہیں ہے پہچنوانے کا وہ اگر بندوں تک آنا چاہے تو محمدؐ کو وسیلہ بنائے اور یہ گناہگار بندے اگر خدا تک پہنچنا چاہیں تو بغیر وسیلے ہی کے چلے جائیں؟

مقصد بعثت کیا تھا معرفت الٰہی، کہ اللہ کی پہچان ہو۔ کیا کہنے میرے نبی معظمؐ کے جو اللہ کی معرفت کا وسیلہ ہے۔ ساری کائنات کی نعمتیں قربان اس دانائے سبل پر، اول پر، اس گنتی کے پہلے عدد پر، اس وجہ تکوین کائنات، اس علت غائی ممکنات پر، اس مقصد تخلیق شش جہات پر، اس یٰسین پر، اس طٰہٰ پر، اس مزمل، اس مدثر پر، اس حبیب رب العالمین پر، اس شفیع المذنبین پر، اس رحمۃ اللعالمین پر، اس احمد مجتبیٰ پر، محمد مصطفیٰ پر۔ صلوات۔

ساری کائنات کی فضیلیں قربان اس ختمی مرتبت پر جس کے ذریعہ سے اللہ اپنا تعارف کرائے وہ اللہ اگر اپنا تعارف پیش کرے تو محمدؐ کو وسیلہ بنائے۔ تو کتنی عظیم المرتبت یہ ہستی ہوگی جس کے ذریعہ سے اللہ کا تعارف ہو رہا ہے بہت بڑی ہستی۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کوئی بحث نہیں۔ زبانیں گنگ ہیں، فصاحت و بلاغت کے ہونٹوں پر تالے لگے ہوئے ہیں، دنیا حیران ہے پریشان ہے کہ۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
فرش والے تری رفعت کا علو کیا جانیں
خسرو عرش پر اڑتا ہے پھریرا تیرا

Presented by www.ziaraat.com

گردل دریا عطاید موج بر گردوں زند
زچہ گردوں وراں گرداں نماید ہم سخن

اے میرے مولا! اگر تیرے فضائل کا دریا آسمان پر موجیں مارنے لگے تو یہ آسمان کا طویل شامیانہ تیرے فضائل کے دریا میں ایک تنکے کی طرح تیرتا ہوا نظر آئے۔ وہ نبی جس کے لیے شعراء کی زبانیں گنگ، اسکالرس کے دل و دماغ پر تالے پڑے ہوئے۔ بقول جوشؔ ملیح آبادی کے کہ جس نے قیامت کا شعر کہہ دیا ہے اور نبوت کی اس سے بڑی تعریف اور مقصد بعثت کی اس سے بڑی وضاحت جیسی جوشؔ ملیح آبادی نے کی ہے کائنات کا شاید ہی کوئی شاعر کر سکے کہ اے نبی:

اس قدر عجلت میں تو روئے زمیں پر چھا گیا

نوحؑ کو نو سو برس تبلیغ کے ملے۔ دیگر انبیا کو ڈھائی ڈھائی سو، تین تین سو، دو دو سو برس کی تبلیغات کا موقع ملا۔ میرے نبی کو تو صرف تیئیس ۲۳ برس ملے سارے انبیا محدود ہو کر رہ گئے، سارے انبیاء کی نبوتیں محدود ہو کر رہ گئیں۔ آدمؑ سے لے کر اسحاقؑ کے سلسلہ سے عیسیٰؑ تک اور ادھر اسماعیلؑ تک جتنے انبیاء جلیل القدر ہیں سب پر ہمارا ایمان۔ سب نے حق بعثت ادا کیا، سب نے حق نبوت و تبلیغ ادا کیا۔ لیکن دین مکمل نہیں ہوا۔

کئی کئی سو برس تک تبلیغیں کرتے رہے، دین نامکمل رہا، نعمتیں تمام نہیں ہوئیں، اللہ راضی نہیں ہوا، نبیوں سے نہیں امت سے وہ راضی نہیں ہوا۔ نبیوں سے وہ راضی ہے۔ کیا کہنا تیئیس ۲۳ برس کے قلیل عرصے میں میرے نبی نے جو کارنامہ انجام دیا۔ اس پر جوشؔ کہتے ہیں اور قیامت کا شعر کہہ دیا جوشؔ نے اور لوگ کہتے ہیں کہ جوشؔ رسول کو نہیں مانتا۔ غلط ہے اپنی اپنی نظر ہے کہ کوئی کس کے ذریعہ کس کو مانتا ہے بات تو وسیلہ کی ہے نا! تو جوشؔ کہتا ہے۔

اس قدر عجلت میں تو روئے زمیں پر چھا گیا
فلسفی چکرا گئے تاریخ کو غش آ گیا

آؤ ہم بتائیں سیرت النبی کیا ہے۔ ابوہریرہ کی پوٹلی سے روایتوں کی غلاظتیں نکالنے والو! تم کیا جانو کہ مقام نبوت کیا ہے۔ تم کیا جانو کہ سیرت النبیؐ کیا ہے۔ تم کیا جانو کہ عظمت پیغمبر کیا ہے۔ ہم سے پوچھو حسینؑ کی مجلسوں میں آؤ ہم بتائیں کہ سیرت النبی کیا ہے۔

آج تک کائنات حیران ہے کہ کیا مدبّر اعظم تھا۔ ایک عظیم انسان تھا کہ جس کے ذریعے اللہ اپنا تعارف کرائے۔ وہ محتاج نہیں ہے کسی کو ذریعہ بنانے کا۔ ایسا نبیؐ ہے نا! وجد کرو گے موالیان حیدر کرار! ایسا نبی ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے اللہ اپنا تعارف کراتا ہے۔ تو آجاؤ فاطمہؑ کے گھر میں۔ پوچھو جناب ام المومنین ام سلمہؓ سے۔ دیکھو رسول کو چادر اوڑھے ہوئے رسولؐ لیٹے ہوئے ہیں۔

حسنؑ آتے ہیں۔ ماں سے کہتے ہیں: نانا کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ جاؤ بیٹا۔ نانا سے جا کے کہتے ہیں: نانا اجازت ہے؟ آجاؤ...... حسین آئے، علیؑ آئے آقا اجازت ہے؟

آجاؤ بھائی! فاطمہؑ آئیں: بابا اجازت ہے؟ آجاؤ۔ مختصر کیا۔ واقعہ آپ کا سنا ہوا ہے۔ جب یہ سب آ گئے تو جناب ام سلمہؓ جیسی نیک، اطاعت گزار، عبادت گزار ام المومنین کہتی ہیں: اجازت ہے۔ آواز آئی: انتِ علی الخیر ام سلمہؓ تم خیر پر ہو مگر چادر میں نہیں آ سکتیں۔

یارسول اللہ بس کہہ دیتے کہ تم چادر میں نہیں آ سکتیں۔ یہ انت علی الخیر کہنے کی کیا ضرورت تھی بس کہہ دیتے چادر میں نہیں آ سکتیں۔ پنجتن کے علاوہ نہیں آ سکتا کوئی۔ آپ کہہ دیتے وہ نیک بی بی تھیں رک جاتیں وہیں۔ وہ تو نیک بی بی تھی؟ وہ کوئی ضدی تو نہیں تھی، وہ ادب شناسِ رسالت تھی۔ وہ جانتی تھی کہ رسالت کی بارگاہ میں نظریں اٹھانا بھی جسارت ہے، زبان کھولنا تو بڑی بات ہے۔

حضور آپ کی اتنی نیک بی بی۔ کہہ دیتے: کہ تم نہیں آ سکتیں۔ یہ انتِ علی الخیر

Presented by www.ziaraat.com

کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر رسول کا کوئی لفظ خالی از حکمت نہیں ہوا کرتا میں نے جب کہا ہے ام سلمہؓ کو کہ تم خیر پر ہو مگر چادر میں نہیں آسکتیں تو بتانا صرف یہ چاہتا تھا آنے والے مؤرخوں کو کہ دیکھو میری وہ زوجہ جسے میں اپنی زندگی میں خیر پر ہونے کی سند دے رہا ہوں جب وہ اہلبیتؑ میں نہیں آسکتی تو جن کے لیے کوئی سند ہی نہ ہو۔ صلوات۔

کہا: یا رسولؐ اللہ میں آجاؤں۔ کہا: تم خیر پر ہو اور جب یہ سب آگئے۔ اگر آپ کے ذہن میں ہے کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اے محمدؐ میں نے تجھے پیدا کیا۔ یعنی اللہ جب اپنا تعارف پیش کرنا چاہتا ہے تو محمدؐ کے ذریعہ سے۔ کیا کہنا اس عظیم المرتبت نبی کا! میں فضائل ابھی بیان کر چکا ہوں مقام نبوت کے۔

اللہ نے تعارف اپنا چاہا تو پیغمبرؐ اسلام کے ذریعہ سے کرایا اور جب یہ آگئے چادر میں تو اللہ نے درود وسلام پڑھنا شروع کیا۔ اللہ نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو محمدؐ کے ذریعہ سے۔ اب جب یہ آگئے تو ان پنجتن کی مدح وثنا عرش پر شروع کی تو فرشتوں نے پوچھا: پروردگار یہ آج کون جمع ہوگئے چادر میں، آج تو کن پر درود وسلام کی رحمتیں کر رہا ہے؟ تو آواز آئی: هُم فاطمة و ابوها وبعلها و بنوها

اس چادر میں فاطمہؑ ہے، فاطمہؑ کا باپؐ ہے، فاطمہؑ کا شوہرؑ ہے، فاطمہؑ کے بچےؑ ہیں۔

نام صرف ''ایک کا'' لیا ہوتا! طریقہ کیا ہے تعارف کا؟ بڑے سے چھوٹے کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہا جائے گا یہ محمد علی کے باپ ہیں بلکہ یہ کہا جائے گا کہ یہ میرا بیٹا ہے چھوٹے کے ذریعہ سے بڑے کا تعارف کبھی نہیں ہوا کرتا اور پہلا تو مرکز رسالت موجود ہے حدیث کو ایسے آنا چاہیے تھا تا کہ:

اس میں رسولؐ ہے، رسولؐ کی بیٹی ہے، رسولؐ کا بھائی ہے، رسولؐ کے بیٹے ہیں۔

لیکن حدیث یوں نہیں آئی حدیث یوں آئی ہے۔

"هم فاطمة" اس میں فاطمہؑ ہیں، فاطمہؑ کا باپ ہے۔ فاطمہؑ کے ذریعہ سے باپ کا بھی تعارف، بیٹوں کا بھی تعارف، شوہر کا بھی تعارف، عظمت فاطمہؑ پر ساری کائنات

قربان کہ اللہ جب اپنا تعارف کرائے تو محمدؐ کے ذریعہ سے اور جب محمدؐ کا تعارف کرائے تو فاطمہؑ کے ذریعہ سے۔ صلوات۔

یہ ہے مقام سیّدہ۔ مطلب کیا تھا کہ عظمت سیّدہ سب کی سمجھ میں آئے۔ اللہ جب اپنا تعارف پیش کرے تو نبوت کو ذریعہ بنائے اور نبوت کے تعارف کی جب ضرورت ہو تو فاطمہ زہراؑ کے ذریعہ سے تعارف۔ ہے کوئی کائنات میں ایسی ماں؟ ہے کوئی کائنات میں ایسی عصمت وطہارت کی ملکہ کہ جس کے ذریعہ سے ایک ہی وقت میں رسالت کا تعارف ہو رہا ہے، امامت کا بھی تعارف ہو رہا ہے ولایت کا بھی تعارف ہو رہا ہے۔ یعنی اب مرکز فاطمہؑ ہیں، قیامت تک مسلمانو!

اب مرکزِ تعارف فاطمہؑ ہیں۔ اب کوئی نبی والا ہو یا امام والا ہو ہر ایک کو اس مرکز سے رجوع کرنا پڑے گا۔ نبوت تک جانا چاہتے ہو تو فاطمہؑ کے ذریعہ سے، امامت تک جانا چاہتے ہو تو فاطمہؑ کے ذریعہ سے، ولایت تک جانا چاہتے ہو تو فاطمہؑ کے ذریعہ سے۔ صلوات۔

حسینؑ آئے اجازت لے کر گئے چادر میں، حسنؑ آئے پہلے اجازت مانگی پھر گئے، علیؑ آئے پہلے اجازت مانگی۔ چادر کا کونا پکڑ کے کہتے ہیں کہ کیا میں بھی آپ کے ساتھ آسکتا ہوں؟ اجازت مانگی ہے۔ وہ جبرئیلؑ جو ۲۳ برس میں ۲۱ ہزار مرتبہ پیغمبرِؐ اسلام پر نازل ہوئے اور کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ جبرئیلؑ نے نازل ہونے سے پہلے کبھی اجازت لی ہو۔ آج اجازت لے رہا ہے۔ کبھی اجازت لے کر نہیں آئے جب حکم ہوا نازل ہوگئے آج جبرئیلؑ بھی اجازت لے کر آرہے ہیں۔

نہیں وہ حسینؑ! جو سجدہ میں بغیر اجازت کے پشت رسالت پر سوار ہو جائے، جسے سجدے میں اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ رسولؐ سجدے میں ہیں اور حسینؑ پشت پہ ہیں۔ کیا اجازت لے کر کمر پہ چڑھے تھے؟ نہیں بغیر اجازت۔ جس حسینؑ کا عالم یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہو رہے ہیں اگر دامن میں پیر پھنس گیا اور حسینؑ گر گئے تو رسول خطبہ منقطع

Presented by www.ziaraat.com

کر کے منبر سے نیچے آئے، حسینؑ کو اٹھایا، گود میں بٹھایا، منبر پر گئے پھر خطبہ شروع کیا۔

اس حسینؑ کا عالم یہ ہے کہ پُشت رسالت پر ہے حسینؑ۔ پیغمبرؐ اٹھنا چاہتے ہیں جبرئیلؑ شانہ پکڑ لیتے ہیں طول دو طول دو سجدے کو اور دنیا کہتی ہے کہ پیغمبر نے ۷۲ مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ'' کہا۔

یعنی حسینؑ پُشت پر ہے اور رسول کہہ رہے ہیں

''سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ۔''

دوستو! یہ جو دنیا کہتی ہے کہ سجدہ اللہ کے لیے، نماز اللہ کے لیے، اگر کسی غیر اللہ کا تصور نماز میں آجائے تو نماز باطل۔ مجھے بتاؤ اب جو حسینؑ پُشت رسالت پر ہے اور رسولؐ جو یہ طول دے رہے ہیں تو کیا رسولؐ کے ذہن میں یہ نہیں ہے کہ حسینؑ پُشت پہ ہے؟ صلوات

بہتر (۷۲) مرتبہ کہا ہے رسولؐ نے۔ ۷۲ مرتبہ کہنے کے بعد سر اٹھایا۔ طویل ترین سجدہ ۷۲ مرتبہ کے بعد سر اٹھایا۔ نانا ہو تو ایسا نواسہ ہو تو ایسا۔ اسی دن قسم کھالی نانا آپ نے تو سجدہ سے سر اٹھالیا تھا نا۔ نانا آپ نے تو سجدہ سے سر اٹھالیا تھا نا میں تو ایسا سر جھکاؤں گا کہ شمر اٹھا کر لے جائے تو لے جائے میں سر نہیں اٹھاؤں گا۔

وہ حسینؑ کہ جو سجدے کے عالم میں بھی رسولؐ سے اجازت لینا ضروری نہیں سمجھتے وہ چادر میں آنے کے لیے کہہ رہے ہیں کہ نانا آ جاؤں۔ بتانا یہ تھا کہ آج رسولؐ کسی کو اپنی قرابت داری کی وجہ سے نہیں بلا رہے، اپنی محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ آج جس جس کو حکم ہو رہا ہے وہ چادر میں آ رہا ہے۔ اس کے بعد سب سے زیادہ رنج جس کو ہوا وہ خاتون جنّت ہے۔

مسلمانوں کی تاریخوں نے یہ لکھا ہے کہ اس آیہ تطہیر کے نزول کے بعد چھ مہینہ تک نماز فجر سے پہلے رسولؐ مسلسل درفاطمہؑ پر آ کر سلام کیا کرتے تھے۔ تو سنّت رسولؐ کیا ہوئی کہ اپنی صبح کا آغاز سلام فاطمہؑ سے کیا کرو۔

دوستو! مجھے بتاؤ کہ فاطمہؑ کے کلیجہ پر کیا گزری ہوگی جب اسی دروازے پر اس نے

لکڑیاں دیکھی ہوں گی جس دروازے پر رسالت کھڑی رہی۔ فاطمہؑ کے کلیجہ پر کیا گزری ہوگی جب اس پر لوگ لکڑیاں لے کر آئے ہوں گے۔ میں اپنی پوری تحقیقی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ شکیل امانی نے تو یہ کہا کہ آگ لگائی نہیں دھمکی دی تھی۔ اچھا چلو یہ ہی مان لیتا ہوں کسے دی تھی دھمکی۔ دھمکی اور فاطمہؑ کو! ؟ کسے دھمکی دی تھی کیا فاطمہؑ دھمکی کے قابل تھی؟

تاریخ بتاتی ہے کہ دھمکی نہیں دی۔ مدینے کے لوگوں نے آگ کے شعلے در فاطمہؑ پر دیکھے اور یہ وہ مقام ہے ہمیشہ جب کوئی آتا تھا تو فضّہ پوچھنے آتی تھی۔ آج خاتون جنّت خود در پر آ کر پوچھتی ہے: کیا چاہتے ہو؟

کہنے والا کہتا ہے کہ علیؑ کو باہر نکالو ورنہ گھر کو آگ لگا دوں گا۔

جناب خاتون جنّت نے نام لے کر کہا کہ: اے فلاں کے بیٹے تو اس گھر کو آگ لگا دے گا؟ ارے اس میں رسول کے نواسے ہیں، اس میں رسول کا بھائی ہے، اس میں رسول کی بیٹی ہے۔

جواب آیا: مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ ساتھی جو باہر آئے تھے انہوں نے کہا کہ: نہیں آگ نہ لگاؤ۔ کہا کہ: نہیں مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے اور یہ کہہ کر ایک مرتبہ ٹھوکر دروازے پر ماری۔ پردہ دار خاتون جب دروازے کے پیچھے سے سوال کیا کرتی ہے تو دروازے اور دیوار کے درمیان میں ہوا کرتی ہے۔ آگے دروازہ پیچھے دیوار درمیان میں خاتون جنت کھڑی ہوئی سوال کر رہی تھی۔ دروازے پر جو ٹھوکر ماری دروازہ بی بی کے جسم پر گرا۔ بی بی دیوار اور دروازے کے بیچ میں آ گئی۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ شیعو تم روتے کیوں ہو؟ ارے یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ شیعو تم مر کیوں نہیں جاتے؟

Presented by www.ziaraat.com

مجلس ہفتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! میں آپ حضرات کی توجہات پر اور ذوق سماعت پر آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ جوق در جوق محفل شاہ خراسان میں عشرۂ ثانی کی تقاریر سماعت فرمانے کے لیے تشریف لا رہے ہیں اور اس عشرۂ ثانی میں جو بات ہم اذہان ملت تک پہنچانا چاہتے ہیں وہ یہ کہ مقاصد ہدایت کو سمجھے بغیر قبول دین کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جب تک ہدایت سمجھ میں نہیں آئے گی اور منصب ہدایت کو واضح نہیں کیا جائے گا اس وقت تک صحیح معنی میں صحیح اسلامی معاشرے کا تصور ناممکن رہے گا۔ اسلام ایک ازلی اور ابدی دین ہے جو کسی فرقے یا گروہ کے لیے نہیں بلکہ انسانیت کے لیے فلاح و صلاح کا راستہ متعین کرتا ہے۔

یہ دین کامل بھی ہے اکمل بھی ہے۔ اس دین پر نعمتیں تمام بھی ہوئیں تو ظاہر ہے کہ

جس دین میں عرب اور عجم سے خطاب نہیں کیا گیا بلکہ انسانیت سے خطاب کیا، آدمیت سے مخاطب ہوا ہے یہ دین تو پھر اس کے قوانین اور اس کا منصب ہدایت بھی مکہ اور مدینہ تک محدود نہیں ہوگا بلکہ اس کی ہدایت بھی ساری کائنات کے لیے ہوگی۔ تو یہ منزل فکر ہے کہ جسے ہم ان مجالس میں واضح کرنا چاہ رہے ہیں کہ آخر پیغمبر اسلامؐ یا ان سے قبل جس قدر بھی انبیاء تشریف لائے سب پر مسلمانوں کو ایمان رکھنا ہے۔ حالانکہ مسلمان ان انبیاء پر ایمان رکھنے کے باوجود ان کی شریعت پر چلنے کے پابند نہیں ہیں یعنی ہم اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی شریعت پر چلیں۔ لیکن تمام انبیاء پر ایمان لانا ہمارے ایمان کا جز ہے۔

کسی مسلمان کا کلمۂ ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ انبیاء ماسبق پر ایمان نہ لایا جائے۔ حالانکہ ان کی شریعت پر ہم چلنے کے پابند نہیں۔ تو معلوم یہ ہوا کہ جو اللہ کی طرف سے ہادی بن کر آئے کوئی اس کی شریعت پر چلے یا نہ چلے لیکن اس پر ایمان لانا ہر ایک کا فرض ہے۔

یعنی اصول اسلام یہ قرار پایا مسلمانوں کے لیے کہ جو اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہو، جو منصوص من اللہ ہو، اس کی شریعت کو آپ تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن اس پر ایمان لانا ضروری ہوگا، چونکہ وہ اللہ کی طرف سے آیا ہے اور یاد رکھیے کہ جو اللہ کی طرف سے آتا ہے اسے منوانے کی ذمہ داری بھی اللہ پر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اگر اس کے منتخب کردہ کا کوئی انکار کردے تو اس کی توہین نہیں ہے بلکہ بات ذات احدیت تک پہنچتی ہے اس لیے کہ منتخب اس نے کیا ہے منوانا بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔

تو جس قدر بھی انبیاء آئے ان پر تمام مسلمانوں کا ایمان ہے اور میں نے غالباً دوسری یا تیسری مجلس میں عرض کیا تھا کہ آدمؑ جس طریقۂ انتخاب کے نتیجہ میں منتخب ہوئے وہ طریقہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، اس میں کوئی تغیر نہیں آئے گا۔ تو آدمؑ منتخب ہوئے علم کی بنیاد پر اور قیامت تک ہدایت میں علم جائے گا،

Presented by www.ziaraat.com

اجماع نہیں جائے گا۔ قیامت تک علم بنیاد ہدایت ہوگا۔

ہادی اب جو بھی آئے گا عالم ہوگا جاہل نہیں ہوگا۔ ہادی جو بھی آئے گا وہ معصوم ہوگا غیر معصوم نہیں ہوگا۔ ہادی جو بھی آئے گا وہ منصوص من اللہ ہوگا، بندوں کے انتخاب کا نتیجہ نہیں ہوگا۔ ہادی جو بھی آئے گا وہ من جانب اللہ ہوگا بندوں کے اجماع وشوریٰ کا نتیجہ نہیں ہوگا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اللہ کی طرف سے جو منتخب ہو کر آئے اسے دنیا میں آ کر دنیوی اقتدار بھی حاصل ہو یہ ضروری نہیں۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں صرف چند نبیؑ ہیں جنہیں دنیاوی وجاہت نصیب ہوئی، دنیاوی سلطنت جنہیں میسر آئی۔ چند انبیاء لیکن آپ دیکھیں گے ہدایت ان کی باقی رہی حکومت کسی کے پاس نہیں رہی۔ ارشاد ہوا:

واذ ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلك للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی الظالمین۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۴)

اللہ نے ابراہیمؑ کا امتحان لیا اور جب کلمات کے امتحان میں وہ کامیاب ہوگئے اب ارشاد ہوا کہ: انی جاعلك للناس اماما

ہم تمہیں ناس کا امام مقرر کرتے ہیں یعنی آپ یہ دیکھیں کہ نبوت و امامت کے طریقۂ انتخاب میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جب نبی کا انتخاب ہوا تو:

انی جاعل فی الارض خلیفه میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں۔

لیکن جب امام کا اعلان ہوا تو: انی جاعلك للناس اماما

ہم تمہیں ناس کے لیے امام مقرر کرنے والے ہیں۔

تو معلوم یہ ہوا کہ امامت بھی من جانب اللہ ہے، نبوت بھی من جانب اللہ ہے اور چونکہ ابھی نبوت ختم نہیں ہوئی تو پھر نبوت کے ساتھ ساتھ امامت آ رہی ہے ابراہیمؑ نبی بھی ہیں۔

تو پھر امام بننے کی کیا ضرورت؟ ابراہیمؑ تو عبد بھی ہیں، نبی بھی ہیں، رسول بھی ہیں، خلیل بھی ہیں۔ اتنے مدارج پر ابراہیمؑ فائز ہیں۔ اور عبدیت، نبوت، رسالت اور خلت کے مدارج طے کرنے کے بعد ابراہیمؑ کا امتحان لیا جاتا ہے۔ یعنی عبد بنا دیا بغیر امتحان کے، نبی بنا دیا بغیر امتحان کے، رسول بنا دیا بغیر امتحان کے، خلت کی منزل پر فائز کر دیا بغیر امتحان کے لیکن جب امامت کا عہدہ تفویض کرنے کا مرحلہ آیا تو اب امتحان لیا گیا۔

تو معلوم یہ ہوا کہ عبدیت، نبوت، رسالت اور خلت بغیر امتحان کے میسر آ جاتی ہے لیکن امامت وہ مرتبہ ہے جو امتحان کے بغیر میسر نہیں ہوتا۔ صلوات۔

منصب امامت وہ جلیل القدر منصب ہے، جس پر بغیر امتحان کے کوئی فائز ہو ہی نہیں سکتا۔ تو تاریخ کے ورق الٹتے جائیے۔ دیکھیے کہ کس کس نے امتحان دیا اور کون کون کامیاب ہوا تو جب نہ کسی امتحان میں کامیاب ہوئے اور نہ کسی میدان میں ٹھہرے، نہ کسی مشکل میں ساتھ دیا تو پھر امامت کیسی؟ جب ابراہیمؑ جیسے نبی کو امتحان سے گزرنا پڑتا ہے، امامت کے لیے ابراہیمؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر کو جب امتحان کے مرحلوں سے گزرنا پڑے تو ظاہر ہے کہ امت بغیر کسی امتحان کے، صرف اکثریت کی بنیاد پر، صرف شوریٰ کی بنیاد پر؟! ابراہیمؑ کو امام مقرر کیا۔

اب آپ دیکھیں کہ ابراہیمؑ ہیں اپنے وقت کے امام لیکن حکومت ابراہیمؑ کے پاس نہیں ہے۔ حکومت نمرود کے ساتھ ہے، اقتدار نمرود کے ساتھ ہے، جاہ و جلال نمرود کے ساتھ ہے۔ حکومت نمرود کے پاس ہے، امامت ابراہیمؑ کے پاس ہے، تو اب یہ سوال ہی غلط ہوگیا کہ اگر امام تھے تو حق حکومت کیوں نہیں دکھلایا۔ اگر نمرود کی حکومت میں ابراہیمؑ کی امامت پر کوئی فرق نہیں آتا تو کسی اور کی حکومت میں علیؑ کی امامت پر کیسے فرق آئے گا۔ صلوات۔

امامت تو ابراہیمؑ کی ہے، حکومت نمرود کی ہے۔ امامت تو موسیٰؑ کی ہے، حکومت

Presented by www.ziaraat.com

فرعون کی ہے۔ امامت و ہدایت تو پیغمبر ختمی مرتبتؐ کی ہے، حکومت ابوجہل کی ہو یا ابولہب کی ہو امامت تو علیؑ کی ہے۔ منصب امامت پر حکومت کے ہونے نہ ہونے کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس لیے کہ امام حکومت واقتدار کا محتاج نہیں ہوتا۔ امام کو حکومت کی کیا ضرورت ہے؟ جب امام کے لیے کہہ دیا: کل شئٍ احصیناہ فی امام مبین

کائنات کی ہر شے دائرۂ اقتدارِ امامت میں ہے۔ کوئی شئے امامت کے اقتدار کے باہر نہیں ہے تو جو بھی شئے ہے وہ دائرۂ اقتدار امامت میں ہے، امامت سے باہر نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ امام من جانب اللہ ہوتا ہے اور یہ ہدایت کا سلسلہ قیامت تک ہے۔ اصل میں بدقسمتی یہ ہوئی ملت مسلمہ کی کہ اس نے نہ خلافت کے منصب کے معنی سمجھے نہ امامت کے معنی سمجھے۔ نہ خلافت کے معنی سمجھے نہ ولایت کے معنی سمجھے اور یاد رکھیے عزیزان گرامی! جب کسی لفظ کو جسے قدرت استعمال کرے اس پر بندے اپنا حق تصرف جتانے لگیں تو وہ لفظ اپنے معنی کھودیتا ہے۔ جب کسی لفظ کو قدرت استعمال کرے اور بندے اس کا ناجائز تصرف کرنے لگیں تو وہ لفظ اپنے معنی کھودیتا ہے، معنی بدل دیتا، یعنی لفظ کو اگر مرکز سے ہٹا دیجیے تو اب قہر خداوندی یہ ہے کہ ہم اس کے معنی بدل دیں گے۔

میں بات کو مثالاً واضح کروں تو واضح ہوگی۔ جب لفظ خلیفہ اللہ نے استعمال کیا واذقال ربك للملائكة انی جاعل فی الارض خلیفہ، (سورۂ البقرہ آیت ۳۰)

جب اللہ نے خلیفہ بنایا تو یہ لفظ خلیفہ اتنا برگزیدہ قرار پایا کہ فرشتوں نے گردنیں جھکائیں اس خلیفہ کے سامنے، یعنی اللہ نے جب استعمال کیا اس لفظ کو جب یہ لفظ خلیفہ ذات واجب نے استعمال کیا مسجود ملائک قرار پایا اور اس کا منکر ابلیس قرار پایا۔

لیکن بندوں نے جب اس لفظ خلیفہ کو اس کے مرکز سے ہٹا کر اپنے جیسے لوگوں پر استعمال کرنا شروع کیا تو اللہ نے بھی یہ فیصلہ کرلیا کہ اچھا ہمارے لفظ کا ناجائز تصرف تم کرو گے؟! بناؤ تم ہمارے علاوہ خلیفہ جب ہم خلیفہ بنائیں گے تو ہمارا بنایا ہوا خلیفۃ اللہ مسجود ملائک قرار پائے گا اور جب بندوں نے خلیفۃ اللہ بنانا چاہا، جب لفظ خلیفہ کا استعمال

کرنا چاہا تو اس لفظ نے اپنے معنی بدل دیے۔

ہدایت وہ ہی کرے گا جسے وہ مقرر فرمائے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک لفظ اپنے مرکز سے گرتا گرتا کس منزل پر آیا۔ انحطاط دیکھیں کہ کتنی تیزی سے انحطاط کے مرحلے طے کیے۔ منزل اول پر اتنا بلند کہ مسجود ملائک اور اس کا منکر ابلیس اور دیکھتے چلے جائیں آپ لفظ امام جب ذات واجب نے امام بنایا تو ''انی جاعلك للناس اماما''

جب ذات واجب نے امام بنایا تو ''کل شئٍ احصیناہ فی امام مبین''

جب ذات واجب نے امام بنایا تو ''یوم ندعوا کل اناس بامامھم''

یعنی ذات واجب جب امام بنائے تو اس امام کی شان یہ ہوتی ہے کہ اس کا اٹھنا عبادت، بیٹھنا عبادت، جاگنا عبادت، سونا عبادت، چلنا عبادت، پھرنا عبادت، جنگ کرنا عبادت، بت شکنی عبادت، زندگی عبادت، شہادت عبادت، صبر عبادت، صلح عبادت، جنگ عبادت، میرے دونوں نواسے امام ہیں صلح کر کے بیٹھ جائیں یا کھڑے ہوکر جنگ کریں۔

جب ذات واجب نے منصب امامت کا تعارف کرایا تو امامت خلیل جیسے جلیل کے حصہ میں آئی اور جب بندوں نے امام بنانے شروع کیے تو غزل کا امام، امام المتغزلین میر تقی میرؔ، مرزا غالبؔ، فلسفہ کا امام، حدیث کا امام، روایت کا امام، تاریخ کا امام، علمِ صَرف کا امام، امام بنانے کی حد ہوگئی۔ جمعہ کا امام، جمعرات کا امام، کعبہ کا امام، مسجد کا امام، بدھ کا امام۔

کعبہ کا امام اور ہے مسجد کا امام اور ہے۔ توجہ فرمائیں یعنی ہمارے یہاں تو الحمدللہ آتے رہتے ہیں نا۔ کبھی امام کعبہ آتے ہیں، کبھی امام مسجد آتے ہیں۔ کعبہ کا امام اور ہے مسجد کا امام اور ہے۔ دو ہیں، یہی تو فرق ہے ہماری اور تمہاری امامت میں کہ تم جو امام بناؤ گے تو کعبہ کا اور ہوگا مسجد کا اور ہوگا۔ ہمارا جو امام ہوگا وہی کعبہ کا امام ہوگا وہی مسجد کا امام ہوگا، دنیا نے جب امام بنائے تو اس منزل پر آئے امام کعبہ اور امامِ مسجد۔

آپ نے دیکھا کہ امامت جب قران میں آئی تو اس منزل پر اور جب چودہ سو

Presented by www.ziaraat.com

فرعون کی ہے۔ امامتؑ و ہدایت تو پیغمبر ختمی مرتبتؐ کی ہے، حکومت ابوجہل کی ہو یا ابولہب کی ہو امامت تو علیؑ کی ہے۔ منصب امامت پر حکومت کے ہونے نہ ہونے کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس لیے کہ امام حکومت واقتدار کا محتاج نہیں ہوتا۔ امام کو حکومت کی کیا ضرورت ہے؟ جب امام کے لیے کہہ دیا: كل شئ احصيناه في امام مبين

کائنات کی ہر شے دائرۂ اقتدارِ امامت میں ہے۔ کوئی شئے امامت کے اقتدار کے باہر نہیں ہے تو جو بھی شئے ہے وہ دائرۂ اقتدار امامت میں ہے، امامت سے باہر نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ امام من جانب اللہ ہوتا ہے اور یہ ہدایت کا سلسلہ قیامت تک ہے۔ اصل میں بدقسمتی یہ ہوئی ملت مسلمہ کی کہ اس نے نہ خلافت کے منصب کے معنی سمجھے نہ امامت کے معنیٰ سمجھے۔ نہ خلافت کے معنیٰ سمجھے نہ ولایت کے معنی سمجھے اور یاد رکھیے عزیزان گرامی! جب کسی لفظ کو جسے قدرت استعمال کرے اس پر بندے اپنا حق تصرف جتانے لگیں تو وہ لفظ اپنے معنی کھو دیتا ہے۔ جب کسی لفظ کو قدرت استعمال کرے اور بندے اس کا ناجائز تصرف کرنے لگیں تو وہ لفظ اپنے معنی کھو دیتا ہے، معنی بدل دیتا، یعنی لفظ کو اگر مرکز سے ہٹا دیجیے تو اب قہر خداوندی یہ ہے کہ ہم اس کے معنی بدل دیں گے۔

میں بات کو مثالاً واضح کروں تو واضح ہوگی۔ جب لفظ خلیفہ اللہ نے استعمال کیا واذقال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض خليفه، (سورۃ البقرہ آیت ۳۰)

جب اللہ نے خلیفہ بنایا تو یہ لفظ خلیفہ اتنا برگزیدہ قرار پایا کہ فرشتوں نے گردنیں جھکائیں اس خلیفہ کے سامنے، یعنی اللہ نے جب استعمال کیا اس لفظ کو جب یہ لفظ خلیفہ ذات واجب نے استعمال کیا مسجود ملائک قرار پایا اور اس کا مُنکر ابلیس قرار پایا۔

لیکن بندوں نے جب اس لفظ خلیفہ کو اس کے مرکز سے ہٹا کر اپنے جیسے لوگوں پر استعمال کرنا شروع کیا تو اللہ نے بھی یہ فیصلہ کرلیا کہ اچھا ہمارے لفظ کا ناجائز تصرف تم کرو گے؟! بناؤ تم ہمارے علاوہ خلیفہ جب ہم خلیفہ بنائیں گے تو ہمارا بنایا ہوا خلیفۃ اللہ مسجود ملائک قرار پائے گا اور جب بندوں نے خلیفۃ اللہ بنانا چاہا، جب لفظ خلیفہ کا استعمال

کرنا چاہا تو اس لفظ نے اپنے معنی بدل دیے۔

ہدایت وہ ہی کرے گا جسے وہ مقرر فرمائے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک لفظ اپنے مرکز سے گرتا گرتا کس منزل پر آیا۔ انحطاط دیکھیں کہ کتنی تیزی سے انحطاط کے مرحلے طے کیے۔ منزل اول پر اتنا بلند کہ مسجود ملائک اور اس کا مُنکر ابلیس اور دیکھتے چلے جائیں آپ لفظ امام جب ذات واجب نے امام بنایا تو ''انى جاعلك للناس اماما''

جب ذات واجب نے امام بنایا تو ''كل شئ احصيناه في امام مبين''

جب ذات واجب نے امام بنایا تو ''يوم ندعوا كل اناس بامامهم''

یعنی ذات واجب جب امام بنائے تو اس امام کی شان یہ ہوتی ہے کہ اس کا اٹھنا عبادت، بیٹھنا عبادت، جاگنا عبادت، سونا عبادت، چلنا عبادت، پھرنا عبادت، جنگ کرنا عبادت، بت شکنی عبادت، زندگی عبادت، شہادت عبادت، صبر عبادت، صلح عبادت، جنگ عبادت، میرے دونوں نواسے امام ہیں صلح کرکے بیٹھ جائیں یا کھڑے ہوکر جنگ کریں۔

جب ذات واجب نے منصب امامت کا تعارف کرایا تو امامت خلیل جیسے جلیل کے حصہ میں آئی اور جب بندوں نے امام بنانے شروع کیے تو غزل کا امام، امام المتغزلین میر تقی میرؔ، مرزا غالبؔ، فلسفہ کا امام، حدیث کا امام، روایت کا امام، تاریخ کا امام، علمِ صَرف کا امام، امام بنانے کی حد ہوگئی۔ جمعہ کا امام، جمعرات کا امام، کعبہ کا امام، مسجد کا امام، بدھ کا امام۔

کعبہ کا امام اور ہے مسجد کا امام اور ہے۔ توجہ فرمائیں یعنی ہمارے یہاں تو الحمدللہ آتے رہتے ہیں نا۔ کبھی امام کعبہ آتے ہیں، کبھی امام مسجد آتے ہیں۔ کعبہ کا امام اور ہے مسجد کا امام اور ہے۔ دو ہیں، یہی تو فرق ہے ہماری اور تمہاری امامت میں کہ تم جو امام بناؤ گے تو کعبہ کا اور ہوگا مسجد کا اور ہوگا۔ ہمارا جو امام ہوگا وہی کعبہ کا امام ہوگا وہی مسجد کا امام ہوگا، دنیا نے جب امام بنائے تو اس منزل پر آئے امام کعبہ اور امامِ مسجد۔

آپ نے دیکھا کہ امامت جب قران میں آئی تو اس منزل پر اور جب چودہ سو

Presented by www.ziaraat.com

ہجری میں امام ظاہر ہوا اور خانۂ کعبہ پر قبضہ ہوا مرتدین کا۔ مرتد تھے کم بخت، جنہوں نے خانۂ کعبہ پر قبضہ کیا توہین کی خانۂ کعبہ کی۔

پاکستان کے مسلمان ساری دنیا کے مسلمانوں سے اچھے سچے اور پکے مسلمان ہیں۔ خدا کی قسم محرم سے ایک دن پہلے یہ ہوا تھا نا جشن ہجری منانے چلے تھے نا حسینؑ نے بھی کہا کہ اگر عالم اسلام کو غم میں نہ ڈبودوں، مناؤ خوشی کیسے مناؤ گے۔ خوشی منانے چلے تھے نا جشن ہجری کی۔ ہم نے کہا کہ ہمارے پاکستان کے مسلمان ساری دنیا کے مسلمانوں سے اچھے سچے اور پکے مسلمان ہیں اس لیے کہ ادھر خبر نشر ہوئی کہ خانۂ کعبہ پر قبضہ ہوگیا، مرتدین نے قبضہ کرلیا اور ادھر سارا پاکستان سراپا احتجاج بن گیا تھا جلوس نکل آئے تھے۔ جانیں دینے پر آمادہ ہوگئے تھے۔ قبضہ کعبے پہ وہاں ہوا، احتجاج پاکستان میں ہوا۔

تو معلوم یہ ہوا کہ مؤدت فاصلے نہیں دیکھا کرتی۔ مؤدت و محبت فاصلے نہیں دیکھا کرتی کہ کہاں ہوا۔ میں نے کہا تھا پھر ثابت کرتا ہوں کہ پاکستان کے مسلمان ساری دنیا کے مسلمانوں سے اچھے ہیں۔ ایک چند گھنٹوں میں بی بی سی سے خبر سن کر سارے پاکستان میں احتجاجی مظاہرے ہو رہے تھے اور سب نے مطالبہ کر دیا تھا حکومت سے کہ ہمیں اجازت دو ہم عظمت کعبہ بچائیں گے۔ خصوصی طور پر صدر مملکت کو قوم سے خطاب کرنا پڑا تھا۔ ایمرجنسی کے طور پر۔

ہمارے اس صدر مملکت نے ایک ایک لمحہ کی رپورٹ دی لیکن میں کیا اپنے پاکستانی مسلمان بھائیوں کے جذبۂ ایمان کے متعلق پوچھ سکتا ہوں کہ سارے پاکستان میں خانۂ کعبہ پر قبضہ کے خلاف جان دینے پر آمادگی کا اظہار کیا جا رہا تھا تو اس وقت مکہ، مدینہ کی گلیوں میں بھی کوئی جلوس احتجاج نکلا تھا؟ وہ تو قریب تھا وہاں کل کیا کسی نے کوئی مظاہرہ کیا؟ بہت بڑی بات کہنے جا رہا ہوں وہاں کل کیا کسی نے کوئی مظاہرہ کیا تھا وہاں بھی کوئی احتجاجی جلوس نکلا؟ پھر کہیں ہڑتال کی اپیل ہوئی ہو؟ حالانکہ وہ تو کعبہ کے پاس تھے، کعبہ کے قریب تھے۔

ہم تو کعبہ سے بہت دور ہیں۔ ہزاروں میل کا فاصلہ ہے۔ وہ تو کعبہ کے قریب ہیں۔ یا علیؑ میں کیا سمجھاؤں میں نہیں سمجھا سکا وہ تو کعبہ کے قریب ہیں نہیں سمجھو گے ابھی سمجھا نہ دوں تو علیؑ کا ذاکر نہ کہنا وہ کعبہ کے قریب ہیں۔ وہ تو کعبہ کے قریب تھے، کعبہ کے باہر تھے۔ کوئی احتجاج نہیں ہوا کعبہ کے پہلو میں تھے۔ کعبہ کے پہلو میں رہنے والے نہیں تڑپے۔ جو کعبہ سے ظاہراً بہت فاصلے پر تھے ہم پاکستانی مسلمان تڑپے۔ معلوم ہوا کہ کسی کا کعبہ کے پہلو میں ہونا یا قبلہ کے پہلو میں ہونا دلیل ایمان نہیں ہے۔

اگر جذبے میں تڑپ نہ ہو اگر کعبہ پہ مصیبت آئی تو ہم تڑپے حالانکہ ہم پہلو میں نہیں تھے لیکن ہم تڑپے، خبر آئی کہ دو سو مرتدین نے ۱۵۰۰۰ کو یرغمال بنالیا، حاجیوں کو یرغمال بنالیا اور اگلے ہی دن امام کعبہ بندوں کے بنائے امام کعبہ نے باہر انٹرویو دیا، پریس کانفرنس کی، باہر تشریف لائے۔ بڑی توجہ سے یاد رکھنا۔ فخر کرو گے اپنے مذہب کی حقانیت پر۔ زندہ فتوٰی ہے امام کعبہ کا، امام کعبہ سے پوچھا گیا کہ حضور آپ بھی تو وہیں تھے آپ وہاں سے کیسے آئے؟ امام کعبہ بڑے اعتماد سے کہتے ہیں: میں بھیس بدل کر آیا۔ امامِ کعبہ ساری دنیا کے اخباری نمائندوں کو بتاتے ہیں: میں بھیس بدل کے نکلا یعنی جو میں تھا، وہ ظاہر نہیں کیا جان بچانے کے لیے۔ جو تھے وہ ظاہر نہیں کیا ارے ہم سے ہمارے تقیہ پر بحث کرنے والو! اور تقیہ کسے کہتے ہیں؟

اب تو امام کعبہ کا زندہ فتوٰی موجود ہے تقیہ پر، کہ حفاظت جان کے لئے بھیس بدلنا بدعت نہیں۔ بھیس بدلنا، اپنے آپ کو چھپانا بدعت نہیں سنت ہے اور یہ سنت وہ ہے جو کعبہ کے امام نے ابھی جاری کی، حال ہی میں جاری کی۔ کوئی اب اس کا انکار نہیں کرسکتا، کوئی انکار نہیں کرسکتا اور اس کے بعد عجیب موضوع آ گیا میں چاہتا تھا دوسرے مراحل تک پہنچنا ان شاء اللہ پہنچوں گا۔

امام کعبہ تشریف لے آئے اپنی جان تو بچی کعبہ کو چھوڑ کر چلے آئے۔ بس یہی تو فرق ہے کعبہ کے نوکر میں اور کعبے کے وارث میں۔ آپ کعبے کے نوکر تھے، تنخواہ دار نوکر

Presented by www.ziaraat.com

تھے، وارث نہیں تھے۔ کعبہ کے وارث اور کعبہ کے نوکر میں یہی فرق ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ کی جگہ کعبہ کا وارث ہوتا تو کعبہ پر قربان ہو جاتا کبھی کعبہ کو تنہا دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ کر نہ آتا۔ آ گئے، بس یہی تو فرق ہوا کرتا ہے اور جب یہاں بہت سے ہمارے حاجی واپس آئے ہیں ان سے ایئرپورٹ پر ہمارے اخباری نمائندوں نے پوچھا:

بھئی کیا بات ہے آپ لڑے کیوں نہیں؟ جان دے دیتے عظمت کعبہ کے لیے۔ اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوتی؟ کعبہ میں قتل ہو جاتے شہادت کا مرتبہ پا جاتے یعنی اتنا بڑا مرتبہ کسی کو نہیں ملتا۔ جانیں ہی تو قربان ہوتیں زیادہ سے زیادہ مرنا تو ہے نا یقیناً مرنا ہے اب کون کس قسم کی موت پسند کرتا ہے۔ یہ ظرف اور قسمت کی بات ہے۔

میرا تو اپنا ایمان و یقین ہے دوستو! لوگ یہی کہتے ہیں آپ بڑی حفاظت کیجیے علامہ صاحب آپ کے بڑے دشمن ہیں۔ آپ کے اپنے بھی دشمن ہیں، بیگانے بھی دشمن ہیں۔ آپ بہت یہ کہتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ مرنا ہے نا مرنا ہے جان دینی ہے نا اور آیۃ اللہ خمینی کا مجھے ایک جملہ یہاں یاد آ رہا ہے فرانس میں بیٹھ کر جو انہوں نے ایرانیوں کو پیغام بھیجا تھا جس سے انقلاب برپا ہوا ہے جو پہلا کیسٹ ایران میں پہنچا ہے تو انہوں نے پہلا جملہ یہ کہا تھا کہ:

کائنات میں سب سے بہتر سب سے قیمتی خون حسینؑ کا خون ہے اور یزیدیت سے ٹکرانے کے لیے اگر حسینؑ کا خون بہہ سکتا ہے تو ایرانیوں تمہارے خون کی کوئی قیمت ہی نہیں۔

مرنا ہے نا۔ اس لیے حفاظت کیسی، تحفظ کیسا، موت جب آتی ہے تو حفاظت کے سارے بندٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ صدر پاکستان سے زیادہ تو سیکورٹی کا بندوبست کسی کے پاس نہیں ہوگا مگر جب موت آ گئی تب کوئی بچا نہ سکا نا! تو موت جب آ جاتی ہے تو کوئی تحفظ، تحفظ نہیں ہوا کرتا اس لیے وہ دوست محبت میں کہتے ہیں مجھے کہ آپ بڑا اپنی سیکورٹی کا بندوبست رکھیں، بڑا تحفظ کریں، بڑی حفاظت کریں۔ مگر میں یہی کہتا ہوں کہ میں کیا

کروں میں اس کی اولاد ہوں کہ جس نے یہ کہا تھا کہ موت مجھ پر آ پڑے یا میں موت پر جا پڑوں۔ تو ہم تو اسی طرح سے زندہ رہتے ہیں۔ ہماری تو دعا بھی یہی ہے، تمنا بھی یہی ہے، خواہش بھی یہی ہے، حسرت بھی یہی ہے کہ موت آئے تو حسینؑ حسینؑ کہتے ہوئے معراج حیات ہے یہ معراج حیات ہے۔

سقراط سمجھتے ہو ہمیں زہر پلا دو
ہم زلف قیادت کی گرہ کھول رہے ہیں

ہم حق بولتے رہے ہیں اور حق بولتے رہیں گے اس لیے کہ ہمیں پتہ ہے کہ ایک دن مرنا ہے۔ ہاں اگر حفاظتی انتظامات کے بعد آدمی کبھی نہ مرے لیکن اگر مرنا ہی ہے تو یہ ضروری ہے کہ کوئی گلے پر تکیہ رکھے یا انگوٹھا دبائے؟ صلوات

یہاں پوچھا یہ گیا حاجیان محترم سے کہ: آپ تو پندرہ یا سترہ ہزار تھے وہ تو کل دو سو ڈھائی سو تھے۔ لاکھ مسلح سہی آپ سارے ٹوٹ پڑتے تو انہیں کچل کر رکھ دیتے عظمت کعبہ کے لیے مرتے نا، شہید کی موت مرتے یعنی پورے عالم اسلام کی تاریخ میں تو مثال ہوتی کعبہ میں شہادت قسمت میں ہوتی تو ہوتا، کتنا اچھا موقع ضائع کر دیا۔ اب نہیں آ سکتا۔ بہت بڑی سعادت ملنے والی تھی۔ خدا کی قسم بہت بڑی سعادت ملنے والی تھی خانہ کعبہ میں شہادت۔ پوچھا: آپ نے جانیں کیوں نہیں قربان کر دیں عظمت کعبہ کے لیے شہر جاتے، ختم کر دیتے کم بختوں کو، خبیثوں کو جنہوں نے کعبہ پر قبضہ کیا تھا (اسی سے پوری تقریر پر استدلال کروں گا نتیجہ میں) بڑا اچھا جواب دیا انہوں نے: ضرور لڑتے مگر ہم کیا لڑتے جب امام صاحب ہی...... تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا۔ صلوات

ہم کیا لڑتے جب بڑے سرکار ہی تشریف لے گئے تھے۔ لشکر تو نہیں لڑا کرتا کمانڈر لڑا کرتا ہے اور جب میں نے یہ جملہ سنا تو نگاہیں چودہ سو سال کا فاصلہ طے کر کے خیبر تک پہنچ گئیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ اب یقین آیا اب تک تو روایت تھی شاید کوئی مسترد کر دیتا اب تو حقیقت ہے۔ خیبر میں بھی تو یہی ہوا تھا کہ لشکر سردار پہ الزام

Presented by www.ziaraat.com

لگا رہا تھا سردار لشکر پہ الزام لگا رہا تھا۔ لشکر کہتا تھا حضور ہم کیا کرتے سردار تشریف لے گئے تھے۔ سردار کہتا تھا کہ حضور ہم کیا کرتے لشکر بھاگا تھا۔

لیکن اس کے بعد وکلائے صفائی یہ فرماتے ہیں، بھئی ہم بھی تو اپنے مولا کے وکیل ہیں نا چلو وکلائے صفائی کی ایک دلیل اور۔ ہم تو ہیں ہی پروٹسٹنٹ، ہم تو وکلائے استغاثہ ہیں، ہم تو استغاثے کے وکیل ہیں نا۔ استغاثے سے استغاثے کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ہم تو ہیں ہی پروٹسٹنٹ تو آیئے ایک جملہ ان کا ہے اور ایک جملہ علیؑ کے وکیل کا۔ فیصلہ آپ حضرات کرلیں گے جہاں جہاں تک میری آواز جائے وہ سب فیصلہ کرلیں بعد میں۔ تو سردار نے لشکر پر بھاگنے کا الزام لگایا اور لشکر نے سردار پر بھاگنے کا۔

یہاں پر توجہ۔ آپ کی ذرا سی بھی بھول فیصلہ میں نہ ہونا چاہیے، اس لیے کہ فیصلہ کی بات ہے۔ اس لیے کہ ہمارے اصول دین میں عدل ہے دھاندلی تو ہے نہیں کہ زبردستی ہم فیصلہ دے رہے ہیں۔ اس لیے کہ ہمارے یہاں عدالت پر ایمان بعد میں ہے عدل پر پہلے ہے۔ یہ حماقت ہمارے یہاں نہیں ہے کہ عدل تو ہے ہی نہیں لیکن عدالت ہے۔ ایسا مسئلہ تو ہے نہیں۔ کوئی بات بھی ہمارے مذہب میں خلاف عقل نہیں ہے اور یہ ہمارا حق ہے، ہمارا شرف ہے اسی لیے ہماری گفتگو میں اعتماد ہوتا ہے، ہماری قوم میں اعتماد و اتفاق ہے۔ اس لیے کہ ہم کوئی بات بھی نہ خلاف عدل سناتے ہیں نہ سننے کے عادی ہیں۔

تو وکلائے صفائی نے یہ ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ لشکر نے سردار پر بھاگنے کا الزام لگایا تھا اور سردار نے لشکر پر مگر فیصلہ نہیں ہوسکا کہ اصل مجرم کون تھا۔ لشکر بھاگا تھا کہ سردار بھاگا تھا۔ ہم نے تاریخ میں پڑھا تو ہم رکے ہم ٹھہرے، ہم نے غور کیا، ہم نے فکر کیا، کہ یہ بات تو عدالتِ رسالت پر آجاتی ہے ہمیں تو ہر جگہ رسالت عزیز ہے نا! ہمارا تو مرکز وہ ہے نا! ہمارا نبیؐ تو عادل ہے نا! ہم نے سوچا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دو شکایتیں پیغمبر اسلام کی خدمت میں پیش کی گئی ہوں اور حضور فیصلہ نہ کریں۔ اگر لشکر مجرم تھا تو حضور لشکر کو سزا

دیتے اگر سردار مجرم تھا تو سردار کو سزا دی جاتی۔ حضور پر ضروری تھا کہ وہ فیصلہ کریں اس لیے کہ سردار نے لشکر پر الزام لگایا تھا۔

اب فیصلہ رسول اسلامؐ نے کیا اور تاریخی فیصلہ کیا جسے دنیا کی کوئی طاقت مسترد نہیں کرسکتی۔ اس فیصلہ کا اعلان علیؑ کا وکیل کر رہا ہے، آپ دامن نہ بچائیں۔ فیصلہ تو ہونا ہے سردار نے لشکر پر الزام لگایا، لشکر نے سردار پر الزام لگایا۔ اب چالیسویں دن پیغمبرؐ کو دیکھو اگر پیغمبرؐ نے لشکر تبدیل کر دیا تو لشکر بھاگا تھا اگر سردار بدلا تو سردار بھاگا تھا۔ صلوات۔

توجہ فرمائی نا آپ نے۔ بھئی فیصلہ کیسے نہیں ہوا فیصلہ تو ہوا ہے اگر چالیسویں دن پیغمبرؐ نے دس ہزار کا لشکر تبدیل کر دیا ہوتا تو پھر لشکر مجرم تھا اور اگر لشکر وہی رہا سردار بدلا، علم وہی رہا علمدار بدلا، پرچم وہی رہا ہاتھ بدلا، خیبر وہی رہا زور بدلا۔ فیصلہ تو ہوا ہے کل علم رجل کو دوں گا مگر تیں ہزار کا لشکر نہیں بدلا تھا، لشکر کو تبدیل نہیں کیا تھا، کوئی ثابت نہیں کرسکتا اور آگے چل کر بھی پتہ چلا کہ بات جھوٹ تھی الزام لشکر پہ غلط تھا کیوں کہ یہی لشکر جب مرد کی رہبری میں چلا تو آگے بڑھا۔ وہی لشکر تھا مگر نہیں بھکا۔

اور دوستو! میں کیا بتاؤں نہیں چاہتا دور دراز سے مومنین آتے ہیں کہ گفتگو ایک گھنٹہ سے زیادہ اوپر جائے لیکن بات میں بات بڑھتی چلی جاتی ہے اور آپ کا ذوق سماعت مجھے مجبور کر دیتا ہے کہ میں گفتگو کو آگے بڑھاؤں۔ بہرحال انتہائی اختصار سے پیش کروں گا تاکہ میرے دور دراز سے آنے والے سامعین کو کوئی زحمت نہ ہو اور ایک شکایت مجھے اور ملی ہے اپنے نوجوان دوستوں کی آج کہ آپ حضرات مجلس سے جب واپس جاتے ہیں تو سڑکوں اور بازاروں میں نعرے لگاتے ہوئے جاتے ہیں، بسوں میں نعرے لگاتے ہیں۔ تو یہ اس قسم کا طرز عمل شائستہ اور مہذب قوموں کا طرۂ امتیاز نہیں ہے۔

سستے نعرے تو بازاروں گلیوں میں وہ لگائیں کہ جن کی بنیاد میں کوئی حقیقت نہ ہو، جن کی بنیاد میں کوئی یقین نہ ہو۔ آپ جیسے یہاں آتے ہیں ایسے ہی یہاں سے تشریف

Presented by www.ziaraat.com

لے جایا کریں اپنے گھروں کو۔ اگر ایسا ہی ہے تو درود پڑھتے ہوئے جایا کریں محمد و آل محمد علیہم السلام پر۔

میں نے مانا کہ آپ کے جوش، جذبات مجلس کے بعد معراج پر ہوتے ہیں لیکن جوش وہی قابل تعریف ہے جو ہوش کے ساتھ ہو۔ اگر ہوش کا دامن چھوڑ کر جوش ہے تو پھر وہ جوش نہیں ہے وہ دیوانگی ہے اور الحمدللہ ہمارے یہاں دیوانگی نہیں ہے۔ صلوات۔

یہی لشکر جب رجل کی سربراہی میں چلا ایک بات میں اور عرض کرتا چلوں دیر تو ہوجائے گی میرے مولا کی شان کچھ عجیب ہے میرے بہت سے فوجی دوست یہاں آئے ہوئے ہیں وہ تائید کریں گے میری اس بات کی کہ اگر ایک سیکٹر پر، ایک مورچہ پر، ایک محاذ پر مسلسل دس بیس یا تیس یا انتالیس دن تک شکستیں ہوتی رہیں اور پھر کمانڈر چینج کیا جائے تو آنے والا کمانڈر پہلے والے کمانڈر سے شکست کے اسباب ضرور پوچھتا ہے کہ آخر نشانہ ٹھیک کیوں نہیں لگا، صحیح طریقے پر کامیابی کیوں حاصل نہیں ہوئی۔

اسباب شکست کے پوچھتا ہے نا لیکن کیا کہنے کائنات اسلام کے سب سے بڑے فیلڈ مارشل علیؑ، کیا کہنے تیری عظمت کے، کہ چالیسویں دن جب علم لیا تو کسی معزول کمانڈر کی طرف نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھا۔ توہین تھی علیؑ کی کہ پوچھتے کیوں شکست ہوئی، کیوں پیچھے رہے۔ کسی سے نہیں پوچھا ہاں اپنے سپریم کمانڈر سے ہاتھ جوڑ کر پوچھا، اپنے سپریم کمانڈر رسالت مآب سے ہاتھ جوڑ کے ایک تاریخی جملہ پوچھا ہے جس پر میں ساری دنیا کے بہادروں کی شجاعتیں قربان کر دوں۔

عجیب جملہ کہا ہے انتالیس دن تک جس محاذ پر شکست ہو رہی ہو اس محاذ پر پہنچنے کے بعد، علم لینے کے بعد، چارج سنبھالنے کے بعد، علیؑ اس محاذ پر جانے سے پہلے، علیؑ معزول کمانڈر سے کوئی سوال نہیں کرتا اپنے سپریم کمانڈر سے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہے یا رسولؐ اللہ کب تک لڑوں؟ یقین کا عالم تو دیکھیں، یقین کی منزلیں تو دیکھیں، کب تک لڑوں؟ اعتماد تو دیکھیے پس منظر میں یہ شرافت خونِ ابوطالبؑ بول رہی ہے: یا رسولؐ اللہ کب تک

لڑوں؟ بھائی کو بھی بھائی پر اتنا اعتماد ہے کہ انتالیس دن کی شکست سے افسردہ نہیں۔

پیغمبرؐ یقین کے ساتھ کہتے ہیں: علیؑ اس وقت تک تلوار نہ روکنا جب تک خدا تمہارے دونوں ہاتھوں پر مکمل فتح نہ دیدے۔ جنگ نہیں پڑھ رہا، مقصد بعثت کو ایک جملہ میں واضح کرتا ہے کہ علیؑ مقصد بعثت کو سمجھتے تھے کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اے صاحبان ایمان جب تم یہودیوں کے مقابلے میں جاؤ گے تو وہ تم پر غالب نہیں آسکیں گے بلکہ تمہیں پشت دکھا کر بھاگیں گے۔ خیبر میں یہ وعدہ اللہ کا قرآن میں لیکن انتالیس دن تک تو آیت ہی الٹی ہوتی رہی۔

آپ فرمائیں اعتماد اٹھ جاتا نا قرآن پر سے اگر علیؑ نہ ہوتا۔ اللہ کا وعدہ ختم ہوجاتا۔ دیکھیے نا وعدہ کس نے کیا تھا؟ اللہ نے۔ کس کے ذریعہ کیا تھا؟ رسول اللہ کے ذریعہ سے۔ کس کتاب سے کیا تھا؟ قرآن سے۔ تو اگر اللہ نے وعدہ کیا تھا کہ یہودی پشت دکھائیں گے اللہ کا وعدہ یہ تھا نا کہ یہودی پشت دکھائیں گے، صاحبان ایمان پشت نہیں دکھائیں گے۔ ذرا سا اس مسئلہ پر آپ توجہ فرمالیں یہودی پشت دکھائیں گے تمہارے مقابلے میں۔

تو انتالیس دن تک آیت اپنے معنی نہ دے سکی۔ وعدہ کس کا تھا؟ اللہ کا۔ کس سے تھا؟ مسلمانوں سے، کس کے ذریعہ وعدہ کیا تھا؟ رسولؐ کے ذریعے سے۔ کس کتاب میں وعدہ تھا؟ قرآن میں۔ اب اگر یہ وعدہ معاذ اللہ غلط ہوجاتا اور اللہ کا وعدہ اگر غلط ہوجاتا تو رسولؐ کا وعدہ ختم ہوجاتا، قرآن کی اہمیت ختم ہوجاتی، نبی کی نبوت ختم ہوجاتی، اللہ کا وعدہ پورا نہیں ہوا انتالیس دن تک۔ حالانکہ انتالیس دن تک لا الہ الا اللہ بھی خیبر میں، جس کے ذریعہ وعدہ کیا تھا، وہ محمد رسول اللہ بھی خیبر میں تھا، جس قرآن میں وعدہ کیا تھا وہ قرآن بھی خیبر میں تھا۔

وعدہ تو اللہ کا تھا نا! وعدہ موجود تھا۔ معلوم یہ ہوا خیبر کے اس فیصلہ سے پتہ یہ چلا کہ اللہ نے جتنے وعدہ کیے ہیں وہ مشروط ہیں اللہ کا وعدہ برقرار تھا لیکن پورا نہیں ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

''لا الہ الا اللہ'' تھا مگر وعدہ پورا نہیں ہوا۔ ''محمد رسول اللہ'' تھا مگر وعدہ پورا نہیں ہوا۔ وعدہ جب پورا ہوا جب خیبر میں ''علی ولی اللہ'' آ گیا۔ صلوات

وعدہ تھا خدا کا مگر کب پورا ہوا جب خیبر میں ''علی ولی اللہ'' آ گیا اب اللہ کے سارے وعدوں پر ایمان۔ کوثر کا وعدہ کیا، جنت کا وعدہ کیا، بخشش کا وعدہ کیا، انعام کا وعدہ کیا، حکومت دینے کا وعدہ کیا، خلافت کا وعدہ کیا تھا۔ یہ سارے وعدے قران میں ہیں۔ یہ سارے وعدے ہیں اللہ کے مگر مشروط ہیں۔

جنت ضرور ملے گی مگر ''علی ولی اللہ'' کے ساتھ ملے گی۔

اللہ نے کہا کہ میں راضی ہوں۔ وعدہ ہے اس کا کہ میں راضی ہوا۔

وعدہ ہے کہ میں راضی ہوا مگر کنڈیشنل Conditional ہے وعدہ۔

''علی ولی اللہ'' کے ساتھ وعدہ ہے تو معلوم یہ ہوا کہ اب قیامت تک اللہ کے جتنے بھی وعدے ہیں وہ وابستہ ہیں ''علی ولی اللہ'' کے ساتھ۔ ٹھیک ہے نا! قران کی آیت غلط ہو جاتی، رسول کا وعدہ، اللہ کا وعدہ۔ یعنی علیؑ نے خیبر کو فتح نہیں کیا، اللہ کی توحید کو بچایا، رسولؐ کی رسالت کو بچایا، قران کی عظمت کو بچایا۔

احسان فراموشو! انتہا ہوتی ہے پوری توحید کی عمارت خطرہ میں تھی خیبر میں۔ سارے توحید پرست، توحید کے پرچم کو گرا آئے تھے اگر علیؑ بلند نہ کرتا نہ کوئی توحید پرست ہوتا نہ کوئی نبوت پرست ہوتا یا کہہ دوں نہ کوئی اللہ والا ہوتا نہ کوئی نبی والا ہوتا اگر علیؑ والا نہ ہوتا۔ صلوات

مجھے احساس ہے کہ یہ عشرہ بہت تیزی سے اپنے اختتامی مراحل تک جا رہا ہے آج ساتویں مجلس ہے اب دو تین مجلسیں باقی رہ گئیں ہیں اور ابھی میں مضمون کے آغاز کی منزل بھی طے نہیں کر سکا جس مرحلہ پر میں پہنچنا چاہتا تھا۔ ان شاء اللہ میں یکم صفر سے ڈیفنس سوسائٹی کی امام بارگاہ میں مکمل عشرہ یکم سے دس تک پڑھوں گا اور وہاں اسی مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ ان شاء اللہ۔ وہاں آپ حضرات سے جب گفتگو ہو گی تو یہ باتیں

واضح ہوں گی اس لیے کہ میں تو ابھی چھٹا مرحلہ بھی اپنے عنوان کا طے نہیں کر سکا۔

جن مراحل کو میں طے کرنا چاہتا ہوں اور جو فیصلہ تاریخی لینا چاہتا ہوں ۱۴۱۲ھ میں اور جس فیصلے کو میں نافذ کرنا چاہتا ہوں اور حکومت کسے کہتے ہیں؟ ہم نافذ کریں گے۔ بتاؤں اس علیؑ کو حکومت کی ضرورت ہو گی جس کا عرفان حیدر عابدی نافذ کرنے کا حق رکھتا ہو؟ تو اس منزل کو آپ چھوڑیں۔

ان شاء اللہ یکم سے دس صفر تک جو میں عرض کروں گا تو وہ تفصیلات طے کریں گے اس نقطۂ نگاہ کی کہ توحید بچی تو علیؑ کی وجہ سے۔ عقیدے سے نہیں کہہ رہا ہوں قران کی آیت سے دلیل دی ہے نبوت بچی تو علیؑ کی وجہ سے، قران کا وعدہ بچا تو علیؑ کی وجہ سے۔

خدا کی قسم بہت بڑا احسان ہے دوستو! میں کہہ رہا ہوں بہت بڑا احسان ہے۔ اب اگر یہ جملہ سننے کے بعد بھی کوئی علیؑ کا احسان نہ مانے تو پھر میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ بہت بڑا احسان ہے قران کی آیت پر غور کرو کہ یہودی پشت دکھا گئے علیؑ نے خیبر کو فتح کر کے ساری اُمت کو یہودی ہونے سے بچا لیا ورنہ پشت دکھانا ہی قسمت میں رہ جاتا۔

بہت احسان ہے علیؑ کا اگر کوئی مانے تو بہت بڑا احسان ہے کیوں کہ یا تو آیت کا انکار کرنا پڑتا یا پھر سب کو یہودی بننا پڑتا اور آیت کا انکار ہو نہیں سکتا تھا۔ یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ سب کا رضی اللہ عنہ سلامت رہا، سب کا تاج رضی اللہ عنہ سلامت رہا۔ کتنی دیر کی کوشش تھی علیؑ کا ہاتھ اٹھا اور گرا بس اتنی دیر کی کوشش۔ ضربت اٹھی، گری۔ قیامت تک سب کی عزتیں محفوظ ہو گئیں، قیامت تک کی توحید بچ گئی۔ تم اللہ کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔ فبای آلآء ربکما تکذبان اسی لئے تو صلوات بھیجیں۔

یہ نعمتیں ہیں علی ولی اللہ کی۔ نعمت ہے۔ اگر علیؑ اللہ کی نعمت نہ ہوتا تو نعمتیں تمام نہ ہوتیں۔ علیؑ اللہ کی نعمت ہے جبھی تو غدیر خم میں نعمتیں تمام ہوئیں ہیں علیؑ کی ولایت کے صدقے میں۔

گئے اور مرحب نے قلعہ کی چوٹی سے دیکھا اور دیکھنے کے بعد برابر میں بیٹھے ہوئے

Presented by www.ziaraat.com

نجومی سے کہتا ہے: جاؤں؟ کہا کہ ہاں جاؤتم فاتح ہوگے۔ آسمان کی طرف دیکھ کر اس نے کہا: تو فاتح ہے اس لیے کہ اس وقت تیرا ستارہ عروج پر ہے اور میرے مولا تیز تیز قدموں سے علم لیے ہوئے آگے بڑھے۔ تیز تیز آگے بڑھے اور تاریخ کے جملے یہ ہیں کہ میرے مولا نے پرچم رسالت کو پتھر میں اس طرح گاڑا جیسے موم میں گاڑ دیا ہو۔ پتھر پہ جب علم گڑا۔

سنیں گے مولا کا یہ جملہ۔ وجد کرو گے اپنے مولا کی فضیلت سن کر۔ تو سرحب گھبرایا کہا کہ یہ وہ تو نہیں ہے۔ مرحب کہتا ہے نجومی سے تو مجھے کہاں بھیج رہا ہے یہ وہ تو نہیں دیکھ تو سہی پتھر میں موم کی طرح علم گاڑ دیا۔ نجوی کوئی بہت ہی بدبخت تھا۔ کم بخت کہتا ہے کہ ارے یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے کہ پتھر پر علم گاڑ دیا بلکہ یہ میرا علم نجوم بتا رہا ہے کہ ایک وقت آتا ہے سال میں ایسا کہ جب فلاں ستارہ فلاں برج میں ہوتا ہے اور اس کا عکس جیسے ہی کسی پتھر میں پڑتا ہے تو وہ پتھر موم ہوجایا کرتا ہے اس وقت اتفاق سے وہ ہی ستارہ فلاں برج میں تھا اس پر اس کا عکس پڑ رہا تھا۔

علیؑ نے فائدہ اٹھایا اتفاق سے علم گڑ گیا۔ لیکن امام کی طاقت بتا رہا ہوں۔ یہ بات کہاں ہو رہی ہے؟ قلعے کی بلندی پر۔ علیؑ کہاں کھڑے ہیں زمین پہ۔ نجومی نے وہاں یہ بات کہی اور کائنات کے امام نے یہ بات سنی فوراً آگے بڑھے علم نکالا پیچھے ہٹے۔

کاش میں حق ادا کردوں اس جملہ کا۔ یادگار جملہ رہے گا اس عشرہ محرم کا۔ پیچھے ہٹے علم نکالا پیچھے ہٹے پھر آگے بڑھے پھر علم گاڑا اور جیسے ہی علیؑ نے یہ عمل کیا نجومی چلا کے کہتا ہے مرحب سے: اس کے مقابلے پہ مت جانا۔ کہا: کیوں ابھی تو کہہ رہا تھا کہ جانا اب کیوں کہہ رہا ہے کہ نہ جانا۔

کہا: تو نے دیکھا نہیں اس ایک بات کو یہ کہ میں نے تجھ سے قلعے پر یہ بات کہی اس نے میری بات سنی اور میں نے خود دیکھا کہ جب یہ آگے بڑھا اس وقت بھی میں ستاروں کو دیکھ رہا تھا جب یہ پیچھے ہٹا اس وقت بھی میں نے ستارے کو دیکھا میرا کہنا بھی

غلط نہیں تھا مگر یہ تو کوئی بہت بڑی نعمت خداوندی ہے اس لیے کہ میں نے دیکھا جتنے قدم علیؑ آگے بڑھا اتنے قدم ستارہ برج سے باہر نکلا اور جب علیؑ نے علم نکالا یہ پیچھے ہٹا پھر جب علیؑ پتھر پہ علم لایا یہ ستارہ پھر اسی برج میں چلا گیا تو یہ تو وہ ہے کہ جس کے اشارے پر ستارا چلتا ہے۔ صلوات۔

نجومی کہہ رہا ہے جتنے قدم یہ چلا ستارہ چلا جتنے قدم یہ بڑھا ستارہ بڑھا۔ ستارے نے اپنی رفتار کو اس کی رفتاری کے مخالف نہیں کیا۔ علم نجوم کا ماہر جو بابا آدم کہلاتا ہے ''گیلے لیو'' اس نے جو کتاب لکھی ہے اسٹرولوجی پر۔ کیمسٹری پر علم نجوم کے ماہر نے ایلن یو اس کا نام ہے وہ کہتا ہے مجھے علم نجوم کا شوق ہی اس وقت ہوا جب سے میں نے علیؑ کو اس جنگ میں جاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے جب تاریخ میں پڑھا مسلمانوں کا ایک خلیفہ جنگ میں جا رہا تھا۔ راستہ میں راہب نے کہا: علیؑ اس وقت آپ نہ جائیں اس لیے کہ ستارے آپ کے فیور میں نہیں ہیں، میں دیکھ رہا ہوں۔

تو علیؑ نے کہا تھا کہ: اب تو نہ بھی جاتا تھا تو جاؤں گا۔

کہا: علیؑ اس وقت آپ نہ جائیں اس لیے کہ ستارے آپ کے مخالف چل رہے ہیں اس وقت آپ جائیں گے تو آپ کی فوج کو شکست ہوگی بہت کم لوگ بچیں گے۔

علیؑ نے کہا کہ: اب تو ضرور جاؤں گا۔

اور دوستو یہ واحد جنگ جنگ نہروان کہ جس میں پہنچ کر علیؑ نے پہلی مرتبہ۔ ہے کوئی کائنات کا ایسا سپریم کمانڈر کہ جس نے آغاز جنگ سے پہلے نتیجۂ جنگ کا اعلان کر دیا ہو اور تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا اور آخری انسان علیؑ کہ جس نے میدان جنگ میں پہنچ کر اعلان کردیا کہ ہمارے دس سے کم مریں گے مخالف کے دس سے کم بچیں گے۔

تاریخ کے واحد کمانڈر کا اعلان مخالفین کے دس سے کم بچیں گے اور ہمارے دس سے کم مریں گے اور وہی نتیجہ رہا علیؑ کے لشکر میں سے صرف نو اور ادھر سے جو بچ کے بھاگے وہ نو۔ بھاگنے والے ہی تو بچتے ہیں۔ بھاگنے والے ہی کی تو عمر زیادہ ہوتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

نجومی سے کہتا ہے: جاؤں؟ کہا کہ ہاں جاؤ تم فاتح ہو گے۔ آسمان کی طرف دیکھ کر اس نے کہا: تو فاتح ہے اس لیے کہ اس وقت تیرا ستارہ عروج پر ہے اور میرے مولا تیز تیز قدموں سے علم لیے ہوئے آگے بڑھے۔ تیز تیز آگے بڑھے اور تاریخ کے جملے یہ ہیں کہ میرے مولا نے پرچم رسالت کو پتھر میں اس طرح گاڑا جیسے موم میں گاڑ دیا ہو۔ پتھر پہ جب علم گڑا۔

سنیں گے مولا کا یہ جملہ۔ وجد کرو گے اپنے مولا کی فضیلت سن کر۔ تو مرحب گھبرایا کہا کہ یہ وہ تو نہیں ہے۔ مرحب کہتا ہے نجومی سے تو مجھے کہاں بھیج رہا ہے یہ وہ تو نہیں دیکھ تو سہی پتھر میں موم کی طرح علم گاڑ دیا۔ نجومی کوئی بہت ہی بدبخت تھا۔ کم بخت کہتا ہے کہ ارے یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے کہ پتھر پر علم گاڑ دیا بلکہ یہ میرا علم نجوم بتا رہا ہے کہ ایک وقت آتا ہے سال میں ایسا کہ جب فلاں ستارہ فلاں برج میں ہوتا ہے اور اس کا عکس جیسے ہی کسی پتھر میں پڑتا ہے تو وہ پتھر موم ہو جایا کرتا ہے اس وقت اتفاق سے وہ ہی ستارہ فلاں برج میں تھا اس پر اس کا عکس پڑ رہا تھا۔

علیؑ نے فائدہ اٹھایا اتفاق سے علم گڑ گیا۔ لیکن امام کی طاقت بتا رہا ہوں۔ یہ بات کہاں ہو رہی ہے؟ قلعے کی بلندی پر۔ علیؑ کہاں کھڑے ہیں، زمین پہ۔ نجومی نے وہاں یہ بات کہی اور کائنات کے امام نے یہ بات سنی فوراً آگے بڑھے علم نکالا پیچھے ہٹے۔

کاش میں حق ادا کر دوں اس جملہ کا۔ یادگار جملہ رہے گا اس عشرہ محرم کا۔ پیچھے ہٹے علم نکالا پیچھے ہٹے پھر آگے بڑھے پھر علم گاڑا اور جیسے ہی علیؑ نے یہ عمل کیا نجومی چلا کے کہتا ہے مرحب سے: اس کے مقابلے پہ مت جانا۔ کہا: کیوں ابھی تو کہہ رہا تھا کہ جانا اب کیوں کہہ رہا ہے کہ نہ جانا۔

کہا: تو نے دیکھا نہیں اس ایک بات کو یہ کہ میں نے تجھ سے قلعے پر یہ بات کہی اس نے میری بات سنی اور میں نے خود دیکھا کہ جب یہ آگے بڑھا اس وقت بھی میں ستاروں کو دیکھ رہا تھا جب یہ پیچھے ہٹا اس وقت بھی میں نے ستارے کو دیکھا میرا کہنا بھی

غلط نہیں تھا مگر یہ تو کوئی بہت بڑی نعمت خداوندی ہے اس لیے کہ میں نے دیکھا جتنے قدم علیؑ آگے بڑھا اتنے قدم ستارہ برج سے باہر نکلا اور جب علیؑ نے علم نکالا یہ پیچھے ہٹا پھر جب علیؑ پتھر پہ علم لایا یہ ستارہ پھر اسی برج میں چلا گیا تو یہ تو وہ ہے کہ جس کے اشارے پر ستارا چلتا ہے۔ صلوات۔

نجومی کہہ رہا ہے جتنے قدم یہ چلا ستارہ چلا جتنے قدم یہ بڑھا ستارہ بڑھا۔ ستارے نے اپنی رفتار کو اس کی رفتاری کے مخالف نہیں کیا۔ علم نجوم کا ماہر جو بابا آدم کہلاتا ہے "گیلے لیو" اس نے جو کتاب لکھی ہے اسٹرولوجی پر۔ کیمسٹری پر علم نجوم کے ماہر نے ایلن پو اس کا نام ہے وہ کہتا ہے مجھے علم نجوم کا شوق ہی اس وقت ہوا جب سے میں نے علیؑ کو اس جنگ میں جاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے جب تاریخ میں پڑھا مسلمانوں کا ایک خلیفہ جنگ میں جا رہا تھا۔ راستہ میں راہب نے کہا: علیؑ اس وقت آپ نہ جائیں اس لیے کہ ستارے آپ کے فیور میں نہیں ہیں، میں دیکھ رہا ہوں۔

تو علیؑ نے کہا تھا کہ: اب تو نہ بھی جاتا تھا تو جاؤں گا۔

کہا: علیؑ اس وقت آپ نہ جائیں اس لیے کہ ستارے آپ کے مخالف چل رہے ہیں اس وقت آپ جائیں گے تو آپ کی فوج کو شکست ہو گی بہت کم لوگ بچیں گے۔

علیؑ نے کہا کہ: اب تو ضرور جاؤں گا۔

اور دوستو یہ واحد جنگ نہروان کہ جس میں پہنچ کر علیؑ نے پہلی مرتبہ۔ ہے کوئی کائنات کا ایسا سپریم کمانڈر کہ جس نے آغاز جنگ سے پہلے نتیجۂ جنگ کا اعلان کر دیا ہو اور تاریخ آدمؑ و عالم کا پہلا اور آخری انسان علیؑ کہ جس نے میدان جنگ میں پہنچ کر اعلان کر دیا کہ ہمارے دس سے کم مریں گے مخالف کے دس سے کم بچیں گے۔

تاریخ کے واحد کمانڈر کا اعلان مخالفین کے دس سے کم بچیں گے اور ہمارے دس سے کم مریں گے اور وہی نتیجہ رہا علیؑ کے لشکر میں سے صرف نو اور ادھر سے جو بچ کے بھاگے وہ نو۔ بھاگنے والے ہی تو بچتے ہیں۔ بھاگنے والے ہی کی تو عمر زیادہ ہوتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

توجہ ہے نا آپ حضرات کی اور علیؑ فاتح کی حیثیت سے واپس لوٹے۔ پھر اس نجومی کے پاس آئے اس راہب سے کہا کہ تو، تو کہتا تھا کہ ستارے فیور میں نہیں ہیں تو ایک مرتبہ وہ گھبرا کر علیؑ کے قدموں کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ مولا یہ کیا ہوا ستارہ اپنی رفتار تبدیل کر رہا ہے جب آپ جا رہے تھے تو آپ کے مخالف تھا اب آئے ہیں تو آپ کی موافقت میں چل رہا ہے تو میرے مولا نے اسی وقت کہا تھا کہ بس مجھ میں اور تم میں یہی فرق ہے اور یہ علیؑ کا جملہ قیامت تک ہم بھی پڑھتے رہیں گے کہ تم میں اور ہم میں یہی تو فرق ہے۔ بس یہی ہم بھی کہتے رہیں گے کہ ساری دنیا ستاروں کے پیچھے چلتی ہے اور ستارے علیؑ کے پیچھے چلتے ہیں۔ صلوات۔

بس اب ستارہ وہی ہے جو علیؑ کے پیچھے چلے چاہے ایک ستارہ ہو یا نو ستارے ہوں۔ ستارہ وہی ہے جو علیؑ کی اقتدا کرے، جو علیؑ کے نقش قدم پر قدم رکھ کر چلے، جو دروازہ علیؑ پر جاروب کشی کرے وہ ستارہ اور وہ ستارہ جو علیؑ کے دروازے پر آجائے وہ اللہ کی جناب میں قسم کھانے کی منزل پر آجاتا ہے۔

والنجم اذا ھویٰ ○ قسم ہے ستارے کی جب وہ گرا، قسم ہے ستارے کی جب وہ ٹوٹا

ما ضل صاحبکم وما غویٰ ○ وما ینطق عن الھویٰ ○ ان ھو الا وحی یوحیٰ ○

قسم ہے ستارے کی جب وہ ٹوٹا ہمارا نبی نہ کبھی بہکا نہ کبھی گمراہ ہوا۔ قسم ہے ستارے کی، (سورۃ النجم آیات ۱ تا ۴)

پروردگار بڑا احسان ہے تیرا ہماری تو جان مصیبت میں آجاتی اگر کہیں تو ستاروں کی قسم کھالیتا مگر تو نے ایک ہی ستارے کی قسم کھائی۔ بڑا مسئلہ ہو جاتا ہے۔ مگر ایک ہی ستارے کی قسم کھائی، ہر ستارے کی نہیں۔ ستارے تو بہت ہیں نا آسمان پر۔

اچھے بھی، برے بھی، خبیث بھی منحوس بھی، ایسے بھی ہیں جو قسمت کو روک دیتے

ہیں ہمیں کیا پتہ یہ ستارے، ہمیں تو شناخت نہیں۔

اب سارے ستاروں کے پیچھے کیسے چلیں اگر ٹکرا گئے، کسی خبیث ستارے سے۔ کیا ضرورت ہے بھئی ستاروں کے پیچھے کیوں۔ کیوں نہ چاند کے پیچھے چلیں؟ کیوں نہ قمر امامت ہی کے پیچھے چلیں؟ یہ ایک ہی ہے جو ایک ہی ہے مگر یہی قمر امامت جب اپنے کمال کی منزل پر آتا ہے تو چودھویں منزل پر آجاتا ہے۔ صلوات۔

آپ اس نظام قدرت کو دیکھیں یہی قمر جب اپنے شباب کی منزل پر آئے تو چودھویں رات کا چاند کہلاتا ہے اور اس کے بعد پھر کیا ہوتا ہے اس کے بعد گھٹنا شروع ہوتا ہے نظروں سے اوجھل ہونا شروع ہوتا ہے اور پھر بالکل غائب ہو جاتا ہے لیکن غائب ہو کر پھر نکلتا ہے پھر نکلتا ہے۔ صلوات

یہ نظام قدرت ہے لیکن وہ جب بالکل غائب ہو جائے۔ بالکل غائب ہو جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہے نہیں۔ ہے بس اب تمہاری نظروں میں اتنی بصارت نہیں کہ تم دیکھ سکو۔ صلوات

تو قمر امامت تو مسلسل ہے اس لیے کہ ہدایت اور بعثت مسلسل ہے مقصد بعثت رسول ختم نہیں ہوا ہدایت باقی ہے قیامت تک باقی رہے گی مجھے بتاؤ اگر پیغمبرؐ کے بعد کوئی ہادی نہیں تھا اور اگر میں پیغمبرؐ کے بعد کسی کو امام برحق نہ مانوں تو اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ یزید کو داخل اسلام سمجھا جائے تو یزیدیت اسلام کا حصہ بن جائے گی۔ سلام کیا کرو سلام کیا کرو۔

چلو سلام کرو ایسے آستانے کو
حسینؑ پال کے جس نے دیا زمانے کو

احسان ہے علیؑ کے بیٹے کا یزیدیت کو اسلام سے علیحدہ کر دیا ورنہ مسلمانوں کی قسمت میں یزیدیت ہوتی۔ نہ کوئی نماز ہوتی، نہ مسجد ہوتی، نہ کوئی حج ہوتا، نہ نظام ہوتا نہ اسلام، حسینؑ کا صدقہ۔

Presented by www.ziaraat.com

روارویٔ میں وہ سجدہ کیا دم آخر
نماز جاتی تھی دنیا سے روک لی تو نے

نماز کو امام ہی تو روک سکتا ہے دوستو! اس بات کو نہیں روتا۔ روتا اس بات پہ ہوں کہ ان ماں بیٹی کا قصور کیا تھا؟ کل آپ نے بہت پرسہ دیا۔ ماں فاطمہؑ اور بیٹی زینبؑ کو۔ سلوک تو دیکھو ماں چار گھنٹے دربار میں کھڑی رہی اور بیٹی نو گھنٹے دربار میں کھڑی رہی۔

میں نے صبر کیا بابا میرے دروازے پر آگ لگی میں نے صبر کیا،

بابا میرا پہلو زخمی ہوا میں نے صبر کیا بابا میرا محسنؑ شہید ہو گیا میں نے صبر کیا۔

آپ رقت کے عالم میں جملے پورے نہیں سن پائے تھے اس لیے مضمون کو آگے بڑھا رہا ہوں بابا میرا وارث گرفتار ہو جائے۔ یہ میں صبر نہیں کر سکتی بابا، بابا آج میں گلہ کرنے نہیں آئی بددعا کرنے کے لیے آئی ہوں بابا آپ کا عمامہ پہن کر آئی ہوں بابا آج میں لباس نبوت پہن کر آئی ہوں۔ بابا یہ میں برداشت نہیں کر سکتی۔

یہ کہنے کے بعد حسنؑ و حسینؑ کو کہا بیٹا حسنینؑ میں بددعا کرتی ہوں تم اپنی زبانوں سے آمین کہنا۔ ادھر بی بی سیدہؑ کے ہاتھ بلند ہوئے ابھی بددعا نہیں نکلی تھی کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں زلزلہ آیا۔ علیؑ نے گھبرا کے سلمانؓ کی طرف دیکھا سلمانؓ، فاطمہؑ سے کہہ دو بابا کی امت ہے بددعا نہ کریں۔ سلمانؓ نے آکر پیغام پہنچایا۔ بددعا کے لیے اٹھے ہوئے ہاتھ واپس گر گئے۔ یہ میری تقریر کا آخری جملہ تھا۔

عزادارو! کہہ دو مرتبہ بھائیوں کی لاوارث بہن زینبؑ کون زینبؑ جس کے لیے علیؑ یہ کہا کرتے تھے: زینبؑ گھر میں چلنے پھرنے کی عادت ڈالو۔ اس بیٹی نے اللہ جانے چودہ سو میل کا سفر کیسے طے کیا۔

عزادارو! ایک جملہ سن لو پھر میں آتا ہوں منزل پر مجھے اس کا گلہ نہیں مجھے اس کی شکایت نہیں ہے کہ کربلا میں کیا ہوا میں تو یہ شکایت کرتا ہوں کہ کربلا سے لے کر شام تک علیؑ کی بیٹی ۳۳ مسلمان بستیوں سے ایک چادر کی بھیک مانگتی چلی گئی۔ کسی مسلمان نے اُٹھ کر یہ

نہیں کہا: علیؑ کی بیٹی چادر اوڑھ لے پردہ تیرے گھر سے نکلا ہے، تو تطہیر کی وارث ہے۔

آج زینبؑ جب کوفہ کے بازار میں آئی۔ علیؑ کی بیٹی نے کوفہ کے در و دیوار پر نظر ڈالی۔ در کو پہچانا، دیواروں کو پہچانا، گلیوں کو پہچانا، غیرت کا پسینہ چہرے پر آیا۔ سجادؑ کو بلا کر کہتی ہے: بیٹا سیّد سجادؑ یہ کوفہ ہے نا!" پھوپھی امّاں ہاں یہ کوفہ ہے"۔ "بیٹا یہ وہی کوفہ ہے جہاں شہزادی بن کر آئی تھی"؟

ایک منزل اور سن لو علیؑ نے جب دارالحکومت تبدیل کیا۔ حسنؑ و حسینؑ کو بھیجا جاؤ مدینہ سے بہنوں کو لے آؤ۔ حکم دیا اور دیکھو جب کوفہ کی سرحد میں آؤ تو سواری وہیں روکنا میں خود آ کر استقبال کروں گا؟ جب کوفہ کی سرحد پر سواری پہنچی علیؑ تلوار لیے تخت سے اترے اور کوفہ کے بازاروں میں یہ کہتے چلے بازار بند کر دو۔ کوفہ والو اپنی دکانیں بند کر لو آج نبی کی نواسیاں آ رہی ہیں۔ یہ تھی زینبؑ کی منزل باپ کی حکومت میں۔

اور اس کے بعد علیؑ پہنچے زعمائے حکومت کے ساتھ۔ علیؑ پہنچے اور جانے کے بعد محمل کے اندر چہرہ ڈال کے زینبؑ کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ اس کے بعد ایک جملہ کہتے ہیں؟ زینبؑ راستہ میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ میرے لال راستے میں کوئی زحمت تو نہیں ہوئی۔ زینب کہتی ہے: بابا جان تکلیف کیسی؟ جس کے اٹھارہ بھائی ہوں اسے تکلیف کیسی؟ میں کہوں گا یا علیؑ ۶۱ ھ میں آ کر زینبؑ سے پوچھ لو۔

۶۱ ھ میں کوفہ کے بازار میں آئیں پوچھا: سیّد سجادؑ وہی کوفہ ہے نا جہاں میں شہزادی بن کر آئی تھی؟ کہا: پھوپھی امّاں یہ وہی کوفہ ہے۔

جملہ سن لو جناب زینبؑ کہتی ہیں: بیٹا سیّد سجادؑ مجھے شرم آتی ہے ان بازاروں سے بے پردہ جاتے ہوئے۔ بیٹا شمر سے کہہ دو ہمیں کسی نامعلوم راستے سے لے چلے، راستے آشنا ہیں ہمیں کسی اور راستے سے لے چلو۔

سیّد سجادؑ آئے کہتے ہیں: شمر میری پھوپھی کہتی ہیں ہمیں ان سجے ہوئے بازاروں سے نہ گزار، اس مجمع سے نہ گزار، کسی نامعلوم راستے سے لے جا۔

Presented by www.ziaraat.com

عزادارو! میری زبان جل جائے میں پھر قیامت کی منزل پر آ گیا سیّد سجادؑ نے تو زبان سے کہا تھا نا! شمر نے زبان سے جواب نہیں دیا تازیانہ اٹھایا سجادؑ کی کمر پہ مارا۔ ہائے میرا بیکس امام میرا مظلوم امام۔

اس کے بعد شمر کہتا ہے: سجادؑ ہم تو انہی بازاروں سے لے کر جائیں گے۔ یہ بازار تو ہم نے آلِ محمدؐ کے لیے سجائے ہیں۔ سیّد سجادؑ واپس آ گئے۔

سجادؑ نے کہا: پھوپھی اماں شمر نہیں مانتا۔

زینبؑ نے کہا: کیا کہا؟

کہا: نہیں مانتا۔

زینبؑ نے کہا: ارے اگر میرے سر پہ عباسؑ کا سایہ نہ رہا تو ہمیں بالکل لاوارث سمجھ لیا۔

سیّد سجادؑ کہہ دو شمر سے، بازار سے نہیں جاؤں گی۔

جلال آیا شہزادی کو: شمر سے کہہ دو بازار سے نہیں جاؤں گی۔ عباسؑ کی غیرت کی قسم نہیں جاؤں گی بازار سے۔ نہیں جاؤں گی بازار سے۔ ہمیں بالکل لاوارث سمجھ لیا، ہمیں بالکل مجبور سمجھ لیا اور کہہ کر زینبؑ نے ایک جھٹکا دے کر اپنے بالوں کو کھولا اور برابر میں بیٹھی ہوئی سکینہؑ سے کہا: سکینہؑ میں بددعا کرتی ہوں تم اپنے ننھے ننھے ہاتھ بلند کر کے آمین کہنا۔

سکینہؑ نے ہاتھ بلند کیے زینبؑ کے لب ہلے۔ ایک مرتبہ سیّد سجادؑ ہتھکڑیاں سنبھالے ہوئے پھوپھی اماں کے پاس آئے آ کر کہا: پھوپھی بددعا کرنے سے نہیں روکتا لیکن پھوپھی امّاں ذرا بددعا کرنے سے پہلے نیزے کی طرف رُخ کرلو، بابا کے کٹے ہوئے سر پہ نظر کرلو۔

زینبؑ نے دیکھا حسینؑ کے آنسو بہہ رہے تھے آواز آئی: زینب وعدہ پورا کرو ہماری قربانی رائیگاں نہ جائے۔

سکینہؑ کے اُٹھے ہوئے گر گئے۔ کہا: سیّد سجادؑ شمر سے کہہ دے جدھر سے چاہے لے چلے۔ ہائے حسینؑ، ہائے زینبؑ۔

مجلس ہشتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! محفل شاہ خراسان میں عشرہ ثانی کی یہ ہماری آٹھویں گفتگو آپ کے بہترین ذوق سماعت کی نذر ہے۔ اس عشرہ میں ہمارا عنوان گفتگو "مقصد بعثتِ رسولؐ" ہے۔ اس کے بعد ہماری دو تقریریں باقی رہ جاتی ہیں۔ اس عنوان کے تحت جو مراحل فکر ونظر کے ہم نے ابھی تک طے کیے ان کا ماحصل اور مفہوم یہ ہے کہ ملت مسلمہ کو مقاصد بعثت سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ معرفت نبوت میسر آئے اور جب معرفت پیغمبرؐ ہو جائے گی تو حقِ اطاعت بھی صحیح معنی میں ادا ہوگا اور جب حق اطاعت ادا ہوگا یعنی نبوت کی معرفت کے بعد جب اطاعت ہوگی تو پھر نبوت کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ اگر نبوت دو حصوں میں تقسیم ہو جائے تو پھر اطاعت بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

Presented by www.ziaraat.com

ملت مسلمہ کے عقلمندوں نے نبوت کو دو حصوں میں تقسیم اسی لیے کیا تا کہ اطاعت دو حصوں میں تقسیم ہو جائے اور اطاعت کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ تاریخ کے ورق جب الٹنا شروع کیے تو کہیں اطاعت ہے کہیں نہیں ہے۔ تو اپنے عیوب پر پردہ ڈالنے کے لیے اپنے گناہوں کی پردہ پوشی کرنے کے لیے ملت نے نبوت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تا کہ ان شخصیتوں کے چہرے نمایاں نہ ہوسکیں جنہوں نے حق اطاعت پیغمبرؐ ادا نہیں کیا، تا کہ ان لوگوں کا تعارف نہ ہوسکے جنہوں نے حق اطاعت رسول ادا نہیں کیا۔ لیکن ہم نے بھی قسم کھائی ہوئی ہے، ہم نے بھی مصمم ارادہ کیا ہوا ہے، ہم نے بھی تہیہ کیا ہوا ہے کہ کوئی شخصیت باقی رہے نہ رہے، کسی کا احترام باقی رہے نہ رہے لیکن احترام نبوت باقی رہے۔ صلوات۔

مسئلہ یہ درپیش آیا عزیزان گرامی کہ ایمرجنسی میں کلمہ پڑھنے والوں نے، ہنگامی حالات میں کلمہ پڑھنے والوں نے نہ بعثت کو سمجھا نہ نبوت کو سمجھا۔ جب معرفت ہی نہیں تو کلمہ کا فائدہ کیا۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

بڑی عجیب بات ہے ہمیں تو ۹ نومبر کو پیغام دیا جاتا ہے کہ علامہ اقبال کے پیغام پر چلو۔ ہمیں تو سربراہ مملکت پیغام دیتے ہیں کہ علامہ اقبال کے پیغام کو سمجھیے ہم کیسے سمجھائیں کہ ہمیں اقبال کے پیغام پر چلنے کی ضرورت نہیں اقبال تو خود ہمارے پیغام پر چلنے والے تھے۔ صلوات۔

ملت کو چاہیے، ہاں ہمارے مذہب کے علاوہ باقی ملت کو چاہیے کہ وہ علامہ اقبال کے پیغام پر چلے، ہمیں تو چلنے کی اس لیے ضرورت نہیں کہ وہ ہمارے پیغام کے خود پیغامبر تھے۔ جو بات ہم کہتے چلے آرہے ہیں کہ ملک میں اتحاد بین المسلمین چاہتے ہیں۔ ملک میں اگر اتحاد چاہتے ہو، ملک میں اگر اتفاق چاہتے ہو، ملک میں اگر لسانی، صوبائی، فرقہ

واری کی عصبیتوں کو ختم کرنا چاہتے ہو تو آپ کے طور اور طریقے سے عصبیتیں ختم نہیں ہوں گی۔ یہ ملک و وطن کے جھگڑے، یہ جغرافیے کے جھگڑے، یہ سرحدوں کے جھگڑے یہ صرف ایک ذات پہ آکر ختم ہوں گے کہ مصور پاکستان نے کہا کہ

بڑھ کے خیبر سے یہ معرکہ دین و وطن

یہ دن کے جھگڑے، یہ وطن کے جھگڑے، یہ صوبے کے جھگڑے، یہ علاقے کے جھگڑے، یہ زبان کے جھگڑے، یہ مسالک فکر کے جھگڑے، یہ جتنے بھی جھگڑے ہیں انہیں اقبالؔ نے خیبر کا دروازہ کہا ہے۔ لیکن اس کا علاج بھی بتایا ہے۔ اب بتاؤں کس کے پیغام پر مصور پاکستان چل رہے ہیں کہ ملک میں اگر اتحاد بین المسلمین چاہتے ہو تو ہماری بات نہیں مانتے ہو تو مصور پاکستان کی بات تو مانو، شاعر مشرق کی بات تو مانو، پاکستان کا تصور دینے والے کی بات تو مانو جس نے کہا:

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکہ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے

اب اگر ملت نہ سمجھے تو اس میں اقبالؔ کا کوئی قصور تھوڑی ہے جس نے پاکستان کا تصور دیا تھا۔ اسی نے علویت کا تصور بھی دیا، اسی نے بتایا کہ تمہارے ہر مرض کا علاج خانہ علیؑ پر موجود ہے۔

اتحاد! چاہتے ہو تو آستانہ علیؑ پر آؤ۔ اتفاق! چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔
قران چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔
تفسیر قران چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔
تفہیم قران! چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔
قیادت! چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔
تخصیص! چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔
تعیم! چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔

Presented by www.ziaraat.com

قیادت! چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

نجابت! چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔

ولایت! چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔

امامت! چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

توحید! چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔

آدمؑ! کی شرافت چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

موسیٰؑ! کی ہیبت چاہتے تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

نوحؑ! کا تقویٰ چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔

یوسفؑ! کا جمال چاہتے ہو تو علیؑ کے آستانے پر آؤ۔

عیسیٰؑ! کا زہد چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

یہی نہیں شریعت چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

جبرئیلؑ! چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

سلمانؓ! چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

ابوذرؓ! چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

قانونِ محمدؐ! چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔

مقام مصطفیؐ! چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ اور نظام مصطفیؐ چاہتے ہو تو علیؑ کے دروازے پر آؤ۔ صلوات۔

بھئی عجیب بات ہے پاکستان کا تصور تو اقبال سے لے لیتے ہو ایمان کا تصور نہیں لیتے۔ اس تجاہل عارفانہ کو ہم کیا کہیں؟ بھئی جس نے پاکستان کا تصور دیا اس نے پاکستان کے قائم رہنے کے دلائل بھی تو فراہم کیے تھے۔ کن کن بنیادوں پر پاکستان قائم رہے گا یہ بھی بتایا تھا اقبال نے۔ لیکن بات یہاں تو یہ ہے نا کہ شخصیت پرستی تو کرتے ہیں کردار پرستی نہیں کرتے۔ شخصیت کو بڑا سلام لیکن اقبال کا عقیدہ ہے کیا یہ کوئی بیان نہیں کرتا۔

اقبال کا پیغام کیا ہے یہ کوئی بیان نہیں کرتا۔ اقبال جس نے ایک کفر کے فتوے کا مقابلہ نہیں کیا بلکہ چالیس چالیس کفر کے فتوؤں کا مقابلہ کیا۔ چالیس چالیس کفر کے فتوؤں کا مقابلہ کرنے کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے پارٹیشن سے پہلے علامہ اقبال نے اتحاد کا پیغام دیتے ہوئے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا کہ سارے برصغیر کے مسلمان۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاک کاشغر

لیکن اقبال نے بتایا کہ یہ اتحاد اگر قائم رکھنا ہے تو ان دونوں بھائیوں کی طرح ہو جاؤ جن کا نام لسان قدرت نے محمدؐ اور علیؑ رکھا ہے۔ صلوات۔

اور علیؑ کی پیروی کرو یہ اقبال کا پیغام ہے۔ علیؑ کی پیروی کرو۔

علیؑ کی پیروی اس لیے کرو کہ علیؑ رسالت سے "لحمك لحمی" کی منزل پر ہے۔

علیؑ نبوت سے "لحمك لحمی" کی منزل پر ہے۔ اقبال نے جب یہ کہا تو کفر ساز فیکٹریوں میں اوورٹائم لگنے شروع ہوگئے۔ فتوے تیار ہونے لگے۔ یہ دیکھیے علیؑ کو اتنا بڑھا دیا۔

"لحمك لحمی" "دمك دمی" رسولؐ کی حدیث ہے نا! یہ لیجیے اقبال تو اس پراتی سند کے ساتھ بول رہے ہیں جیسے یہ صحیح حدیث ہو حالانکہ ہماری کسی صحیح میں نہیں ہے۔

بھئی یہ آپ کی صحیح میں نہیں ہے اس لیے تو صحیح ہے۔ یہ ہماری صحیح میں نہیں ہے اسی لیے صحیح نہیں ہے تو فوراً ہی کفر کے فتوے اقبال پر، مصور پاکستان پر۔

مردہ قبروں پر تمغے سجانے والو! اقبال کے پیغام کو دیکھو جب اقبال نے یہ کہا کہ "علیؑ لحمك لحمی" کی منزل پر ہے تو سارے اسلامی نظام میں ہلچل برپا ہوگئی۔ ساری کفر ساز فیکٹریاں اوورٹائم لگانا شروع کرنے لگیں کہ اس نے علیؑ کو "لحمك لحمی" کا مصداق قرار دیا تھا اور اقبال بھی کفر کے ان فتوؤں کو نہ خیال میں لائے، نہ خاطر میں

Presented by www.ziaraat.com

لائے نہ لفٹ کرائی بلکہ روضۂ رسولؐ کی طرف رُخ کر کے کہا کہ یا رسول اللہ!

مقصد لحمك لحمي پہ کھلی ان کی زبان
یہ تو ایک راہ سے تجھ کو بھی بُرا کہتے ہیں

یعنی یہ مصور پاکستان نے یہ تصور بھی دیدیا، پاکستان کا تصور دینے والے نے یہ تصور بھی دے دیا کہ علیؑ کی مخالفت کرنے والے نبی کو بُرا کہتے ہیں۔ تو اب بتاؤ احترام نبوت کس کے پاس ہے؟ علیؑ علیؑ کرنے والوں کے پاس۔

کس کے پاس ہے مقصد نبوت؟ کس کے پاس ہے احترام نبوت؟ ہم نے ایمرجنسی میں کلمہ نہیں پڑھا۔ ہم نے تلوار کی نوک گردن پر رکھے جانے کے بعد کلمہ نہیں پڑھا۔ الحمدللہ قصیدے پڑھے جاتے ہیں ایمان کے اور قصیدے عشروں پر پھیل گئے یعنی جن کی لغت میں کبھی یوم بھی نہیں تھا وہ عشروں تک آ گئے۔ چلیے آہستہ آہستہ عشروں تک تو آئے یعنی جن کی لغت میں عشرہ نہیں تھا وہ عشرہ تک تو آ گئے یعنی عشرہ مبشّرہ تک تو آئے۔

یاد رکھو ایمان کے قصیدے پڑھنا اور بات ہے، ہنگامی حالات میں کلمہ پڑھنا اور بات ہے، اور تصدیق رسالت کرنا اور بات ہے۔ ہم نے کلمہ نہیں پڑھا تصدیق کی ہے اور الحمدللہ قران نے تصدیق کرنے والوں کو منافق نہیں کہا۔ کلمہ پڑھنے والوں کو منافق کہا ہے ہم نے تصدیق کی ہے ہم نے خالی کلمہ نہیں پڑھا ہے اور علامہ اقبالؔ نے بھی کہا ہے۔

دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

دل و نگاہ کا مسلمان ہونا ضروری ہے زبان لاکھ لا الہ الا اللّٰہ کہتی رہے۔ اور بڑی عجیب بات ہے دوستو! اور یہاں میں جو بات کہنا چاہ رہا ہوں کہ نبوت کے مقصد کو سمجھے بغیر کلمہ کا کوئی فائدہ نہیں اس سے بہتر تو کافر مر جاؤ کم از کم منافق تو نہ کہلاؤ۔

بھئی ٹھیک ہے جو بھی ایمان لایا واجب الاحترام ہے ہم کب انکار کرتے ہیں لیکن ایمان لانے والے کی اپنی کوشش بھی ظاہر ہو۔ اس نے کیا جدوجہد کی ایمان لانے کے سلسلہ میں۔ سنا ہے رسول اللہؐ نے دعا کی اللہ نے مسلمان کر دیا آپ کا ایمان کیا ہوا رسول

اللہ نے دعا فرمائی تھی پیغمبرؐ نے دعا فرمائی مان لیا اللہ نے مسلمان کر دیا تو مسلمان ہونے والے کا کچھ کمال ہے؟ اس میں۔ میں نے بتایا میں سرسری سے گزرنے کا تو عادی نہیں ایمرجنسی میں نہ سمجھیں۔

رسول اللہ نے دعا فرمائی نا! پروردگار یہ دو ہیں ایک ابوجہل ہے ایک یہ ہے جبھی کہتے ہیں کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہے۔ خدا کی قسم کہاں ملا دیا جا کے کس کلگیری کا کافر بنا دیا جا کے۔ جہاں علم نہ ہو وہاں فضیلت بھی نہیں بیان کی جاتی۔ یہاں تو مصیبت یہ ہے کہ ایک کی فضیلت بیان کریں گے تو دوسرے کی توہین کر دیں گے۔ دونوں میں سے ایک کو اللہ نے مسلمان کر دیا تو ابوجہل تو جنّت میں جائے گا نا اگر یہ حدیث صحیح ہے تو جائے گا بالکل جائے گا جناب اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ابوجہل پکا جنّتی میں کہہ رہا ہوں۔

بھئی دیکھیے نا! رسولؐ اللہ نے دو کنڈیڈیٹ candidate پیش کیے نا کہ ان دونوں میں سے کسی کو مسلمان کر دے نام تو نہیں لیا نا کسی ایک کو مسلمان کر دے تو ایک کو مسلمان کر دیا تو ابوجہل تو قیامت کے دن کہے گا نا کہ پروردگار اس میں میرا کیا قصور ہے تیرے حبیب نے دو نام پیش کیے تھے تو نے اسے کیوں مسلمان کر دیا مجھے ہی کر دیتا اور جب تو نے نہ چاہا کہ میں مسلمان ہوں تو میں کیسے مسلمان ہو جاتا؟ بات آ جائے گی نہ عدل الٰہی پر ایسی حدیثوں کو تو ہم مسترد کر دیتے ہیں۔

یہ اگر کلامِ پیغمبر ہوتا تو ماورائے تنقید ہوتا۔ بشر کی مجال نہیں ہے کہ کلام پیغمبرؐ پر تنقید کر سکے۔ جب ہم کسی حدیث پر تنقید کر دیں تو سمجھ لو کہ وہ پیغمبرؐ کی حدیث نہیں ہے۔ یاد رکھو یہ ہے معیار اس لیے کہ اگر ہم اس حدیث کو مان لیں تو عدل الٰہی پر بات آ جاتی ہے تو پھر اپنا کمال کیا ہوا؟ چلیے اگر رسولؐ نے دعا کی اللہ نے قبول کی مسلمان ہو گئے تو پھر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ قتل کرنے کے لیے چلے تھے۔

اچھا دیکھئے رسولؐ نے دعا کی فوراً قبول ہوئی ہوگی۔ رسولؐ کی دعا ہے اور اللہ نے مسلمان کر دیا۔ جب کر دیا تو قتل کرنے کیوں چلے؟ آپ سوچیں خود سوچیں انصاف سے

Presented by www.ziaraat.com

کہ جب حضورؐ نے دعا فرمادی مسلمان ہوگئے ہوجانا چاہیے تھا نا حضورؐ کی دعا سے لیکن نہیں ہوئے قتل کرنے چلے۔ راستہ میں کسی نے طعنہ دیا پہلے گھر کی خبر لو۔

بھئی! میں یہ واقعہ ضرورتاً بیان کر رہا ہوں اس لیے کہ میری تقریر آٹھویں منزل پر ہے اور میں چاہتا ہوں یہاں اپنے ممدوح کو خراج عقیدت پیش کرنا اور اس نکتہ پر آپ کی پوری توجہ چاہوں گا میں سارا عشرہ قربان کر دوں اپنے اس ممدوح پر جس کی طرف میں اس جملے سے آرہا ہوں متفقہ ہے نا تاریخ اسلام میں کہ راستے میں طعنہ دیا کہ پہلے اپنے گھر والوں کی تو خبر لو وہ مسلمان ہو چلے۔ بس یہیں سے مجھے بحث کرنا ہے راستے میں طعنہ دیا کہ پہلے گھر کی تو خبر لو یہاں سے عربوں کی سائیکالوجی کا تو پتہ چلا۔

میں اپنے کلیجہ کی پوری طاقت سے یہ استدلال کروں گا اور وقت معلوم تک اجازت لوں گا کہ جو چاہے اس کا جواب لے آئے۔

میں خراسان کے منبر پر حاضر ہوں جواب حاصل کرنے کے لیے۔ راستے میں طعنہ دیا کہ پہلے گھر کی خبر لو تو مکّہ مدینہ کے کافروں کا مزاج تو سمجھ میں آیا کہ اگر گھر میں کوئی عیب ہوتا تو وہ طعنہ ضرور دیا کرتے تھے۔ چونکہ مسلمان ہونا کافروں کی نظر میں طعنہ تھا۔ طعنہ تھا نا اسی لیے تو راستہ چلتے طعنہ دیا۔ طعنہ سے باز نہیں آتے تھے۔ اگر گھر والوں میں کوئی عیب دار ہوتا تو کافر طعنہ دینے سے باز نہیں آیا کرتے تھے جیسا کہ طعنہ دیا۔ خدا کی قسم اگر علیؑ کا باپ ابوطالبؑ وہ ہوتا جو مسلمان سمجھتے ہیں تو کوئی کافر علیؑ کو کبھی تو طعنہ دیتا کہ کس کافر باپ کا بیٹا ہونے پر فخر کر رہے ہو؟

بھئی دیکھیے نا اگر معاذ اللہ علیؑ کا باپ کافر ہوتا تو کوئی کافر طعنہ دیتا۔ چلیے کُلِ کفر تو کہتا۔ یاد رکھو پوری تاریخ اسلام میں غزوات نبیؐ کی تاریخ اٹھا کر دیکھو کہ ہر کافر کے سامنے علیؑ نے اپنا تعارف ''انا علی بن ابی طالبؑ'' کہہ کے کرایا۔ اگر باپ عیب دار ہوتو نامور بیٹا عیب دار باپ کے ذریعہ سے تعارف نہیں کرایا کرتا لیکن علیؑ نے زندگی کے ہر محاذ پر اپنا تعارف کرایا تو یہ کہہ کر کہ میں ابوطالبؑ کا بیٹا ہوں۔

علیؑ کے علاوہ بھی کسی نے تعارف کرایا اپنے باپ کے ذریعہ؟ دیکھ ڈالو پوری تاریخِ اسلام کو اور کسی ایک کا نام لو جس نے فخریہ اپنا تعارف اپنے باپ کے ذریعہ کرایا ہو۔ ایک آدمی بھی نہیں پیش کیا جاسکتا جس نے مقام فخر پر اپنے باپ کا نام بھی لیا ہو۔ باپ کا نام کون لے؟

کسی نے تعارف نہیں کرایا اپنے باپ کے ذریعہ سے علیؑ نے جہاں بھی کہا:

''انا علی بن ابی طالبؑ''

صرف ایک جگہ ہے غزواتِ نبی میں جنگ خیبر جہاں علیؑ نے اپنے باپ کے ذریعہ سے اپنا تعارف نہیں کرایا وہاں یہ کہا: میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

کہاں کہاں علیؑ سے بڑھو گے اگر کوئی تاریخ میں یہ پیش بھی کر دے کہ فلاں مقام پر اپنے باپ کے ذریعہ سے تعارف کرایا تھا تو ماں کے ذریعہ سے تو کسی نے بھی نہیں کرایا ہوگا۔ صلوات۔

دیکھیے باپ کے ذریعہ سے تعارف کرایا علیؑ نے، ماں کے ذریعہ سے بھی تعارف کرایا۔ بتا دیا علیؑ نے میرا باپ بھی قابل فخر ہے میری ماں بھی قابل فخر ہے۔ یہ کیوں اس لیے کہ شجرہ پر اعتماد تھا، حسب نسب پر اعتماد تھا۔ صرف ایک جنگ ہے جنگ خیبر کہ جہاں تعارف کرایا اپنی ماں کے ذریعہ سے ورنہ ہر جگہ کہا کہ ابوطالبؑ کا بیٹا ہوں۔

ایک مقام پر کہا: میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔

اور یہ امام ہیں یہاں ماں کے ذریعہ سے کیوں تعارف کرایا امام تھے اس لیے کرایا نہیں ماں کے نام سے پکارے جانے کا مسئلہ نہیں ہے ماں کے نام سے تو اُمتی پکارا جائے گا امام نہیں پکارا جائے گا ماں کے نام سے اس لیے کہ سب کے حسب نسب سب کی نسبتیں ختم ہوجائیں گی لیکن معصوم کی نسبت باقی رہے گی اور پیغمبرؐ اسلام کا فرمانا کہ:

قیامت کے دن سب کے حسب نسب ختم ہوجائیں گے سوائے میرے حسب نسب کے۔ تو ہے ہی ایک صحیح حسب نسب۔

Presented by www.ziaraat.com

میں بتاتا چلوں تاکہ عام طور پر یہ بات کہ ماں کے نام سے پکارا جائے گا نا وہ تو اُمت کے لیے ہے یہ اس کی ستار العیوبیت کا کمال ہے کہ قیامت کے دن شرمندہ ہونے سے بچایا۔ ماں کے نام سے پکارے گا یہ اس کا عدل ہے یہ اس کا کرم ہے کہ اولاد کو شرمندہ ہونے سے وہ قیامت کے دن بھی بچائے گا لیکن علیؑ نے جو تعارف کرایا وہ اس لیے کہ امام تھے اور امام ماضی بھی جانتا ہے مستقبل بھی جانتا ہے۔

امام چونکہ مرحب کے مقابلے میں جا رہے ہیں اور امام کو علم تھا۔

اللہ اکبر! میرے مولا تیری عظمتوں کے قربان۔ قربان ہونے کو جی چاہتا ہے علیؑ پر اور جب ایسا علیؑ موجود ہو تو جمہوریت کے لوگ نظر میں نہیں کھپتے۔ جمہوریت کی بیساکھی پر کھڑے ہو کر بڑا ہونا اور بات ہے اور دوشِ نبوت پر قدم رکھ کر علیؑ بننا اور بات ہے۔ صلوات۔

امام تھے، مرحب سے مقابلہ تھا اس لیے کہا کہ میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا کیوں اس لیے کہ امام کو علم امامت سے یہ علم تھا۔ امام اب بھی نہیں چاہتے کہ یہ میرے ہاتھ سے مرے۔ امام ہے نا! امام نے اپنی ماں کے نام سے اپنا تعارف کرا کے مرحب کو اس کی ماں کی وصیت یاد دلائی اس لیے کہ اس کی ماں نے کہا تھا: دیکھ ہر ایک کے مقابلے میں جانا مگر حیدر کے مقابلے میں نہ جانا۔ امام نے اپنی ماں کے نام سے اپنا تعارف کر کے بتایا اب بھی اگر بچنا چاہتا ہے تو واپس لوٹ جا۔

یہ ہے علم امام کیونکہ مرحب اور عنتر و حارث تین تھے نا یہ خیبر میں ان تینوں کو علیؑ کی ذوالفقار نے فی النار کیا۔ ایک جملہ کہتا ہوا گزر جاؤں گا بڑی تیزی سے، آپ سمجھیں نہ سمجھیں زور نہیں دوں گا اس پر۔ مرحب، عنتر، حارث ان کی ماں نے۔ کافر تھے یہ۔ کافروں کی ماں نے اپنے بیٹے کو منع کیا کہ حیدر کے مقابلے پہ نہ جانا، کافروں کی ماں ہے، فضائل مولا علیؑ پڑھنے کا مطلب، یہ نہیں ہے کہ آدمی عقل و ہوش و خرد کو کھو بیٹھے، فضائل علیؑ کا معیار یہ ہے کہ عقل معراج پر آئے، ایمان معراج پر آئے۔ دیوانگی کا غلبہ نہ آنا

چاہیے۔

نعرۂ تکبیر! یہ نعرہ سب سے بڑا نعرہ ہے۔ معلوم ہے یہ نعرہ کس نے لگایا؟ مولا علیؑ نے لگایا اور جب یہ نعرہ لگا کے گئے ہیں نا تو واپس نہیں پلٹے۔ علیؑ نے ہمیشہ اس نعرہ کی لاج رکھی ہے۔ صلوات۔

کافروں کی ماں نے اپنے بیٹوں کو حیدر کے مقابلے میں جانے سے منع کیا۔ کافروں کی ماں ہے مگر علیؑ کے مقابلے میں اپنے بیٹوں کو نہیں لاتی قیامت کے دن کم از کم مرحب و عنتر و حارث کی ماں اتنا تو کہہ دے گی پروردگار جہنم میں بھیج دے میں ان تینوں کی ماں ہوں مگر میں نے تو منع کیا تھا تینوں کو۔ منع میں نے اس لیے کیا تھا کہ میں ماں تھی۔ منع اس لیے کیا تھا کہ واقعی ماں تھی؟ بیٹوں کی محبت میں منع کیا تھا علیؑ کی محبت میں نہیں۔ کہ حیدر کے مقابلے پہ نہ جانا ورنہ مارے جاؤ گے ہاں ماں کی ممتا کا تقاضہ تھا کہ منع کرتی۔ ماں نے ان بچوں کو پیدا جو کیا تھا۔ جانتی تھی کہ اولاد کی محبت کیا ہے بغیر کسی زحمت کے ماں نہیں بنی تھی۔ صلوات

صرف ایک جنگ ہے جہاں علیؑ نے اپنا تعارف ماں کے ذریعہ سے کرایا۔ ماں کے ذریعہ سے کرا کے علیؑ نے یاد دلایا کہ یاد کر کہ تیری ماں نے تجھ سے کیا کہا تھا۔ مولا علیؑ نے اپنا تعارف اپنی ماں کے ذریعہ سے کرایا تو وہ رکا بھی مقابلے پر آتے آتے لیکن کمبخت شیطان آ گیا بیچ میں کہا: ارے پاگل ہو رہا ہے یہ وہ حیدرؑ نہیں ہے یہ کوئی اور ہے۔ یہ دوسرا حیدرؑ ہے۔ اسے بھی مغالطہ ہوا کہ روز سردار آ رہے ہیں جا رہے ہیں۔ انتالیس دن تک بھاگتے رہے اسے کچھ کرنا نہیں پڑتا تھا کھڑکی سے منہ نکال کر بس اتنا کہتا تھا آؤں یا جاتے ہو۔ عادی تھا انتالیس دن کا۔

علیؑ نے ایمرجنسی میں کلمہ نہیں پڑھا۔ علیؑ نے تصدیق رسالت کی ہے۔ یاد رکھو یہ بھی ایک مقام فخر ہے میرے دوستو! بتاؤ اپنے دوستو کو جا کر کہ واحد ہے میرا مولا وہ کہ جس نے یہ کہا کہ یا رسولؐ اللہ میں آپ کا اتباع کروں گا، میں آپ کی اطاعت کروں گا،

Presented by www.ziaraat.com

میں آپ کے دشمنوں کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔ پورے عالم اسلام کی تاریخوں کو میرا چیلنج ہے کہ کوئی بتائے کسی کلمہ پڑھنے والے نے کلمہ پڑھتے وقت نصرت پیغمبرؐ کا بھی وعدہ کیا؟

سوائے علیؑ کے کسی نے وعدہ نہیں کیا بس سب نے کلمہ پڑھا کسی نے وعدہ نہیں کیا۔ کوئی تاریخ نہیں بتاسکتی کہ کسی نے نصرت کا بھی وعدہ کیا ہو۔ بھئی جھگڑا کیوں کرتے ہو جب وعدہ ہی نہیں کسی کا۔ بھئی میں مجلس پڑھنے کا وعدہ نہ کروں اور پھر نہ آؤں تو مجھ سے کوئی جواب طلب کرنے کا تو حق دار نہیں ہے۔ بھئی میں کہہ دوں گا میں نے وعدہ ہی نہیں کیا۔ لیکن علیؑ نے تو وعدہ کیا تھا جبھی تو سب چلے گئے مگر علی نہیں گئے۔ اور وعدہ کس کا تھا؟ نبوت کے تحفظ کا وعدہ تھا اس لیے پیغمبرؐ اسلام نے کیا فرمایا تھا؟

”آج کے دن جو میری تصدیق کرے گا وہ میرا ولی ہوگا، میرا وصی ہوگا۔“

میرا وصی کون ہوگا؟ جو میری تصدیق کرے گا۔ میری گواہی دے گا، میری شہادت دے گا۔ یہ کلمہ پیغمبرؐ نے نہیں پڑھا جو سارے مسلمان پڑھتے ہیں۔ چلو یہ فیصلہ بھی ہو۔ کل مجھ سے سوال کیا گیا تھا یہ کلمہ پیغمبرؐ نے نہیں پڑھا۔

اشهد ان لا اله الا الله و اشهدان محمدا رسول الله یہ تو علیؑ نے پڑھا ہے۔

پیغمبرؐ اسلام نے تو اتنا کہا ہے: کون ہے جو میرے مقصد کے ساتھ تعاون کرے؟ کون ہے جو میری تصدیق کرے؟ میں تمہارے لیے دنیا و آخرت کی بہترین نعمتیں لے کر آیا ہوں۔

دعوت ذوالعشیرہ میں یہی کہا تھا نا! اس پر علیؑ نے کیا کہا؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں تو یہ کلمہ سب سے پہلے کس نے پڑھا؟ یہ کلمہ جو سارے مسلمان پڑھتے ہیں سب سے پہلے کس نے پڑھا؟ علیؑ نے پڑھا۔

نبی نے کیا وعدہ کیا تھا۔ مسئلہ ہی ختم کردیں آج ہمیشہ کے لیے۔ تاریخوں کا تعین کرتے ہیں، ہم سے تاریخ پوچھتے ہیں۔ بتائیں گے ہم آج محفل شاہ خراسان میں تاریخ۔

یہ ذہن میں رہے کہ سب سے پہلے کلمہ کس نے پڑھا علیؑ نے اور یہ پیغمبرؐ نے کیا کہا تھا: جو میری گواہی دے گا وہ میرا وصی، میرا وزیر، میرا خلیفہ ہوگا۔

پیغمبرؐ نے وعدہ کیا تھا نا! تو پیغمبرؐ تو صادق الوعد ہے اس لیے جو وعدہ کیا ہوگا پورا کیا ہوگا اور فوراً پورا کیا ہوگا۔ جیسے ہی گواہی آئی ہوگی پیغمبرؐ نے وعدہ پورا کیا ہوگا۔

سنو ہم سے ہمارے کلمہ کی تاریخ پوچھنے والو!

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله

یہ سب سے پہلے علیؑ کی زبان پر جاری ہوا اور جب علیؑ نے شہادت دے دی تو پیغمبرؐ نے اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے فرمایا: اشهد ان عليا ولي الله

جو نبیؐ والے ہیں وہ علیؑ کی سنّت پر عمل کر رہے ہیں جو علیؑ والے ہیں وہ نبیؐ کی سنّت پر عمل کر رہے ہیں۔ صلوات۔

مسئلہ حل ہوگیا نا جہاں سے اعلان رسالت ہے وہیں سے اعلان ولایت ہے فرق صرف یہ ہے کہ یہ کلمہ جو ساری امّت کا ہے یہ علیؑ کی سنّت ہے اور جو کلمہ علي ولي الله ہم پڑھتے ہیں وہ نبی کی سنّت ہے اور وہیں سے پڑھتے ہیں جہاں سے نبی نے پڑھا اور وہاں سے نبی نے پڑھا جہاں سے نبی ہے۔ صلوات۔

تو علیؑ نے جب تصدیق نبوت کی تو بعثت کے مقصد کو بھی سمجھا اور بعثت کا مقصد سمجھنا دلیل ہے کہ کبھی نافرمانی نہیں کی۔ اس لیے کہ جانتے تھے کہ:

من يطع الرسول فقد اطاع الله

جس نے اطاعت کی رسولؐ کی اس نے اطاعت کی اللہ کی۔ جانتے تھے کہ

ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے رسول کا اتباع کرو۔

اتباع پیغمبر یہ بتائے گا کہ تم کتنے محب خدا ہو۔ جانتے تھے کہ بعثت کا مقصد کیا

ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

Presented by www.ziaraat.com

جو رسولؐ تمہیں دے اسے لے لو جس سے منع کر دے اسے چھوڑ دو۔ جانتے تھے کہ رسول کی حیثیت کیا ہے۔

قل اطیعوا اللہ و الرسول فان تولوا فان اللہ لایحب الکافرین

(سورۂ آل عمران آیت ۳۲)

اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جس نے بھی پشت دکھائی، جس نے بھی روگردانی کی بتحقیق اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ صلوات۔

ایک سوال مجھ سے کیا تھا چوتھی مجلس میں اور میں اب تک اس کا جواب نہیں دے سکا آج ضمناً اس کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ جاؤں گا۔ قران نے احترام نبوت کی آیت نازل کی۔ صاحبان ایمان خبردار اللہ و رسول سے کبھی قدم آگے نہ بڑھانا کبھی سبقت نہ لے جانا ورنہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں گے۔ کہہ رہا ہوں نکال دو ابھی بھی نکال دو یہ روایت ورنہ میں آیت لا رہا ہوں۔ دیکھو اچھا ہے یا تو اسی مجمع میں کوئی اعلان کر دے کہ نکال دی تو میں یہیں سے آگے بڑھ جاؤں گا ورنہ میں آیت لاؤں گا وہاں تک جہاں تک مجھے لانا ہے۔ نماز پڑھانے والی روایت نکال دو دیکھو نکال دو میں بہت ٹائم دے رہا ہوں ورنہ میں آیت لا رہا ہوں۔

خبروار! خدا و رسول سے کبھی قدم آگے نہ بڑھانا قدم آگے بڑھا اور اعمال گئے، اعمال حبط ہو جائیں گے۔ تو پیش نماز جو ہوتا ہے وہ آگے ہوتا ہے یا پیچھے ہوتا ہے؟ نماز پڑھانے والا آگے ہوتا ہے نا! یہی اکلوتی دلیل ہے نا بس اس کے علاوہ تو کوئی دلیل نہیں کہ نماز پڑھائی تو حضور نے نہیں پڑھی معاذ اللہ سترہ دن کی نمازیں قضا ہوئیں حضور کی؟ میں نہیں مان سکتا نہیں مان سکتا آپ کی امامت رہے نہ رہے مجھے نبوت بہت عزیز ہے، مجھے نبوت بہت عزیز ہے۔

سترہ دن پڑھائی اچھا تو سترہ دن اگر پڑھائی تو کیا معاذ اللہ سترہ دن حضور نے نماز نہیں پڑھی تو یہ سوال ہوگا کہ حجرے میں پڑھ لیتے تھے تو وہاں حجرے اور مسجد میں فاصلہ ہی

نہیں تھا۔ یہ بھی غلط فہمی حجرے کا دروازہ تو مسجد میں کھلتا تھا سب کے کھلتے تھے پھر سب کے بند ہوگئے سوائے علیؑ کے سب کے بند ہوگئے۔ تو یہ بھی نہیں کہ فاصلہ تھا۔ بولٹن مارکیٹ جانا پڑتا تھا ایسا بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ حجرے سے ملی ہوئی مسجد تھی۔ مسجد سے ملا ہوا حجرہ تھا۔ تو پھر وہاں بھی نہیں پڑھی ہوگی۔ تو وہاں بھی نہیں پڑھی، مسجد میں بھی نہیں پڑھی تو پھر کہاں پڑھی؟

اچھا امام ہے آپ کا نبی کی نبوت چلی جائے آپ کا امام باقی رہے؟ یا تو پھر یہ بتائیے کہ سترہ دن کہاں پڑھی نماز۔ یا پھر یہ کہیں کہ وہ پیچھے پڑھ لی تھی آ کر۔ تو آئیے یہیں ٹھہریے جب پیچھے آ کر پڑھ سکتے ہیں تو پڑھانے میں کیا ہرج ہے

دیکھو نا دوستو! ایک ایک لفظ کا تجزیہ کر رہا ہوں ہر ہر موقع پر ہر ذہن پڑھ رہا ہوں تا کہ کوئی سوال بعد میں کسی کے ذہن میں نہ رہے۔ پیچھے پڑھ سکتے ہیں تو پڑھا سکتے ہیں۔ بھئی پڑھانے میں کوئی بوجھ تو نہیں ہوتا، جیسے پڑھنا ہے ویسے ہی پڑھانا۔ وہی قیام، وہی قعود، وہی رکوع، وہی سجود۔ یا پیش نماز کوئی گٹھری سر پہ لے کے کھڑا ہوتا ہے، کوئی وزن اٹھا کے کھڑا ہوتا ہے۔ نہیں ہاکا سا عمامہ ... جو ... کے تقدس کا تاج ہوتا ہے جس کا ہم سب احترام کرتے ہیں۔ بتائیں نا جان عمی کاظمی صاحب آپ ہی کچھ بتائیں چکر کیا ہے؟ اسی سوال پہ ساری رات ... کی فکر نہ کریں۔

بھئی ہماری مجالس تو اسکول اور یونیورسٹی ہیں نا، مدرسہ ہے علم اور عقل کا، عدل کا۔ یہاں باب مدینۃ العلم کا فیض جاری ہوتا ہے۔ کسی ذاکر کا کمال نہیں ہوتا بلکہ اس دروازے کا کمال ہوتا ہے جہاں پہ عطا ہوتا ہے۔ بات واضح ہونا چاہیے۔ تین باتیں۔

یا تو معاذ اللہ سترہ دن حضور نے نماز نہیں پڑھی، یا حجرے میں پڑھی وہ ثابت نہیں، یا مسجد میں پڑھی۔ تو جب پڑھی تو پڑھا سکتے ہیں اور اگر پیچھے پڑھی تو "لا تقدموا" میں کہہ رہا ہوں ہٹاؤ اس امام کو سامنے سے۔

آپ دیکھیں، غور کریں، فکر کریں کہ اگر امام آگے (دونوں طریقے سے قران سے

Presented by www.ziaraat.com

ثابت کروں گا) ماموم پیچھے تو رسول کے آگے جو بھی ہوا اعمال حبط۔ تو جب اعمال ہی حبط تو امامت کہاں رہ جائے گی؟ ختم ہوگئی میری بات۔

قرآن یہ کہتا ہے کہ: لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

(سورۂ حجرات آیت ۲)

خبردار اے صاحبان ایمان اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو۔ اپنی آوازوں کو آوازِ پیغمبر سے بلند مت کرو۔ اگر ایسا کیا اعمال حبط ہوئے پھر اعمال ضائع۔ آپ تو نمازی ہیں۔

اللہ ہم سب کو نمازی بننے کی توفیق عطا فرمائے اس لیے کہ نماز ہمارا ورثہ ہے۔

نماز ورثۂ آل محمدؐ ہے، نماز جاگیر ہے آل محمدؐ کی، نماز طرۂ امتیاز ہے آل محمدؐ کا۔

نماز شان ہے آل محمدؐ کی، نماز تمکنت ہے آل محمدؐ کی۔

مگر وہ نماز جو آل محمدؐ سے قریب کرے۔ وہ نماز نہیں جو آل محمدؐ سے دور کرے۔ اس نماز سے تو بے نمازی مرجانا اچھا ہے مگر وہ نماز جو معرفت آل محمدؐ دل میں پیدا کرے۔ آپ سب تو جانتے ہیں کہ پیش نماز جو ہوتا ہے اس کی آواز بلند ہوتی ہے ماموم کی آواز کم ہوتی ہے ماموم کی آواز کو بلند نہیں ہونا چاہیے۔ فقہی مسئلہ ہے۔

امام کی آواز بلند ہوتی ہے ماموم کی آواز سے اور قرآن یہ کہہ رہا ہے خبردار نبیؐ کی آواز سے کبھی آواز بلند نہ کرنا۔ اگر امام آگے تھا نبی پیچھے تھا تو آواز تو ان کی بلند ہوئی ہوگی نا! تو نبیؐ ماموم کی منزل پر کھڑے ہیں معاذ اللہ! تو وہ شریعت کو توڑ دیں لیکن نبیؐ تو نہیں توڑ سکتے۔ نبیؐ نے تو آواز بلند نہیں کی ہوگی۔ اس لیے کہ اگر نبیؐ صف میں کھڑے ہو کر امام کی آواز سے آواز بلند کر دیتے تو شریعت میں خلل واقع ہوجاتا۔ پھر ماموم کی آواز سے بلند ہونا سنت نبیؐ بن جاتی۔ تو نبی کی آواز تو بلند نہیں ہوئی ہوگی۔ امام کی آواز بلند ہوئی ہوگی۔

قرآن یہ کہتا ہے کہ خبردار کبھی بھی بلند نہ کرنا۔ اس میں کوئی شرط نہیں ہے کہ یہاں بلند کرنا، یہاں نہ بلند کرنا۔ کبھی بلند نہ کرنا نبی کی آواز سے اپنی آواز کو۔ تو اگر نماز پڑھائی

تو اعمال گئے۔ اعمال گئے تو دیکھئے ہم عرض کرتے ہیں آپ کی خدمت میں کہ فضیلتیں اور بھی ہیں اور کسی طریقے سے فضائل بیان کیجیے۔ نہیں تو ہم سے پوچھیے ہم فضیلتیں بتائیں۔ ہم بتاسکتے ہیں واقعی بتاسکتے ہیں اور اچھے طریقے سے فضیلتیں بیان کریں گے لیکن یہ فضیلتیں بیان کرنے میں سارے اعمال ہی کو اکارت کر دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔

مقام نبوت ہے کہ آواز بلند نہ ہو۔ احترام رسالت یہ ہے کہ قدم آگے نہ ہو۔ نبیؐ کی آواز سے کبھی آواز بلند نہ کرنا اور اگر کوئی شور مچانے لگے اور شور بھی ایسے وقت پہ مچائے کہ جہاں کے بعد معافی کا خانہ نہیں۔ آخری وقت میں شور مچائے، اس کے بعد حضور تشریف بھی لے گئے۔ اب کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ نہیں گستاخی کی تھی بعد میں معافی مانگ لی تھی۔ معافی کا موقع ہی نہیں رہا معافی کا خانہ ہی نہیں تھا۔

تو ہم صرف عرض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ مقام نبوت کی معرفت کے بغیر نہ کلمہ کی کوئی اہمیت ہے، نہ اقرار توحید کی کوئی اہمیت ہے، نہ اقرار رسالت کی کوئی اہمیت ہے، نہ اصول دین کی کوئی اہمیت ہے، نہ فروع دین کی کوئی اہمیت ہے۔ ہمارے یہاں لاکھ علیؑ علیؑ ہو مگر مرکز نبی ہوتا ہے۔

کتنا بھی ہم علیؑ کی فضیلت بیان کرتے ہیں مقصد یہی ہوتا ہے کہ جس نبی کا علیؑ ایسا ہے اس علیؑ کا نبیؐ کیسا ہوگا۔ جس کا شاگرد ایسا ہے اس کا استاد کیسا ہوگا، جس کا جز ایسا ہے اس کا کل کیسا ہوگا۔

لیکن آپ نے تو قانون نہ قرآن سے لیا نہ صحیح حدیث سے لیا آپ نے قانون یہ بنایا کہ بس جو اکثریت نے کہہ دیا وہی صحیح۔ حالانکہ قرآن کہتا رہا:

قلیل من عبادی الشکور و اکثر ھم لا یعقلون۔

قلت ہے، اقلیت ہے ہمارے شکر گزار بندوں کی اور اکثریت تو بے وقوفوں کی ہے۔

اگر آپ کہیں کہ اکثریت ہی صحیح ہے۔ تو اکثریت احمقوں کی ہے، اکثریت بے وقوفوں کی ہے، اکثریت کافروں کی ہے، اکثریت منافقوں کی ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے لیکن

Presented by www.ziaraat.com

آپ نے مجاریٹی (majority) کا اندازہ لگایا کہ بس اکثریت ہی صحیح ہے۔ اکثریت کا فیصلہ وہ حق نہیں رکھتا جب قرآن کا فیصلہ آ جائے، جب معصوم کا فیصلہ آ جائے، جب نبی کا فیصلہ آ جائے۔

اکثریت کہاں حق پر ہوگی، اکثریت تو ۶۵ کی جنگ میں بھارت کی طرف تھی۔ اکثریت میں تو وہ بھارتی تھے نا؟ اقلیت تھی نا ہر مقام پر، ہر جگہ، ہر محاذ، ہر سیکٹر پر، آسمان پر، زمین پر، علیؑ ہی علیؑ نظر آ رہا تھا۔ بلکہ تمام اخبارات ۶۵ کی جنگ کے اٹھا کر دیکھیں آپ، جنگ چھڑنے کے تین چار دن کے بعد کے اخبارات سب اٹھا کر دیکھیں خود ہمارے جنگ اخبار میں آیا تھا کہ مدینہ میں رہنے والے ایک شخص نے خواب دیکھا۔ اس نے خواب میں حضور کی زیارت کی۔ حضور کے ساتھ علیؑ بھی تھے اس نے ہاتھوں کو جوڑ کر کہا کہ سرکار کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔

حضور نے کہا: پاکستان کی سرحدوں پر جا رہا ہوں اس لیے کہ حق و باطل کا معرکہ ہے۔ خواب میں بیان کیا گیا اور خواب دیکھا مدینے والے نے۔ تحریر ہوا ہمارے اخبارات میں۔ ہم بہت چھوٹے تھے مگر ہمیں اب تک وہ تحریر یاد ہے۔ پوچھنے والے نے پوچھا: یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا: میرا بھائی علیؑ ہے۔ خواب اتنا ہی تھا۔

مدینے والے نے خواب دیکھا کہ حضور پاکستان کی سرحدوں پر آئے ہیں ساتھ میں کون تھا علیؑ۔ علیؑ کو ساتھ لیا میں کہوں گا یا رسول اللہؐ کہاں مدینہ کہاں نجف اتنی دور سے علیؑ کو بلانے کی کیا ضرورت تھی برابر میں سے کسی صحابی کو ساتھ لے آئے ہوتے! صلوات۔

مانو تو اسے مانو جو زندگی کے ہر لمحے میں ماننے کے قابل ہو۔ تسلیم کرو تو اسے تسلیم کرو جسے کہیں پیش کرتے وقت شرمندگی نہ ہو۔ الحمدللہ ہم اس علیؑ کو مانتے ہیں۔ ایک جملہ اور کہہ دوں جب جنگ کی بات آ ہی گئی ہے ۹ ستمبر ۱۹۶۵ء کے روز جب ہماری فوجوں نے کامیابی سے بھارتی جارحیت کو کچلنا شروع کیا اور ہماری فوجیں غالب آنے لگیں تو

اخبارات نے بتایا کہ ایک سیکٹر پر جب ہمارا ٹینک ایک توپ خانے کی طرف بڑھا اور بالکل قریب پہنچ گئے جب ہمارے جیالے نوجوان تو ہمارے اس کمپنی کمانڈر نے اپنے فوجیوں سے کہا جو صرف مٹھی بھر تھے کہ اس وقت واحد علاج یہ ہے کہ علیؑ کا نعرہ لگا دو تو جیسے ہی قریب پہنچے ہمارے فوجیوں نے (یہ زندہ معجزہ تھا ۶۵ کی جنگ کا جو تمام اخبارات میں آیا تھا) جیسے ہی نعرہ لگایا علیؑ کے نام کا تو وہ توپ خانہ کا جو کمانڈر تھا وہ موقع پر ہی علیؑ کے نام کی دہشت سے ہلاک ہو گیا۔ گولی نہیں لگی۔ یہ واقعہ جب میں نے پڑھا تو میں نے سجدے کیے تو اور بھی پتہ چلا کہ علیؑ کے نام سے موت کافر ہی کو آتی ہے۔ صلوات

تو میں عرض صرف یہ کر رہا تھا کہ علیؑ کے نام کو یہ عظمت کیوں ملی اس لیے کہ اس نے اطاعت رسول کا حق ادا کیا۔ علیؑ کو ہم اس لیے نہیں مانتے کہ وہ نبی کا بھائی ہے یا ابوطالبؑ کا بیٹا ہے کیونکہ اس نے فخر کرتے ہوئے کہا کہ: انا عبید من عباد محمد۔ صلوات۔

علیؑ کو اس لیے مانتا ہوں کہ اس نے تمام تر فضیلتوں کے باوجود بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ میں نبی جیسا ہوں۔ میرے علیؑ نے زندگی میں کبھی نہیں کہا کہ میں نبی جیسا ہوں۔ نبی نے سینکڑوں مرتبہ کہا کہ میں علیؑ جیسا۔

یاعلی انت منی وانا منك (صحیح بخاری) یاعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ. یا علی دمك دمی، لحمك لحمی، سلمك سلمی۔

تیرا خون میرا خون، تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا دوست میرا دوست، تیری صلح میری صلح، تیری جنگ میری جنگ۔

نبیؐ نے کتنی مرتبہ کہا کہ میں علیؑ جیسا مگر میں علیؑ کو اس لئے مانتا ہوں کہ علیؑ نے کبھی نہیں کہا کہ میں نبیؐ جیسا۔ یہی تو علیؑ کے علیؑ ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے کہ یہ نبیؐ کی ذرہ نوازی تھی کہ علی کو اپنا جیسا کہا۔ اور یہ علیؑ کی اعلیٰ ظرفی کہ علیؑ نے کبھی نہیں کہا۔ ہمیشہ محمدؐ کی غلامی کا دم بھرا، ہمیشہ محمدؐ کی غلامی پہ فخر کیا اور مرتے دم تک اس غلامی کو علیؑ نے

Presented by www.ziaraat.com

maintain کیا ہے۔

ضربت جب کھائی ہے نا! اور آخری وقت آیا ہے تو سارے بیٹوں کا ہاتھ تو حسنؑ کے ہاتھ میں دیا، عباسؑ کو بلا کر ایک جملہ کہا جو علیؑ کے علیؑ ہونے کی دلیل ہے:

عباس جس طرح تیرے باپ نے محمدؐ کی غلامی کی ہے اس طرح تجھے محمدؐ کے بیٹے کی غلامی کرنا ہے۔

اس کے بعد ایک جملہ اور کہا میرے مولا نے:

فضہ ذرا تبرکات فاطمہؑ کا صندوق تو لے آ۔

تبرکات فاطمہؑ کا صندوق آیا۔ غور سے سننا بہت روؤ گے آواز دی:

بیٹا حسینؑ ادھر آؤ۔ حسینؑ اس میں سے نانا کی فوج کا سامان نکالو۔

علم کا سامان نکالا۔ کہا: بیٹا اسے سجاؤ۔ اسے سجایا۔ کہا: حسینؑ ہم تو کربلا میں نہیں ہوں گے ہماری بڑی تمنا تھی کہ ہم اپنے عباسؑ کو علمدار محمدی کی صورت میں دیکھیں۔
حسینؑ عباسؑ کو علمدار بنا دے جس طرح تیرے نانا نے تیرے باپ کو علمدار بنایا تھا۔

کہا: عباسؑ ادھر آؤ۔ عباسؑ آئے۔ حسینؑ نے علم اٹھایا عباسؑ کے قریب آئے عباسؑ آگے بڑھے گھٹنا زمین پر ٹیکا۔ آقا کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ علم اٹھایا۔ یا علیؑ کہہ کے کھڑے ہوئے۔ باپ کی طرف مسکرا کے دیکھا اور علیؑ نے ایک مرتبہ کبھی بیٹے کو دیکھا کبھی بیٹے کے بازوؤں کو دیکھا۔ ایک مرتبہ مولا کو ہچکی آ گئی۔ کہا: بیٹا حسنؑ میرے قریب آؤ۔

حسنؑ قریب آئے کہا: بیٹا مجھے سہارا دے۔

حسنؑ نے سہارا دیا۔ آواز دی: زینبؑ ادھر آؤ۔

کہا: حسینؑ ماں کے صندوق سے اپنی ماں کی چادر زینبؑ کو اوڑھا دے۔

فاطمہ زہراؑ کی چادر حسینؑ نے زینبؑ کے سر پر اوڑھائی۔

علیؑ جو آخری سانسیں لے رہے ہیں ایک مرتبہ چیخ کر کہتے ہیں: زینبؑ دوڑ کر عباسؑ کے علم کے نیچے چلی جا۔ زینبؑ دوڑ کے عباسؑ کے علم کے نیچے آ گئی۔

ایک مرتبہ علیؑ نے پکار کے کہا: عباسؑ خبردار جب تک تیرے بازو سلامت ہیں زینبؑ کے پردہ سے خبردار، زینبؑ کے پردے سے خبردار۔

دم نکل گیا۔ تاریخ نے انقلابی کروٹیں لیں۔

عزادارو! آج وہی زینبؑ کوفہ کے دروازے پر کھڑی ہے۔ کل میں نے مصائب یہاں چھوڑے کہ در و دیوار کو دیکھ کر کہا کہ سیّد سجادؑ یہ وہی کوفہ ہے نا! بیٹا مجھے شرم آتی ہے ان راستوں پر قیدی کی طرح جاتے ہوئے۔ کل میں نے مصائب یہاں چھوڑے تھے کہ بد دعا کے لیے ہاتھ اٹھے سر حسینؑ سے آواز آئی: زینبؑ جاؤ بھائی سے کیا ہوا وعدہ پورا کرو۔ ہاتھ اٹھے ہوئے نیچے گر گئے۔

کہا: اچھا مرے ماں جائے جو تیری مرضی۔ میں تو مدینے سے نکلی ہوں یہی سوچ کر کہ جو تیری مرضی۔ دارالامارہ کے دروازے پر آئی۔ دروازے پر ایک سر بریدہ لاشے کو لٹکے ہوئے دیکھا۔ سیّد سجادؑ کو بلا کر کہا سید سجادؑ بیٹا

اے نور نظر خون کے رشتے کا یقیں ہے
بیٹا یہ کہیں لاشۂ مسلم تو نہیں ہے

ہاں پھوپھی امّاں یہ میرے غریب چچا کا لاشہ ہے، یہ مسافرِ کوفہ کا لاشہ ہے، یہ سفیرِ حسینؑ کا لاشہ ہے۔ زینبؑ لاشۂ مسلمؑ کے قریب جا کے کہتی ہے:

مسلم زینبؑ آ گئی، بھیا زینبؑ آ گئی۔ دربار ابن زیاد میں داخلہ ہے۔ علیؑ کی بیٹیوں کا داخلہ، نبی کی نواسیوں کا داخلہ۔

ارے اور کیا مصائب پڑھوں؟ یہی تو مصائب ہیں۔ داخل ہوئے۔

ابن زیاد ملعون تخت پر بیٹھا ہے طشت میں حسینؑ کا سر ہے، ہاتھ میں ملعون کے چھڑی ہے۔ خدا کسی بیٹے کو اتنا مجبور نہ کرے جتنا سیّد سجادؑ، جتنا میرا بیمار مظلوم۔ باپ کے سر پر ملعون ضرب مار رہا ہے اور سیّد سجادؑ دیکھ رہا ہے گردن جھکائے کھڑے ہیں، ماں بہنوں کا قافلہ بے ردا ہے۔ سر جھکائے کھڑے ہیں۔

نویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! محفل شاہ خراسان میں الحمدللہ کہ ہم عشرہ ثانی کی نویں تقریر آپ حضرات کی سماعت کے لیے ہدیہ کر رہے ہیں۔ ان تقاریر میں ذوق وشوق اور جوش ایمانی کا مظاہرہ آپ فرما رہے ہیں اور جس خلوص کے ساتھ آپ محمد مصطفیٰ کو ان کے نواسے کا پرسہ دے رہے ہیں اور اجر رسالت کی ادائیگی کر رہے ہیں یہ یقیناً احسان شناس اور زندہ قوموں کی علامت ہے اور ان کا طرۂ امتیاز بھی ہے۔

مقصد بعثت ہمارا موضوع گفتگو ہے اور اس عنوان پر ہم اذہان ملت کو جس امر کی جانب متوجہ کرنا چاہ رہے ہیں وہ نہ تو مناظرہ ہے نہ مجادلہ، نہ غیر ضروری تنقید ہے، نہ اعتراض بلکہ ہم اس مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ کی آواز کے استقبال کے سلسلے میں مقام مصطفیٰ پر گفتگو کر کے ملت کی مدد کر رہے ہیں اور یہ بات واضح کرنا چاہ

رہے ہیں کہ یقیناً نظام مصطفیٰ ہمارے سر آنکھوں پر۔ ہم دیدہ و دل فرش راہ کیے ہوئے ہیں۔ نظام مصطفیٰ کے انتظار میں۔ بلکہ نظام مصطفیٰ کے انتظار میں اب تو ساری امت ہے۔

ہم تو چودہ سو برس سے مصطفیٰ کے نظام کا بھی انتظار کر رہے ہیں اور مصطفیٰ کے قائم مقام کا بھی انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن ملت ابھی چار ہی سال ہوئے ہیں کہ انتظار کر رہی ہے۔ چلیے ایک اتحاد تو ہوا مصطفیٰ کے نام پر کہ ساری ملت منتظِر ہوگئی اور نظام منتظَر ہوگیا۔

اب یہ اعتراض کرنا تو ختم ہوگیا کہ انتظار کرنا دیوانگی ہے۔ اگر دیوانگی ہے تو پھر سب دیوانے ہیں اور اگر یہ عین ایمان ہے تو سبحان اللہ! تو اس عنوان کے تحت ہم جو عرض کرنا چاہ رہے ہیں وہ یہ کہ نظام مصطفیٰ اس امت کا مقدر ہے، اس ملت کا سرمایہ افتخار ہے، تاریخ کا انمول سرمایہ ہے۔ ہم تو کبھی اس نظام کے مخالف ہو ہی نہیں سکتے، ہم تو کبھی اس نظام کی مخالفت کا تصور ہی نہیں کرسکتے اس لیے کہ ہم نے تو کبھی اس نظام سے دامن نہیں بچایا، ہم نے کبھی اس نظام کی مخالفت نہیں کی۔

نظام مصطفیٰ قران وسنت کے قانون کا نام ہے تو ہماری پوری تاریخ گواہ ہے چودہ صدیوں کی کہ ہم نے اس نظام کے علاوہ کچھ قبول ہی نہیں کیا۔ اگر ہم قران وسنت پیغمبر کے علاوہ کسی اور نظام کو قبول کرتے تو پھر ہماری فقہ بھی درباروں میں پروان چڑھتی۔ ہمیں اپنی فقہ کی سربلندیوں کے لیے جانیں قربان نہ کرنا پڑتیں۔

لیکن چودہ سو برس میں ہر مکتب فکر کا درباروں میں پروان چڑھنا یہ بتاتا ہے کہ سمجھوتہ ہوا اور چودہ سو برس میں ہر دور حکومت میں ہماری فقہ کا زیر عذاب رہنا یہ بتاتا ہے کہ ہم نے کبھی ملوکیت کو پسند نہیں کیا۔ اس لیے کہ ملوکیت نام ہے قران اور سنّت کی دشمنی کا۔ یہ تو اگر آج پاکستان میں قران اور سنّت کی آواز بلند ہوئی تو سلام کیا کرو میرے مولا کو کہ جس نے قران اور سنت کے علاوہ ملنے والی حکومت کو ٹھکرا دیا تھا۔

دیکھیے نا! اب صرف قران اور سنّت کی بات ہے نا اور تیسری تو کوئی بات نہیں، کسی جماعت کا کوئی نعرہ نہیں سوائے قران وسنّت کے۔ کوئی کانسٹیٹیوشن Constitution نہیں

Presented by www.ziaraat.com

سوائے قران وسنّت کے۔ جو بات ہے وہ قران وسنّت کے لیے ہے۔ لیکن اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ جب ہم کہہ رہے تھے کہ ہم قران وسنّت پر عمل کریں گے تو آپ نے سیرت کی شرط لگا دی تھی۔ اور آج ملت مسلمہ سیرت کی بات نہیں کرتی بلکہ قران و سنّت کی بات کر رہی ہے تو سیرت کی شرط کا خود بخود الگ ہوجانا بتاتا ہے کہ جسے علیؑ مسترد کردے وہ پھر حیات نہیں پایا کرتا۔

سیرت کو چونکہ اولی الامر نے مسترد کر دیا تھا، امام برحق نے مسترد کردیا تھا۔ آج بھی ہے کوئی جو یہ کہے کہ ہم قران وسنّت کے ساتھ سیرت پر بھی عمل کریں گے؟ ہرایک کا نعرہ صرف اورصرف قران وسنّت ہے اور یہی میرے مولا نے کہا تھا کہ ہم قران وسنّت پر عمل کریں گے، کسی کی سیرت پر عمل نہیں کریں گے۔

بھئی لوگوں نے کہا تھا نا: مولا یہ حکومت لیجیے۔ ۱۵ لاکھ مربع میل کے علاقے میں پھیلی ہوئی سلطنت علیؑ کو پیش کی جارہی تھی مگر اس شرط کے ساتھ قران پر عمل کریں گے سنّت پر عمل کریں گے۔ علیؑ نے اقرار کیا تھا اور اس کے بعد کہا تھا آپ سیرت شیخین پر بھی عمل کریں گے۔

علیؑ نے بے نیازی سے کہہ دیا تھا: نہیں کریں گے۔

آپ نے کہا: علیؑ قران پر عمل کرو گے؟ کہا: ہاں کروں گا۔

کہا: سنّت رسول پر عمل کرو گے؟ کہا: ہاں کروں گا۔

ابن خلدون سے لے کر مولانا مودودی تک متفق ہیں، علیؑ کے اس جواب پر۔ کہا: سیرت شیخین پر بھی عمل کرو گے؟ کہا: نہیں کروں گا۔ ہم سے ہماری فقہ کی تاریخ پوچھنے والو! ہماری فقہ تو ملت سے اسی دن علیحدہ ہوگئی تھی جس دن علیؑ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے سے انکار کردیا تھا۔ صلوات۔

ہمارا قانون تو اسی دن علیحدہ ہوگیا تھا، ہمارا راستہ اسی دن بدل گیا تھا۔ تو علیؑ نے سیرت پر عمل نہ کر کے پیغام کیا دیا؟ پیغام یہ دیا کہ عقیدوں پر سمجھوتے نہیں ہوسکتے، حکومت

ٹھکرائی جاسکتی ہے۔ عبید اللہ ابن جراح آگے بڑھ کر کیا کہتے ہیں:

یاعلیؑ اس وقت وعدہ کرلیں۔

خدا کی قسم کتنے چھوٹے لوگ تھے جو علیؑ سے بات کرنے کے آداب بھی نہیں جانتے تھے۔

صحابی رسول کہتے ہیں: یاعلیؑ اس وقت وعدہ کرلیجیے سیرت پر عمل کرنے کا۔ بعد میں کرنا نہ کرنا کون پوچھے گا۔ آپ کو اقتدار، کرسی، نوکر، چاکر، تخت وتاج سب مل جائے تب سب آپ کے ہوں گے پھر عمل کریں نہ کریں، اس وقت وعدہ کرلیں بعد میں تو آپ سے کوئی پوچھنے والا ہی نہیں، ہم تو اقتدار پرست ہوگئے ہیں، ہم اقتدار میں آنے کے بعد پھر پوچھتے تھوڑے ہی ہیں کہ وعدہ کیا کیا تھا کر کیا رہے ہیں۔ ہم تو کرسی کو سلام کرنے والے ہیں، ہم بعد میں تو پوچھنے والے نہیں ہیں کہ سرکار کیا وعدہ کیا تھا اتنی ہمت ہم میں کہاں ہے۔ ہمارے بڑوں میں بھی اتنی ہمّت نہیں تھی۔

علیؑ اس وقت آپ وعدہ کرلیجیے سیرت پر عمل کرنے کا اس وقت وعدہ کرکے کرسی تو حاصل کریں۔ میں قربان ہو جاؤں اپنے علیؑ پہ۔ کیا خوبصورت جواب دے کے اپنے آنے والے حکمرانوں کے لیے نظیر بنا کر پیش کردیا کہ نہیں علیؑ تاریخ میں اس طرح زندہ رہنا نہیں چاہتا کہ کُرسی حاصل کرنے سے پہلے کچھ وعدے کیے جائیں اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد وہ وعدے غیر معینہ مدت تک ملتوی کردیے جائیں۔ صلوات۔

مسلمانوں کی مستند تاریخوں میں لکھا گیا کہ معراج کی شب جب حضور معراج پر تشریف لے گئے اور نمازیں ادا کرنا شروع کیں تو پہلے عرش پر دو رکعت نماز ادا کی، مستدرک حاکم میں بھی ہے اور مشکوٰۃ میں ہے کہ جب دو رکعت نماز ادا کی تو پہلے دائیں جانب سے کسی کی آواز آئی۔ پھر بائیں جانب سے آواز آئی مگر حضور نے نہ ہی دائیں جانب دیکھا نہ بائیں جانب دیکھا۔ آگے جب دوسرے مقام پر سرکار رسالت مآب نے نماز ادا کی اور نماز تمام کرنے لگے تو دائیں جانب سے سلام آیا بائیں جانب سے سلام آیا

Presented by www.ziaraat.com

ایک صاحب نے کہا کہ میں عمل کروں گا۔ قران پر بھی سنت پر بھی میرت پر بھی : لیجیے بسم اللہ۔ بس آج ہی سے آپ ظل الٰہی ہوگئے، گیتی پناہ ہوگئے، سب کچھ آپ ہی ہوگئے۔

تو دوستو! یہ دو کیریکٹر ہیں جو تاریخ میں اُبھرے، ایک طرف عظمت قران کے لیے، ایک طرف صداقت قران کے لیے، ایک طرف سنّت نبوی کی حیات و بقا کے لیے تخت ٹھکرایا جاتا ہے، ایک طرف میرت کے لیے تخت قبول کیا جاتا ہے۔ تو دونوں تو برابر نہیں ہوسکتے۔ دونوں تو واجب الاحترام نہیں ہوسکتے نا! علیؑ نے مقصد بعثت کو سمجھا تھا۔ ملت نے عقیدہ قائم کیا کہ رسول اللہ صرف کلمہ پڑھانے کے لیے آئے تھے اب جس نے بھی لا الہ الا اللّٰہ کہہ دیا وہی رضی اللہ ہوگیا۔

عقیدہ یہ قائم کیا۔ حالانکہ سورۂ منافقون تردید کرتا ہے اس عقیدے کی کہ جس نے بھی اقرار توحید کیا وہی واجب الاحترام ہوگیا اور پیغمبر اسلام قران کی رو سے کیا قائم کرنے آئے تھے۔

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم

آیاته بعثت کا مقصد کیا ہے؟ آیات الٰہی کی تلاوت کرنا ویزکیهم اور امییّن کے نفوس کو پاک کرنا۔

ویعلمهم الکتاب والحکمة اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دینا۔

قران مجید میں ستر ۷۰ سے زیادہ مقامات پر بعثت رسول کی وضاحت کی گئی ہے لیکن افسوس، یہ ہے کہ ملت نے کسی ایک مقام پر بھی غور نہیں کیا۔ یہاں مقاصد بعثت کیا ہے۔

یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة

آیات کی تلاوت، نفوس کی طہارت، کتاب وحکمت کی تعلیم۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: یا ایها النبی انا ارسلناک شاهدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی الله باذنه و سراجاً منیراً یہاں بھی مقصدِ بعثت بیان کیے گئے۔

یا نبی! ہم نے آپ کو شاهداً اپنا گواہ بنا کر بھیجا۔ مقصد بعثت، شہادت وحدانیت

ہے۔ ہم نے آپ کو بشارت دینے والا بنا کر بھیجا، ڈرانے والا بنا کر بھیجا

و داعیا الی الله باذنه اور آپ اللہ کے اذن سے بندوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ داعی بندوں کو اللہ کی طرف، اللہ کے حکم سے دعوت دینے والا باذنہ آپ داعی الی اللہ ہیں مگر اللہ کے اذن سے۔

ہر ایک کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی طرف بلائے بلکہ اللہ کی طرف وہ بلائے گا جسے اللہ اپنا اذن دے دے، جسے اللہ اپنی طرف سے اجازت عطا فرمائے، اختیار دے دے۔ وسراجاً منیراً اور آپ روشن چراغ ہیں۔ اور کیفیت نبوت کیا ہے۔

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین ہم نے آپ کو بھیجا ہی نہیں مگر عالمین کے لیے رحمت بنا کر۔

یہ ہیں مقاصد بعثت قران مجید میں متعدد مقامات پر جن کا تذکرہ ہے۔ آیئے ہم ان آخری دو مجالس میں ایک ایک کرکے ان مقاصد بعثت پر بحث کرکے گفتگو کو اختتامی منزل پر لائیں۔ پہلا مقصد بعثت کیا ہے کہ سورہ مبارکہ جمعہ میں ارشاد ہوا کہ:

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته

یہ رسول وہ ہے کہ جو امیّین پر آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے۔ پہلا کام کیا ہے آیات الٰہی کی تلاوت کرنا اور شاید اسی پر گفتگو آج اختتام پر پہنچے۔ پہلا کام ہے آیات الٰہی کی تلاوت کرنا تو دوستو! ہمیں شخصیتوں سے اختلاف نہیں ہے۔ ہمیں بڑے ٹھنڈے دل سے ملت مسلمہ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا پیغمبر اسلام کے بعد نبوت ہی ختم ہوئی ہے یا ہدایت بھی ختم ہوگئی؟ مسلمان کو اقرار کرنا پڑے گا کہ نبی کوئی نہیں آئے گا لیکن ہدایت باقی ہے تو جب ہدایت باقی ہے تو مقصد بعثت بھی باقی ہے نا اور مقصد بعثت نہ تخت ہے نہ تاج، نہ تخت ہے نہ الیکشن، نہ شوریٰ نہ اجماع۔ یہ مقصد بعثت ہے ہی نہیں۔

خدا کی قسم اگر الیکشن ہوتا تو پیغمبر اسلام میدان غدیر خم میں انتخابات کراتے، مولا نہ بناتے۔ حالانکہ وہاں تو ایک لاکھ اڑتالیس ہزار کا مجمع تھا وہاں تو پولنگ بھی ہوسکتی تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

خیمے لگے ہوئے پولنگ بوتھ بھی قائم ہوجاتے لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اڑتالیس ہزار (دونوں روایتیں موجود ہیں) کے اس مجمع میں پیغمبر اسلام نے سلیکشن Selection کیا ہے الیکشن نہیں کیا۔

تو بعد پیغمبر اسلام ہم مسند ہدایت پر یہ نہیں دیکھیں گے کون کس نتیجہ میں برسر اقتدار آیا! ہم یہ دیکھیں گے کہ مسند پیغمبر پر وہ آئے جو ہدایت کے منصب کو آگے بڑھائے اور مقصد بعثت نہ ملک گیری ہے نہ ہوس ملک گیری۔ اگر یہ کوئی اچھی بات ہوتی تو علامہ اقبال کبھی یہ نہ کہتے۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

علامہ اقبالؔ فرماتے ہیں کہ مومن کی مراد شہادت ہے، کشور کشائی نہیں ہے مال غنیمت نہیں ہے۔ علامہ اقبالؔ کی نظر میں ملکوں کو فتح کرنے والا مومن نہیں ہے، شہید ہونے والا مومن ہے۔ شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن۔ ہم تو پیغمبر کے بعد بھی مسند ہدایت پر اسے دیکھنا چاہتے ہیں جو پیغمبر کی طرح پیغمبر کے بعد بھی آیات الٰہی کی تلاوت کا حق رکھتا ہو، بیٹی سے معنی نہ پوچھتا ہو۔

ہدایت کیا ہے؟ بعثت کا مقصد ''یتلوا علیھم آیاتہ''

تو مجھے تاریخ میں یہ مت دکھاؤ کہ کس نے کتنے ملک فتح کیے۔ کس کا ایڈمنسٹریشن Administration اچھا تھا، کس نے تلواروں سے گردنیں جھکائیں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ بعد پیغمبر مسند ہدایت پر آیات الٰہی کی تلاوت کا حق دار کون تھا تو آیئے قران سے معلوم کریں کہ پیغمبر نے اپنی زندگی میں آیات کی تلاوت کا حق کسے دیا تھا۔

"یتلوا علیھم" آیاتہ ہے نا مقصد بعثت۔ تو آیات کی تلاوت کا حق پیغمبر اسلام نے کسے عطا فرمایا؟ پوری تاریخ گواہ، قران کی آیتیں گواہ کہ برأت کا سورہ نازل ہوا ایک سرکار چلے آیتیں لے کے تلاوت کرنے کے لیے۔

جبرئیلؑ آئے پیغمبر سے کہا: پیغمبر یا تو خود جاؤ یا اس رجل کو بھیجو جو تم سے ہو۔ جو تم میں سے ہو، جو تمہارا نفس ہو۔ تمام مسلمانوں کی تاریخیں گواہ ہیں کہ تیز رفتار اونٹنی پر بٹھا کر علیؑ کو بھیجا، راستے میں سورہ لیا اور علیؑ نے جا کر تلاوت کی۔

دنیا والو! راستے میں سے سورہ لیا علیؑ نے جا کے تلاوت کی۔ سوال تو صرف یہی قائم کرنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کو حیات پیغمبر میں ایک سورہ کی تلاوت کا حق نہیں پہنچتا ان لوگوں کو بعد پیغمبر یہ کس نے حق دے دیا کہ سارا نظام مصطفیٰ خود پہنچانے لگے۔ صلوات۔

معلوم یہ ہوا کہ بعثت کا مقصد ہے ''یتلوا علیھم آیاتہ'' اور جو آیات الٰہی کی تلاوت کرے گا وہی حق دار ہوگا مسند ہدایت پر آنے کا۔ دوسرا مقصد بعثت کیا ہے۔

ویزکیھم اور مومنین کے نفوس کا تزکیہ کرے یعنی ناپاک نفس کو پاک کرے۔ تو اب ناپاک نفس کو کون پاک کرے گا؟ جس کا اپنا نفس پاک ہو۔ اسے تو پاک کرنے کا حق نہیں نا جس کے نفس میں شرک چیونٹی کی طرح رینگ رہا ہو۔

سب سے بڑی نجاست تو شرک ہے نا! تو جب اپنا ہی نفس مشکوک ہے تو دوسرے کا نفس کیا پاک ہوگا۔ تو اب کون کرے گا ناپاک نفس کو پاک؟ وہ کہ جس کا اپنا نفس پاک ہو۔ یہ بھی قران ہی سے پوچھو نا کہ جس کا اپنا نفس طاہر و طیب ہو وہی تو دوسروں کے نفوس کا بھی تزکیہ کرے گا نا! تو اتنا پاک تو ہونا چاہیے نفس کم از کم کہ جس کے بدلے اللہ اپنی مرضی دے دے۔

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللّٰہ ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنے نفس کو فروخت کر دیتے ہیں اللہ کی مرضی کے عوض تو جس کا نفس پاک ہوگا اسی کو تو اللہ خریدے گا۔ اور خریدا۔ علیؑ کے نفس کو خریدا اور اپنی مرضی کو بیچا۔ مرضی قیمت ہے نا۔

علیؑ کے نفس کی قیمت کیا ہے رضائے الٰہی۔ علیؑ کا نفس نماز کے بدلے میں نہیں خریدا۔ روزے کے بدلے میں نہیں خریدا۔ یعنی علیؑ کے نفس کی قیمت نہ نماز ہے نہ روزہ

Presented by www.ziaraat.com

ہے، نہ حج ہے، نہ زکوٰۃ ہے، نہ خلافت ہے، نہ امامت ہے یہ تو نہیں کہا کہ ہم نے علیؑ کا نفس خریدا امامت کے بدلے۔

معلوم ہوا علیؑ کے نفس کی قیمت ہے رضائے ربانی۔ اللہ کی رضا ہے علیؑ کے نفس کی قیمت۔ ہر عملِ صالح جو انسان کرتا ہے وہ اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے نا۔ اب علیؑ کا نفس اللہ کے پاس اللہ کی رضا علیؑ کے پاس۔ اب اگر دیکھنا چاہو کہ اللہ کس سے راضی تو اس کی عبادتیں نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ علیؑ کی محبت کس کے پاس ہے اگر علی راضی تو رضی اللہ ہے ورنہ......

بھئی اب رضا تو علیؑ کے پاس ہے نا اللہ کی رضا اور اللہ جب ایک مرتبہ رضا دے دے تو واپس نہیں لیا کرتا اس لیے کہ وہ کم ظرفوں کو دیتا ہی نہیں۔ وہ ظرف و صلاحیت وطینت اور خمیر دیکھ کر عطا فرماتا ہے تو علیؑ نے اپنا نفس بیچا کب؟ شب ہجرت۔ جب شب ہجرت نفس بیچ دیا علیؑ نے تو اب علیؑ کیوں بھاگے میدان سے۔ بھئی میدان سے تو نفس بھگاتا ہے نا! علیؑ کے پاس نفس ہوتا تو علیؑ میدان چھوڑتے۔

بھئی ڈرتا آدمی اپنے نفس کے لیے ہے نا۔ حفاظت نفس اور جان کے لیے جاتا ہے نا۔ نفس ہمارا جان ہی تو ہے۔ نفس بچاتا ہے آدمی۔ تو جس کے پاس جان ہو اور جب علیؑ کی جان ہے ہی اللہ کے پاس تو پھر علیؑ کو پیچھے ہٹنے کی کیا ضرورت؟

جن کی جان جن کے پاس ہے وہ اپنی جان کی حفاظت نبی کی جان سے زیادہ کرتے ہیں۔ لیکن جس کی جان اللہ کے پاس ہے وہ نبی کی جان کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرتا ہے اس لیے کہ نبی حبیب اس کا ہے۔ اس کا محبوب بھی محبوب ہوا کرتا ہے یہ ہے فلسفہ سارا محبت کا۔ مقاصد بعثت تو سمجھے ہی نہیں۔

کبھی اکثریت پر نازاں ہوجاتے ہیں، کبھی اقلیت پر نازاں ہوجاتے ہیں، کبھی اجماع پر نازاں ہوجاتے ہیں، کبھی شوریٰ پر نازاں ہوجاتے ہیں لیکن خدا کی قسم جس جس چیز پر ناز کیا اس اس چیز پر شکست دی گئی۔ اکثریت پر جب جنگ حنین میں ناز کیا نا، غزوہ

حنین میں اکثریت پر قرآن گواہ ہے یاد کرو یوم حنین کو جس دن تم اپنی اکثریت پر موٹا کدو ہوگئے تھے۔ جب تم نے اپنی اکثریت پر غرور کیا تو شکست تمہارا مقدر بن گئی معلوم ہوا کہ اکثریت پر غرور نہیں کرنا چاہیے اکثریت خدا کو پسند نہیں ہے۔

قرآن گواہ ہے نا! یوم حُنین جب تم اپنی اکثریت پر اکڑنے لگے تھے نازاں ہوگئے تھے تو نتیجہ یہ ہوا کہ مخالف فوجوں نے اکثریت کو تتر بتر کر کے رکھ دیا اور پھر سب چلے گئے۔ رہا تو وہی رہا جسے رہنا چاہیے تھا، جس نے وعدہ کیا تھا، جس نے اپنا نفس بیچا تھا، وہی رہا حفاظت پیغمبر کے لیے اور قرآن یہ کہتا ہے کہ اگر اللہ مومنوں کی مدد اپنے فرشتوں کے ذریعے سے نہ کرتا! تو جب فرشتے آئے ہوں گے تو سپاہی بن کے آئے ہوں گے کسی کی رہبری میں لڑ رہے ہوں گے۔ فرشتوں نے مدد کی۔ کس صورت میں آئے؟

خدا کی قسم یہ مسئلہ کبھی حل نہ ہوتا اگر تاریخ کے ورق پر ہم یہ نہ دیکھتے کہ جب فرشتے مدد کر رہے تھے اور جنگ اپنے شباب پر تھی تو ایک جلیل القدر صحابی پیغمبر کے پاس آئے آ کے کہتے ہیں یا رسول اللہ آج آپ مدینے سے کتنے علیؑ لائے تھے۔

یہ کتنے کیا؟ علیؑ تو ہے ہی ایک۔ علیؑ تو دوسرا کسی ماں نے پیدا ہی نہیں کیا؟ علیؑ تو ہے ہی ایک۔ کہا: یا رسول اللہ کتنے علیؑ لائے تھے؟

کہا: کیا مطلب؟ کہا؟ کتنے علیؑ لائے تھے؟

کہا کہ: ایک علیؑ لایا تھا۔

کہا: ہاں وہ تو میں بھی سمجھ رہا ہوں کہ وہ ایک علیؑ جو ابوطالبؑ کا بیٹا ہے مگر یا رسول اللہ میں میدان میں جدھر دیکھ رہا ہوں۔ علیؑ ہی علیؑ ہر طرف علیؑ لڑ رہے تھے۔

حضور یہی تو پوچھ رہا ہوں آج جدھر دیکھ رہا ہوں علیؑ علیؑ نظر آرہا ہے۔ میمنہ پر علیؑ، میسرہ پر علیؑ، قلب لشکر میں علیؑ، صف اعداء میں علیؑ، یہاں علیؑ، وہاں علیؑ۔ ہر جگہ علیؑ ہی علیؑ نظر آرہا ہے۔ قرآن کی آیت پڑھو کہ جب تم اپنی اکثریت پر نازاں ہو کر شکست سے قریب ہوگئے تھے تو اللہ نے اپنے فرشتوں کی مدد سے تمہیں فتح عطا کی۔ اب پتہ چلا کہ

Presented by www.ziaraat.com

جتنے فرشتے آئے تھے اور فرشتوں کو آنا بھی علیؑ کی صورت میں چاہیے کہ فرشتے معصوم ہیں اور معصوم کو معصوم ہی کی صورت میں آنا چاہیے۔

اب فرشتوں سے پوچھ لو یہ کیوں تم سارے ایک ہی کی شکل میں آگئے مختلف شکلوں میں آجاتے اچھی اچھی صورتیں تھیں۔ فرشتے یہی کہیں گے ہم تو آ ہی نہیں سکتے تھے۔ ہم ضرور آجاتے تمہارے کہنے پر مگر مجبوری ہے۔ کیسی باتیں کرتا ہے عرفان حیدر عابدی ہم معصوم ہیں کیسے آجاتے ہم معصوم ہیں اور چالیس برس بعد کلمہ پڑھنے والوں کی صورت میں آجاتے؟

اسی منزل فکر پر تو میں علی کو علیؑ مانتا ہوں کہ میرا علیؑ فرشتوں جیسا، میرا علیؑ نبی جیسا مگر کبھی نہیں کہتا کہ میں نبی جیسا۔ میرے مولا نے کبھی نہیں کہا اور مولانا ہمیشہ کہتے ہیں میں نبی جیسا۔ نبی کی مثال تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

وہ دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

کون اس کی مثال ہوگا اس کی مثال تو کوئی ہے ہی نہیں اس لیے کہ جب وہ تھا تو کوئی تھا ہی نہیں تو جب کچھ نہ تھا وہ تھا اس کی مثال کون ہوگا۔ جبھی خواجہ اجمیری نے کہا۔

گر مثل خود نہ گفتے شاہ رسل علی را
گفتے خرد بہ مدحت بے مثل بے مثالش

اگر پیغمبر اسلام علیؑ کو اپنی مثال قرار نہ دیتے تو ہم کہتے کہ علیؑ بے مثل و بے نظیر ہے اس کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔

گفتار خارجی را باور مکن اگرچہ
قالت رسول گوید از بسکہ قیل و قال است

خارجی کی بات کا کبھی یقین نہ کرو اگر وہ یہ بھی کہے کہ قال قال رسول اللہ یعنی معین الدین چشتی پیغام دے رہے ہیں ملت کو کہ خبردار خارجی کی بات کا کبھی

یقین نہ کرنا اگر وہ یہ بھی کہے کہ رسول نے کہا ہے۔ بات تشنہ رہ جاتی اگر معین الدین چشتی آگے نہ بڑھتے۔ خواجہ صاحب سے پوچھیے کہ آپ نے کہہ تو دیا ملت کو پیغام تو دے دیا کہ خارجی کی بات کو مت مانو یہ بھی تو بتائیں کہ خارجی کسے کہتے ہیں؟ کون اپنے آپ کو خارجی ماننے کو تیار ہے۔ تو دوسرے شعر میں کہتے ہیں۔

آنرا کہ غیر حیدر باشد امام و رہبر
دارد خیال باطل باطل بود خیالش

خارجی کون ہے جو علیؑ کے علاوہ کسی اور کو اپنا امام مانے اس کا خیال بھی باطل ہے، اس کی فکر بھی باطل ہے اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں۔

گر مثل خود نہ گفتے شاہ رسل علیؑ را
گفتے خرد بہ مدحت بے مثل و بے مثالش

اگر پیغمبر اسلام علیؑ کو اپنی مثال قرار نہ دیتے یہ نہ کہتے کہ علیؑ تو مجھ جیسا ہے تو میں تو یہ کہتا کہ علیؑ کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔ مگر علیؑ کو پیغمبر نے اپنے جیسا کہا ہے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ علی کا موازنہ اپنے جیسے گناہ گاروں سے نہ کیا کرو۔ علیؑ کی اگر مثال دینا ہے تو پیغمبر سے دیا کرو اور اس کے بعد کہتے ہیں۔

شاہا غریب و غمگیں یعنی معین مسکین
کمتر سگ درتست افگن نظر بہ حالش

اے میرے بادشاہ میں غریب میں معین میں مسکین تیرے در کے کتے سے زیادہ کمتر ہوں مجھ پر نظر عنایت کر دے معین الدین چشتی کہتے ہیں اور قلندر نے کیا کہا:

حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم
سر گروہ تمام رندانم
کہ سگ کوئے شیر یزدانم

Presented by www.ziaraat.com

میں حیدری ہوں میں قلندر ہوں میں مست ہوں۔

لگاؤ کفر کا فتویٰ۔ کہتا ہے میں علیؑ کا بندہ ہوں۔

''بندۂ مرتضیٰ علی ہستم'' میں علی مرتضیٰ کا بندہ ہوں۔

سرگروہ تمام رندانم
کہ سگ کوئے شیر یزدانم

اس لیے کہ میں شیر خدا کی گلی کا کتا ہوں۔

معین الدین چشتی کہے میں کتا ہوں، شہباز قلندر کہے میں میں کتا ہوں، جو بھی علیؑ کے دروازے پر کتا بن کے آیا خلوص کے ساتھ، جو انسان خلوص کے ساتھ کتا بن کے آیا اسے علیؑ نے ولی بنا دیا اور جو بدبخت انسان علیؑ کے دروازے پر بے ادبانہ آیا اسے نبی نے کتا بنا دیا۔

یہ ذرہ نوازی ہے اس دروازے کی خلوص کے ساتھ آؤ ولی بن جاؤ۔ اجمیر کا خواجہ آیا ولی بن گیا، قلندر آیا ولی بن گیا، نظام الدین آیا سلطان الہند بن گیا۔

نظام الدین حیا دارد کہ گوید بندۂ شاہم
ولکن قنبر او را کمینہ یک گدا باشد

نظام الدین کو حیا آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ میں علیؑ کا غلام ہوں مگر میں علیؑ کے غلام قنبر کا ایک کمینہ فقیر ہوں۔ توجہ کیجیے ساری دنیا جس کے آستانے پر جھولیاں پھیلاتی ہے وہ نظام الدین کہہ رہا ہے میں علیؑ کے غلام کا غلام ہوں علیؑ کا مقابلہ اپنے سے کرنے والو! پہلے علیؑ کے کتوں کا تو جواب لاؤ۔

اب بتائیے جو ولایت کی سلطنت کا بلا مقابلہ شہنشاہ ہو وہ مکہ مدینے کی خلافت کی تمنا کرے گا؟ مجھے بہت پسند آیا تھا مولانا شفیع کاظمی کا یہ جملہ آٹھ محرم کو جو انہوں نے کہا تھا کہ ولایت کا ہر سلسلہ نسب صحیح ہے۔ اب یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں پیغمبر کی حدیث بھی ہے۔ یا علی لا یحبك الا طاهرا ولا یبغضك الا خبیثا

شارح صحیح مسلم نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ہم صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ جب ہم یہ معلوم کرنا چاہیں کہ مومن کون ہے، منافق کون ہے تو علیؑ کی محبت سے دیکھ لیا کرتے تھے۔ جب صحابہ کا طریقہ یہ تھا کہ علیؑ کے ذریعہ سے مومن اور منافق کو پہچان لیا کرتے تھے تو ہم پر ملت کیوں الزام لگاتی ہے ہم بھی تو صحابہ ہی کے طریقہ پر چل رہے ہیں۔ ہم ہر مجلس میں علیؑ کا نعرہ لگا کر دیکھ لیا کرتے ہیں اگر چہرہ کھل اٹھے تو مومن ہے اگر چہرہ بکھر جائے تو منافق ہے۔

ان تقریروں کا ماحصل یہ ہے کہ بعثت کے مقاصد کو سمجھ لیا جائے کہ آخر رسول اللہ کیوں مبعوث ہوئے آخر ہدایت کا سلسلہ کیوں اللہ نے قائم کیا۔ ہدایت کا سلسلہ اللہ نے اس لیے قائم کیا تا کہ نفوس امت کا تزکیہ کیا جائے چوں کہ نفوس امت کے تزکیے کی ہر دور میں ضرورت ہے اس لیے ہر دور میں ہادی کی ضرورت ہے۔

اب دیکھیے کہ اگر حسینؑ نہ ہوتے تو یزید تو اسلام کا جنازہ نکال چکا تھا نا! اسلام کو تبدیل کر چکا تھا مگر بعثت کا محافظ باقی تھا۔ کلمہ پڑھنے والوں نے تو یزید کی بیعت کر لی تھی مگر وارث کلمہ نے انکار کیا۔ جو مسند نبوت کا وارث تھا اس نے کہا کہ نہیں بیعت تو نہیں ہوگی۔

حسینؑ کا گھر اُجڑتا ہے تو اُجڑ جائے، حسینؑ کی کائنات لٹتی ہے تو لٹ جائے، حسینؑ کی بیٹی کا سہاگ اُجڑتا ہے تو اُجڑ جائے، حسینؑ کی بہن کا پردہ نہیں رہتا تو نہ رہے،

حسینؑ کی بیٹی طمانچے کھاتی ہے تو کھائے،

حسینؑ کے خیموں میں آگ لگتی ہے تو لگ جائے، مگر نانا کا دین باقی رہے، بڑا احسان ہے زینبؑ کا یہ جملہ ہمیں نہیں بھولتا جو مدینے واپس آ کر نانا سے کہا ہے: نانا میں بھائی کے لاشے پر ایسے گزاری گئی جیسے وہ میرا کچھ نہ لگتا تھا، مجھے رونے نہیں دیا گیا۔ چلتے چلتے جب سکینہؑ اونٹ سے گری بہن نے سر پہ ہاتھ رکھے چادر تو نہیں تھی بالوں کو جھٹکا دیا بھائی کے لاشے کی طرف اشارہ کر کے کہتی ہے:

Presented by www.ziaraat.com

بھیا اجازت ہو تو ساری عمر بہن اسی طرح بیٹھی رہے۔

لے کے ہر چیز مدینے سے چلی تھی زینب
بھائی کی لاش پہ پہنچی تو کفن یاد آیا

زینبؑ نے بھائی کا لاشہ چھوڑا۔ شمر نے کہا سجادؑ قافلے کو آگے بڑھاؤ۔ سیّد سجادؑ ہتھکڑیاں، بیڑیاں تھامے ہوئے اپنی چھوٹی سی بہن سے آ کے کہتے ہیں:

سکینہؑ اٹھو۔ سکینہؑ باپ کے لاشے سے لپٹی ہوئی ہے نا! باپ کے لاشے سے نہیں لپٹی ہے، سکینہؑ باپ کے پیروں سے لپٹی ہوئی تھی۔ باپ کے سینے سے نہیں لپٹی تھی۔

جب زینبؑ نے پوچھا: سکینہؑ باپ کے سینے پہ کیوں نہیں سوئی پیروں سے کیوں لپٹی تھی۔

سکینہؑ نے کہا: پھوپھی امّاں سینے پر اتنے تیر لگے ہوئے تھے پھوپھی امّاں پورے جسم پر کوئی حصہ سلامت نہیں تھا جہاں تیر پیوست نہ ہوں صرف پاؤں ایسے تھے جہاں تیر نہیں تھے۔

سیّد سجاد کہتے ہیں: سکینہؑ اٹھو سکینہؑ اٹھو۔

سکینہؑ بیمار بھائی کی طرف دیکھ کے کہتی ہے: بھیّا مجھے باپ کے لاشے سے جدا نہ کرو۔

سیّد سجادؑ نے شمر کی طرف دیکھا شمر ملعون تازیانہ لہرا رہا تھا۔

سکینہؑ سے کہا: اٹھ جاؤ سکینہؑ۔

یتیمہ نے ایک جملہ کہا۔ بھیا بھیا شمر سے کہہ دو بازاروں میں لے جانے کے لیے اتنے قیدی کافی نہیں ہیں۔ ایک سکینہ اگر رہ گئی تو کیا فرق پڑ جائے گا۔

سیّد سجادؑ پوچھتے ہیں: سکینہؑ یہاں باپ کے لاشے پر اکیلے رہ کر کیا کرو گی؟

سکینہؑ کہتی ہے: بھیا میں اپنے باپ کو غسل و کفن دوں گی میں اپنے باپ کو دفن کروں گی۔

دسویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ (سورۂ جمعہ آیت ۲)

حاضرین گرامی قدر! محفل شاہ خراسان میں محترم فروغ صاحب کے زیر اہتمام یہ عشرہ ثانی جو ہر سال یہاں منعقد ہوتا ہے اس عشرۂ ثانی کی دسویں اور آخری تقریر آپ حضرات کے بہترین ذوق سماعت کی نذر ہے میں تمام حاضرین کا جو دور دراز کے علاقوں سے یہاں اس عشرہ میں خصوصیت کے ساتھ جوق در جوق تشریف لاتے رہے تہ دل سے شکر گزار ہوں خصوصاً اپنے نوجوان دوستوں کا جن پر بزرگ اکثر یہ الزام لگاتے رہتے ہیں کہ آج کا نوجوان مذہب سے بہت دور جا رہا ہے۔

لیکن ہماری مجالس میں ہمارے نوجوانوں کی کثرت سے شرکت اور ذوق سماعت اس الزام کو غلط ثابت کر رہی ہے اس لیے کہ جس قدر بڑی تعداد میں آج کا نوجوان حسینیت سے آشنا ہونا چاہتا ہے اتنی بڑی تعداد میں کبھی بھی نوجوان مذہب کی طرف متوجہ

Presented by www.ziaraat.com

نہیں ہوئے تو معلوم ہوا کہ میں ان بزرگوں سے جو نوجوانوں پر لامذہب ہونے کا الزام لگاتے ہیں بڑے ادب کے ساتھ یہ پوچھ لوں کہ یہ الزام تو نوجوانوں پر ہے کہ مذہب سے بہت دور جارہے ہیں، اسلام کو پسند نہیں کرتے مگر کسی نے کبھی اس مسئلے پر بھی غور کیا کہ آخر یہ نوجوان مذہب سے دور جا کیوں رہا ہے؟ اس کا سبب کیا ہے؟

آج کا نوجوان ترقی یافتہ نوجوان ہے روشنی کے زمانے کا نوجوان ہے اور اسلام ایک سچا مذہب ہے۔اسلام کسی ردعمل کا نتیجہ نہیں ہے جتنے بھی ازم اس وقت دنیا میں اُبھر رہے ہیں وہ سب کے سب کسی نہ کسی ''ری ایکشن'' reaction کا نتیجہ ہیں لیکن اسلام کسی ری ایکشن کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ ری ایکشن ہوتا ہے کسی نہ کسی ایکشن کے بعد لیکن اسلام اس وقت سے ہے جب نہ ایکشن تھا نہ ری ایکشن تھا۔تو آخر اس کی وجہ کیا ہے کبھی اس پر بھی غور کیجیے کہ اس کا سبب کیا ہے کہ آج کا نوجوان مذہب سے دور کیوں جا رہا ہے۔

اس کی تفصیلات تو میں نہیں بتا سکتا لیکن ایک واضح اور مدلل بات جو میرے نوجوان کو اسلام سے بغاوت کرنے پر آمادہ کرتی ہے وہ قصور نوجوان کا نہیں بلکہ تاریخ اسلام کے مؤرخوں کا قصور ہے کیوں کہ آج کا نوجوان جب کالج یا یونیورسٹی میں جاتا ہے اور وہ جا کر جب تاریخ اسلام کا پہلا ورق الٹتا ہے تو پہلے ورق پر اسے نظر آتا ہے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے تو وہ یہ لقب دیکھ کے ہی چونکتا ہے اس لیے کہ پڑھ لکھ کے کالج میں جاتا ہے نا! اور وہ یہ ٹائٹل دیکھ کر ہی چونکتا ہے پھر سوچتا ہے کہ لاؤ ذرا تفصیل پڑھ لیں یہ کیوں ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تو وہ پڑھنا شروع کرتا ہے کہ حضرت ابوسفیان وہ کہ جو چالیس مرتبہ رسولؐ کے مقابلے پر آئے، ابوسفیان وہ کہ جس کی بیوی ہندہ نے رسولؐ کے چچا حمزہؓ کا کلیجہ چبایا، ابوسفیان وہ کہ جس نے دشمنیٔ اسلام کی، ابوسفیان وہ کہ جو دشمن رسالت تھا، ابوسفیان وہ کہ جو صحابۂ کرام کو اذیتیں دیا کرتا تھا، ابوسفیان وہ کہ جس نے رسولؐ کے قتل کا منصوبہ

بنا کر رسول کو ہجرت پر مجبور کیا، ابوسفیان وہ کہ جو رسولؐ پر حالت نماز میں غلاظتیں ڈالا کرتا تھا، ابوسفیان وہ کہ جس نے رسولؐ کو اور اسلام کو مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، پڑھتا چلا گیا میرا نوجوان۔ ابوسفیان دشمن دین، دشمن اسلام، دشمن قران، دشمن شریعت، دشمن مصطفیٰ، دشمن صحابہ، دشمن مسلمان، دشمن توحید، دشمن کلمہ، دشمن نماز۔لیکن سو فیصد مسلم!

اب میرا نوجوان سوچتا ہے کہ یہ کون سا اسلام ہے کہ جس میں رسول کی دشمنی کرنے والا سو فیصد مسلمان، صحابۂ کرام کو تکلیف دینے والا سو فیصد مسلمان، قران سے دشمنی کرنے والا سو فیصد مسلمان، رسول کے قتل کے منصوبے بنانے والا سو فیصد مسلمان، جنگ بدر میں کافروں کا کمانڈر ان چیف ابوسفیان سو فیصد مسلمان۔

جنگ احد میں رسولؐ کے مقابلے میں آنے والا سو فیصد مسلمان، جنگ خندق میں سارے کافروں کو اکٹھا کر کے رسولؐ کے مقابلے پر لانے والا سو فیصد مسلمان۔

یہیں سے وہ اسلام سے غیر مطمئن ہو جاتا ہے۔ یہ جو اعتراض ہے نا کہ کیوں وہ اسلام سے باغی ہوتا ہے؟ وہ یہیں سے فوراً گھبرا کر دوسرا ورق پلٹتا ہے اس میں نظر آتا ہے ابوطالب خالی ابوطالب حضرت بھی نہیں اب وہ ابوطالب کے بارے میں جب دیکھتا ہے:

ابوطالب وارث انبیاء، ابوطالب وارث کعبہ، ابوطالب متولی حرم،
ابوطالب رسول کی پناہ، ابوطالب رسول کی حفاظت کرنے والا،
ابوطالب رسول کا عقد پڑھنے والا، ابوطالب یتیمی کا سہارا،
ابوطالب اپنے بچوں کو رسول پر قربان کرنے والا،
ابوطالب رسول کی پرورش کرنے والا،
ابوطالب اپنی جان قربان کر کے بھی رسول کی حفاظت کرنے والا،
ابوطالب رسول کا ناصر، ابوطالب شمع رسالت کا پروانہ،
ابوطالب تحفظ شریعت کرنے والا۔ ابوطالب چالیس برس تک رسول کی حفاظت

Presented by www.ziaraat.com

کرنے والا لیکن سو فیصد کافر!

یہ ہے زخم میرے نوجوان کا، یہ ہے تکلیف میرے نوجوان کی۔ ایک مرتبہ وہ گھبرا کر ابوسفیان کو بھی دیکھتا ہے ابوطالب کو بھی دیکھتا ہے اور اِدھر دیکھتا ہے کہ وہ دشمن اسلام ہے وہ چالیس مرتبہ رسولؐ کے مقابلے پر آیا یہ چالیس سال تک رسولؐ کی پرورش کرتا ہے، رسول کو پروان چڑھاتا ہے۔ یہیں سے میرا نوجوان اسلام کے متعلق غلط رائے قائم کر کے کہتا ہے کہ یہ کون سا اسلام ہے جس میں رسولؐ کی دشمنی کرنے والا مسلمان، رسولؐ کی دوستی کرنے والا کافر! یہیں سے وہ سوچتا ہے کہ اگر یہی اسلام ہے تو ایسے اسلام سے اچھا ہے کہ سوشلسٹ ہو جاؤ کیا ہوگا ایسے اسلام کو لے کر؟

تو دوستو! یہ اسلام کا قصور نہیں ہے تاریخ اسلام مرتب کرنے والوں کا قصور ہے۔ اسلام بہت خوبصورت مذہب ہے لیکن اس کو پیش کرنے والے ہاتھ چور ہیں۔

آج میں ابوطالبؑ کے بارے میں کچھ چیزیں پیش کروں گا اس لیے کہ میرا آئیڈیل، مجھے ترقی دینے والا، مجھے اس منزل تک پہنچانے والا ابوطالبؑ ہے۔ میں نے اپنی یہ خطیبانہ زندگی کا آغاز ہی ابوطالبؑ کے ذکر سے کیا تھا اور اس لیے کیا تھا کہ پہلی پہلی تقریر کی حوصلہ افزائی صرف ابوطالبؑ ہی کرتا ہے۔ تقریر کا تائید کرنے والا ہی ابوطالبؑ ہے۔

بھئی پہلی تقریر کہاں ہوئی؟ ابوطالبؑ کے گھر میں۔

وانذر عشیرتک الاقربین حبیب پہلے اپنے قرابتداروں کو خوفِ خدا دلاؤ۔

تو پیغمبر اسلام اس آیت کے نزول کے بعد تمام تاریخیں متفق ہیں کہ علیؑ کے پاس آئے اور آکر کہا: علی دعوت کا اہتمام کرو، کافروں کو بلاؤ۔

یا رسول اللہ آیت تو یہ کہہ رہی ہے کہ پہلے قرابت داروں کو دعوتِ ایمان دو اور آپ علیؑ سے کہہ رہے ہیں دعوت کا اہتمام کرو تو یا رسولؐ اللہ سب سے زیادہ قرابت دار تو علیؑ ہیں نا! تو بچوں میں پہلے انہیں ہی دعوت دیجیے نا! آیت کی خلاف ورزی آپ کیوں کر

رہے ہیں؟ آیت کہہ رہی ہے قرابت داروں کو بلاؤ انہیں دعوت ایمان دو آپ علیؑ سے کہہ رہے ہیں: دعوت کا اہتمام کرو کافروں کو بلاؤ۔

تو وہ مسئلہ تو ختم ہو گیا نا! پوری تاریخ اسلام کو میرا چیلنج ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے علیؑ ایمان لائے، بوڑھوں میں فلاں ایمان لائے، غلاموں میں فلاں ایمان لائے، عورتوں میں فلاں ایمان لائیں۔ یہ آپ سے پوچھا کس نے؟ آپ نے یہ ایمان کو چار حصوں میں تقسیم کیوں کیا؟ ہم جانتے ہیں کیوں تقسیم کیا، ہم جانتے ہیں کہ علیؑ کی وجہ سے ایمان کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا حالانکہ اگر ایمان چار حصوں میں تقسیم ہوتا تو کبھی علامہ اقبالؒ یہ نہ کہتے کہ

''مسلم اوّل شہ مرداں علیؑ'' کیوں؟ کیا اقبالؒ نے بخاری نہیں پڑھی؟ کیا اقبالؒ نے صحیح مسلم شریف نہیں پڑھی؟ کیا ان دونوں شریفوں کا مطالعہ علامہ اقبالؒ نے نہیں کیا تھا؟ سب کچھ پڑھنے کے بعد اقبالؒ نے کہا کہ

مسلم اوّل شہ مرداں علیؑ
دین را سرمایۂ ایماں علیؑ

پہلا پہلا مسلمان علیؑ ہے۔ پہلا پہلا اوّل المسلمین علامہ اقبالؒ نے کہا۔ لیکن مسلمان بہ ضد ہیں کہ نہیں قال قال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ یہ طے کر لیا ہے کہ انہوں نے یہ تو فرما دیا بس اسی مکھی پر مکھی بٹھانا ہے۔ بھئی ٹیلی ویژن پر ایک خطیب صاحب تقریر کرتے ہوئے فرما رہے ہیں دیکھیے اتحاد بین المسلمین کے لیے علمائے امت نے کتنی بیدار مغزی اور عقلمندی کا ثبوت دیا ہے کہ ایمان لانے کا مسئلہ نزاعی ہو جاتا کہ پہلے کون ایمان لایا اس لیے کتنی خوبصورتی سے اتحاد کو باقی رکھا کہ کسی کو نمبر نہیں دیا کہ بچوں میں آپ، بوڑھوں میں آپ، عورتوں میں آپ، تاکہ کوئی مکتبِ فکر ناراض نہ ہو۔

میں نے جو ٹیلی ویژن پر یہ تقریر سنی تھی تو میں نے کہا تھا کہ اتحاد بین المسلمین اگر ہم سے چاہتے ہیں تو ہم اپنے علیؑ کو بالکل ہی مستثنیٰ کیے لیتے ہیں ایمان لانے والوں کی

Presented by www.ziaraat.com

فہرست سے۔ آپ اپنے امیدوار کو بلا مقابلہ لے آئیں علیؑ کی وجہ سے یہ حصوں میں تقسیم ہوا نا! علیؑ نہ ہوتا تو آپ کا امیدوار تو آ گیا تھا۔ علیؑ کی وجہ سے یہ ایسا ہوا نا سلسلہ! تو آپ ایمان کو چار حصوں میں تقسیم نہ کریں، ہم اتحاد بین المسلمین کے لیے اتنی بڑی قربانی دے رہے ہیں، ان ہزاروں مومنین کے مجمع میں اعلان کر رہا ہوں اور ریڈیو پر میری مجلسیں ساری دنیا سن رہی ہے۔

میرا چیلنج ہے میں اپنے علیؑ کو مستثنیٰ کیے لیتا ہوں ایمان لانے والوں کی فہرست سے۔ آپ خوش ہو جائیں۔ آپ جسے چاہیں پہلا نمبر دے دیں ایمان میں۔ اپنی قوم کو میں سمجھا لوں گا۔ میں اپنے علیؑ کو مستثنیٰ کیے لیتا ہوں ایمان لانے والوں کی فہرست سے۔ آپ کیوں زحمتیں فرما رہے ہیں؟

آپ جسے چاہیں جتنا ایمان دے دیں۔ میں اپنے علیؑ کو علیحدہ کیے لیتا ہوں اس فہرست سے۔ بلکہ اعلان بھی کیے دیتا ہوں کہ علیؑ ایمان ہی نہیں لائے۔ اس پورے مجمع میں محفل شاہ خراسان کے منبر سے میں اعلان کر رہا ہوں کہ علیؑ ایمان ہی نہیں لائے۔ خدا کی قسم علیؑ ایمان نہیں لائے، قرآن کی قسم علی ایمان نہیں لائے، ایمان کی قسم علیؑ ایمان ہی نہیں لائے، رسولؐ کی قسم علیؑ ایمان ہی نہیں لائے اس لیے کہ ایمان تو وہ لائے جو پہلے بے ایمان رہا ہو۔

ایمان تو وہ لائیں جو پہلے بے ایمان رہ چکے ہوں، کلمہ وہ پڑھیں جنہیں پہلے کلمہ نصیب نہ ہوا ہو، اظہار ایمان وہ کریں جو پہلے لات و ہبل و عزیٰ کے پجاری رہے ہوں، علیؑ کو ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے؟ علیؑ تو پیدا ہوا خدا کے گھر میں، آنکھ کھولی رسولؐ کی آغوش میں، غذا پائی لعاب رسولؐ سے، پروان چڑھا دامن رسولؐ میں، سویا بستر رسول پر، معراج پائی دوش رسولؐ پر۔ کہاں ہے کفر دوش پیغمبر پر؟ علیؑ کی زندگی تو کعبہ اور رسولؐ کے درمیان ہے۔ ہاں وہاں کفر تلاش کرو جو پیدا ہوئے تو کافر، پلے بڑھے تو کافر، ماں باپ کافر، شجرۂ نسب کافر، دادا پردادا کافر، حسب نسب کافر، بچپن کافر، لڑکپن کافر، جوانی کافر،

بڑھاپا کافر۔

علیؑ سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ ہم مرتبہ ہیں۔ کیسے برابر ہیں؟ کب برابر ہیں؟ بت کدوں میں پیدا ہو کر، کافر ماں باپ کی آغوش میں پل کر، جوان ہونے والے اور ہیں اور کعبہ میں پیدا ہو کر زبان رسالت چوس کر، پل کر، جوان ہونے والا اور ہے۔ زمین آسمان کا فرق ہے۔ کہاں ہے مقابلہ؟ کوئی تقابل ہی نہیں ہے۔ کل ایک مولانا فرما رہے تھے وعظ میں: کیا کہنے جسے کعبہ نصیب ہو، کعبہ شریف کی منزل بڑی ہے، کعبہ شریف کا مقام بڑا ہے، مسلمان کی معراج ہے کعبہ شریف، مسلمان کی انتہائی منزل ہے کعبہ شریف۔ میں نے اسی وقت کہا: جن مسلمانوں کی انتہائی منزل ہے کعبہ وہ تیری ابتدائی منزل ہے۔

سجدے تو ہوتے رہیں گے علیؑ کے زچہ خانے کو سجدے تو کرنے پڑیں گے علیؑ کے زچہ خانہ کو

حرم کے گرد پھر کر ڈھونڈتے ہیں
بتوں کا توڑنے والا کہاں ہے؟

آج بھی خانۂ کعبہ کی دیوار میں شق ہونے کا نشان موجود ہے۔ چودہ سو برس گزر گئے شیشہ بھی پگھلا کے ڈالا کہ نشان مٹ جائے جہاں سے دیوار شق ہوئی تھی۔ پوچھو پوچھو حجاج کرام سے تو جو علیؑ کے نشان کو نہ مٹا سکے وہ علیؑ کو کیا مٹا سکیں گے؟

سجدے تو ہوتے ہیں سجدے تو ہوں گے علیؑ کے زچہ خانے کو اور جب مسلمان علیؑ کے زچہ خانے کی طرف رخ کر کے سجدہ کرتا ہے تو استاد قمر جلالوی تصویر لے لیتا ہے۔

کرتے ہیں سجدہ سوئے زچہ خانۂ علیؑ
مڑ مڑ کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو

کوئی دیکھے نہ دیکھے ابوطالبؑ تو دیکھ رہا ہے۔ میرے دروازے سے بچ بچ کر جانے والو! میرے آستانے کا انکار کرنے والو! کہاں جاؤ گے؟ آنا تو یہیں ہے نا! یہ عدل الٰہی ہے، یہ احسان قدرت ہے۔ ابوطالبؑ یہ تمہاری نیکیوں کی جزا ہے، یہ تمہارے

Presented by www.ziaraat.com

احسانات کا صلہ ہے۔

"ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" احسان کا بدلا احسان ہے،

نیکی کا بدلا نیکی ہے۔تمہاری زندگی کا ہر لحہ احسان میں گزرا تو ہم جزا دیں گے۔ ان احسان فراموشوں سے تمہیں جزا لینے کی ضرورت نہیں ہے، ہم احسان کا بدلا دیں گے۔ہمیں پتہ ہے تم نے اپنی زندگی کے ہر لمحے کو ہمارے لیے وقف کر دیا تھا۔ہمیں پتہ ہے کہ آغاز اسلام وہیں سے ہوا جہاں تم نے تائید کی۔ اگر تم تائید نہ کرتے تو آغاز ہی نہ ہوتا۔ دیکھیے میں نے کہا تھا نا کہ میری تقریر کے آغاز میں ابوطالبؑ ہے اور ان شاء اللہ مروں گا بھی تو ابوطالبؑ ہی کی تقریر کرتے ہوئے۔ اس لیے کہ اسلام میں آغاز تقریر کی حوصلہ افزائی کرنے والا پہلا انسان ابوطالبؑ ہے۔

میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں، پوری ذمہ داری سے۔ دعوت ذوالعشیرہ میں جب دعوت کی گئی تمام کافر آ گئے تمام مسلمانوں نے لکھا کہ جب وہ کھانا کھا چکے تو پیغمبر اسلام نے تقریر کرنا چاہی، ابوجہل اٹھا، مداخلت کی، شور مچانا چاہا، پیغمبر کو تقریر نہیں کرنے دی، ہوٹنگ کی۔ دوسرے معنی میں تقریر نہیں کرنے دی۔ پیغمبر اسلام بیٹھ گئے۔ تاریخ امم و الملوک کا جملہ ہے۔

دوسرے دن پھر پیغمبر اسلام نے کہا: علیؑ آج پھر کھانے کا اہتمام کرو، پھر کافروں کو بلاؤ۔

کھانے کا اہتمام ہوا۔ پھر کافروں کو بلایا گیا۔ پھر انہی کافروں نے کھانا کھایا۔ پھر پیغمبر تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ پھر ابوجہل نے اُٹھ کر مداخلت کی۔ پھر پیغمبر کو تقریر نہیں کرنے دی۔ پھر کافر اُٹھ کر چلے گئے۔

پیغمبر اسلام نے پھر تیسرے دن کہا: علی پھر کھانے کا اہتمام کرو پھر کافروں کو بلاؤ۔

اور یہ کمبخت کافر ایسے تھے کہ روز ناراض ہوکر جاتے تھے مگر کھانے پر روز آ جاتے تھے۔ معلوم یہ ہوا کہ کافروں کی عادت یہ ہے کہ نبی کے دسترخوان پر آ جاتے ہیں میدان

سے فرار، کھانے کے لیے حاضر۔ جبھی تو ہمارے صدر مملکت نے منع کر دیا ہے کوئی گول میز کانفرنس نہیں ہوگی ہاں چوکور کرلوں گا۔ تو کافر روز آ جاتے تھے۔ تیسرے دن پھر بلایا۔ تاریخ امم والملوک کے جملے۔

آج پیغمبر اسلام پھر کھانے کے بعد تقریر کے لیے کھڑے ہوئے۔ پھر ابوجہل حسب عادت اٹھا۔ پھر شور مچانا شروع کیا۔ پیغمبر اسلام خاموش ہوگئے۔ ادھر پیغمبر خاموش ہوئے اور تاریخ کے جملے۔ بزم کے ایک کونے سے ایک بوڑھا مجاہد جلال کے عالم میں اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں خون اُترا ہوا تھا۔ وہ ابوجہل کے قریب آیا۔ ایک ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑ کے زور دے کر ابوجہل کو بٹھایا۔ اور ایک جملہ کہا: اب ابوطالب تجھے اس وقت تک یہاں سے ہلنے نہیں دے گا جب تک میرا بھتیجا تقریر مکمل نہ کرلے۔

یہ کس وقت کہہ رہے ہیں ابوطالبؑ جب کسی نمبر پر کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ ابھی تو گھر والوں کے لیے آیت ہے نا! دوستوں کے لیے تو ابھی آیت ہی نہیں آئی۔ ابھی کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ ابھی سب کے پاس کالا کافر ہے۔ جب علیؑ کا باپ ایک جملہ کہہ رہا ہے: اس وقت تک تمہیں یہاں سے ہلنے نہیں دوں گا جب تک میرا بھتیجا محمدؐ تقریر مکمل نہ کرلے۔ تاریخ امم والملوک کے جملے یہ ہیں کہ ابوجہل کو ہاتھوں کے زور سے بٹھایا اور مسکرا کر ابوطالبؑ نے پیغمبر کی طرف دیکھا۔

اتنا احترام رسالت ہے کہ ابوجہل کو بٹھا رہے ہیں تو جلال کے عالم میں مگر پیغمبر کو دیکھ رہے ہیں تو مسکرا کر، ادب سے۔ مجھے بہت افسوس ہے تاریخ اسلام کے مؤرخوں پر کہ گستاخانِ رسول کے ایمان کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں اور جو ابوطالبؑ احترام رسالت میں اپنے جلال کو تبسم سے بدل رہا ہے۔ کافر کو بٹھایا اور پیغمبرؐ کی طرف مسکرا کے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں: قم یاسیدی و مولائی

چچا کہہ رہا ہے بھتیجے کو، باپ کہہ رہا ہے بیٹے کو قم کھڑے ہوجاؤ یا سیّدی و مولائی اے میرے سردار اے میرے مولا۔ اللہ نے بھی قسم کھالی:

اے میرے محبوب کو مولا کہنے والے ابوطالب اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار حاجیوں کے مجمع میں تیرے بیٹے کو مولا نہ بنا دیا تو کہنا۔

سنو نبیؐ کا قصیدہ پڑھنے والو! احترام رسالت اگر سیکھنا ہے تو ابوطالبؑ کے ایمان پر ایمان لاؤ۔ اے محمدؐ کو اپنے جیسا بشر سمجھنے والو! ابوطالبؑ جیسا چچا تو باپ کی منزل پر ہے وہ نبیؐ کو اپنے جیسا نہیں کہہ رہا ہے بلکہ اپنا مولا کہہ رہا ہے۔ ابھی تو آیتیں نازل نہیں ہوئیں۔ آیتیں نازل ہونے سے پہلے مولا کہہ رہا ہے:

قم یا سیدی اے میرے سید و سردار، اے میرے مولا آپ کھڑے ہو جائیے

فتکلم مما تحبك اور جو جی میں آئے کہو

وبلغ رسالت ربك اور اللہ کی رسالت کی تبلیغ کیجیے، رب کی رسالت کی تبلیغ۔ لات کی نہیں، جبل کی نہیں، عزیٰ کی نہیں رب کی۔

اے میرے سید و سردار آپ کھڑے ہو جائیے اور جو جی میں آئے کہیے۔ اب پیغمبر کھڑے ہوئے ہیں ابوطالبؑ کے کہنے پر اللہ کا وہ رسول جو بغیر کہے کھڑا نہیں ہوتا ابوطالبؑ کے کہنے پر کھڑے ہوتے ہیں، رسالت کا اعلان کر رہے ہیں۔ ابوطالبؑ کافر کو دبائے بیٹھے ہیں اور ابوطالب کا بیٹا تصدیق کر رہا ہے۔ یہ ہے اسلام۔ اسلام پسندو!۔

پیغمبر اسلام نے تقریر کی اور ابوطالبؑ کے بیٹے نے تصدیق کی۔ ابوطالب بھتیجا تو خیر بھتیجا ہے بیٹے کو منع کر دو تمہارے عقیدے کے خلاف گواہی دے رہا ہے ابھی تو بارہ برس کا بچہ ہے مگر ابوطالب بیٹے کو دیکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ بھتیجے کو دیکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ اور فخر سے اپنی گود کو دیکھتے ہیں کیا کہنا اس گود کا جس نے ایک کو پالا رسول بنا دیا دوسرے کو پالا امام بنا دیا۔

ایک بیٹا تصدیق کر رہا ہے دوسرا بیٹا اعلان رسالت کر رہا ہے اور صحیح بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ و داؤد اور دنیا بھر کی کتابوں نے لکھا: کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے

اس کے بعد اس کے پالنے والے اسے اپنا جیسا بنا لیتے ہیں۔ عدل الٰہی کا تقاضہ بھی یہی تھا۔ ہر بچہ کسی کے بھی گھر میں پیدا ہو فطرت اسلام پر پیدا ہونا چاہیے۔ پالنے والے اپنا جیسا بنا دیتے ہیں۔ خلقت میں کفر اس لیے نہیں رکھا تاکہ حشر کے دن اٹھ کر دامن عدل پر کوئی بات نہ آئے۔

پالنے والے تو نے تو میری تخلیق میں کفر رکھا تھا میں مسلمان کیسے ہوتا؟ اسی لیے کافر کے گھر میں بھی جب بچہ جو پیدا ہوا تو مسلمان تھا، کافر ماں باپ نے کافر بنایا، یہودی ماں باپ نے یہودی بنایا، نصرانی ماں باپ نے نصرانی بنایا، شیعہ ماں باپ نے شیعہ بنایا۔ ہر بچہ جب پیدا ہوا تو مسلمان ہوا تھا ابوسفیان نے دنیا بھر کی دشمنی کی مگر ۱۰۰ فیصد مسلمان۔ اور جس ابوطالبؑ نے اسلام کی پہلی منزل پر رسولؐ کو کھل کر سپورٹ support کیا، سارے کفار قریش کی مخالفت کی وہ ابوطالبؑ کافر! تعجب ہے تعجب ہے نا!

ابوطالبؑ کے بیٹے نے تصدیق کی رسالت کی، اعلانِ رسالت کی اور نُصرت کا وعدہ کیا۔ خدا کی قسم ایسا نُصرت کا وعدہ زمین و آسمان نے کسی بیٹے کا نہ دیکھا ہوگا اور نہ ایسی نُصرت دیکھی ہوگی۔ ایسی نُصرت کی رسولؐ کی کہ حق نصرت ادا ہوگیا، اسلام کا بول بالا ہوگیا۔ اور رسولؐ نے بھی فرما دیا جو میری نُصرت کرے گا وہ میرا وصی، میرا وزیر، میرا جانشین اور میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔

چلے رسولؐ تبلیغ کے لیے علیؑ ساتھ ساتھ ہیں۔ جس نے پتھر مارا علیؑ نے اس کو پتھر مارا، جس نے راستے میں کانٹے بچھائے علیؑ نے اس کا ہاتھ توڑا۔ تو معلوم یہ ہوا کہ بغیر علیؑ کی مدد کے رسولؐ کا مشن بھی مکمل نہ ہوا اور لوگ کہتے ہیں کہ علیؑ علیؑ نہ کرو۔ ارے علیؑ علیؑ کہہ کے رسولؐ نے ساری رسالت پہنچا دی۔ کسی موڑ پر بغیر علیؑ کے کسی سابق الاسلام سے کچھ نہ اکھڑ سکا، کسی موڑ پر بغیر علیؑ کے اسلام کا بیڑا پار نہ ہوا تو مسلمانو! بغیر علیؑ کے تمہارا بیڑا کیسے پار ہو جائے گا؟

چالیس دن ہو گئے لشکر جا رہا ہے ناکام واپس آ رہا ہے۔ سردار لشکر پر الزام لگا رہا

Presented by www.ziaraat.com

ہے کہ لشکر بودا ہے، لشکر سردار پر الزام لگا رہا ہے کہ سردار بودا ہے رسولؐ نے کسی سے کچھ نہ کہا۔ انتالیسویں دن جب لشکر منھ لپٹا کے ناکام لوٹ آیا تو رسولؐ نے نماز ظہر کے سجدۂ آخر میں دعا کی ''رب انی مغلوب فانتصر'' پالنے والے میں مغلوب ہوگیا میری مدد کر۔ ایسی دعا کہ بابِ استجابت سے ٹکرائی۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے فرمایا:

نادِ علیا مظهر العجائب اے رسول علیؑ کو ندا دیجیے۔

عزیزو! ندا کے لیے آواز کا بلند ہونا ضروری ہے بغیر آواز کے بلند ہوئے ندا نہیں کی جاتی۔ بڑی مشکل میں پھنس گئے رسولؐ اکرمؐ بآواز بلند کہیں: ''یاعلیؑ'' تو مفتی صاحب کہیں گے رسول بدعت کر رہے ہیں ''یاعلیؑ'' کہنا بدعت ہے نا! بدعت ہے ''یاعلیؑ'' کہنا۔

تمام تاریخیں گواہ ہیں کہ علیؑ مدینے میں ہیں کیونکہ آشوب چشم ہے۔ اب رسولؐ آواز دے رہا ہے: یاعلیؑ۔ تو مسلمانو! سن لو رسولؐ کہہ رہا ہے: یاعلیؑ۔ اب بدعت مت کہنا کیوں کہ علیؑ خیبر میں حاضر نہیں تھے، غائب تھے۔ غائب کو آواز دے رہے ہیں رسولؐ تو اسی سنّت رسولؐ پر عمل کرتے رہیے ہم بھی علیؑ کو مدد کے لیے آواز دیتے ہیں اسی لیے تو ہم علیؑ علیؑ کرتے ہیں کہ رسولؐ نے علیؑ علیؑ کہا ہے تو بدعت کہاں سے ہوگیا؟

اب رسولؐ نے اعلان کیا:

لاعطين الراية غدا رجلا كرارا غير فرار

کل میں علم اس کو دوں گا جو مرد ہوگا، یکے بعد دیگرے حملہ کرنے والا ہوگا، پشت دکھانے والا نہ ہوگا۔ کل میں علم اس کو دوں گا جو مرد ہوگا رسولؐ نے کہا کل میں علم دوں گا اور ان شاء اللہ نہیں کہا جب کہ تاریخ گواہ ہے کہ ایک مرتبہ رسولؐ نے ان شاء اللہ نہیں کہا تھا اور کل کا وعدہ کیا تھا تو چالیس دن تک جبرئیلؑ نازل نہیں ہوئے تھے اور جب نازل ہوئے تو حکم خدا لائے کہ اے رسولؐ جب کل کا وعدہ کیا کیجیے تو ان شاء اللہ کہا کیجیے۔ حکم خدا ہے ان شاء اللہ کہا کیجیے۔

رسولؐ کہہ رہے ہیں کل میں علم دوں گا اور ان شاء اللہ نہیں کہا۔ رسولؐ نے علم دینے

کا وعدہ کل پر چھوڑا اور ان شاء اللہ نہیں کہا۔ کیوں نہیں کہا؟ معاذ اللہ نافرمانی کی رسولؐ نے؟ نہیں، نافرمانی نہیں کرسکتا رسولؐ۔ تو ماننا پڑے گا کہ رسولؐ اگر علم دیتا علیؑ کو ان شاء اللہ کہتا۔ علم تو علیؑ کو اللہ نے دیا ہے تو ان شاء اللہ کہنے کی کیا ضرورت ہے؟

علیؑ آئے کہا: یا رسولؐ اللہ آنکھوں میں آشوب ہے۔ رسولؐ نے لعاب دہن لگایا آشوب غائب ہوگیا۔ علم سجایا، علیؑ کو دیا۔ لے کر چلے علیؑ۔ چلتے وقت صرف اتنا پوچھا یا رسولؐ اللہ کب تک جنگ کروں؟ کہا: جب تک فتح نہ ہوجائے۔ خدا کی قسم ناصر ہو تو ایسا یہ نہیں پوچھا یا رسولؐ اللہ پہلوان کتنا طاقتور ہے؟ لشکر کیوں شکست کھا گیا؟ کچھ نہیں پوچھا لشکر کی طرف بھی گھوم کر نہیں دیکھا۔ چل دیئے خیبر کی طرف۔ اڑنے لگا گھوڑا مانند عقاب۔ پہنچے باب خیبر تک۔ پتھر پہ علم گاڑا۔ نجوی کی عقل کا نقشہ بگاڑا۔ نکلا مرحب۔

علیؑ نے کہا سمتنی امی حیدرا میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

جو حیدرؑ کا نام مرحب نے سنا، سر جھکا کے سوچنے لگا۔ مرحب کی ماں نے مرحب سے کہا تھا بیٹا سب کے مقابلے میں جانا حیدر کے مقابلے پر مت جانا۔ کافر عورت کو یہودی عورت کو اتنا علم تھا کہ سب سے مقابلہ کرنا چاہیے مگر حیدر کے مقابلے پر نہ جانا چاہیے۔ نعرہ حیدری۔

انا الذی سمتنی امی حیدرا میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے حیدر کا نام سنتے ہی مرحب گھبرایا۔ ماں کی نصیحت یاد آئی۔ پلٹنا چاہا، شیطان آیا، آ کے کہتا ہے: ارے کہاں جاتا ہے؟ کہا: حیدر ہے۔

کہا: حیدر نام کے تو بہت سے ہوتے ہیں۔ آ گئی بات سمجھ میں۔ فنا لکھی تھی نصیب میں نا! اسی لیے سمجھ میں آ گئی شیطان کی بات۔ آیا مقابلے پر ردوبدل ہوتی رہی کچھ ہی دیر میں مرحب سمیت حارث و عنتر تینوں بھائیوں کو فنا کے گھاٹ اتار کے آگے بڑھے۔ خیبر کا در اکھاڑا، دوش ہوا پر سوار ہو کے خندق پر باب خیبر رکھا۔ پل بن گیا مسلمان مال غنیمت لوٹنے کے لئے قلعے میں داخل ہونے لگے۔ خوب مال غنیمت لوٹا۔

Presented by www.ziaraat.com

بہت توجہ عزیزو! جب یہودی عورتیں اسیر کر کے لائی گئیں رسولؐ کے سامنے تو خواہر مرحب صفیہ نے رسولؐ سے شکایت کیا: یارسولؐ اللہ یہ لوگ مجھ [illegible] طرف سے لے کر آئے جدھر میرے بھائی کا لاشہ پڑا تھا۔

ہاں عزادارو! آپ سمجھ گئے نا یہودی عورت بھی تعلیم رسولؐ کو جانتی تھی۔ اس کو بھی رحمت للعالمین سے رحم کی امید تھی کہتی ہے یا رسولؐ اللہ یہ لوگ مجھے اس طرف سے لے کر آئے جس طرف میرے بھائی کا لاشہ پڑا تھا۔ اسی دن اسی وقت رسولؐ نے حکم دیا خبردار کبھی کسی بہن کو اس کے بھائی کے لاشے پر سے نہ گزارنا۔ لیکن عزادارو! اسی رسولؐ کی نواسی کو اس کے بھائی کے بے گور و کفن لاشے پر سے گزارا گیا۔

عزادارو! جب تمام اہل حرم رسن بستہ ہو گئے اور اشقیا نے ان بی بیوں کو اونٹوں پر سوار کرنے کا ارادہ کیا تو زینبؑ نے ان لعینوں میں سے کسی کو سوار کرنے کے لیے آگے بڑھنے نہ دیا۔ بلکہ خود ایک ایک بی بی کا ہاتھ پکڑ کے سوار کرایا۔ جب تمام بی بیاں سوار ہو چکیں اور جب زینبؑ تنہا رہ گئی تو عجیب نگاہِ حسرت و یاس سے ہر طرف دیکھا لیکن کچلی ہوئی خون بھری لاشوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا۔ بے اختیار ہو کر مقتل کی طرف دوڑیں۔ جیسے ہی لاشِ حسینؑ نظر آئی خود کو بھائی کی میت پر گرا دیا اور رونے لگی۔ آواز دی:

میرے بھیا اٹھو اور اپنی بہن زینبؑ کو سوار کراؤ۔

جب میں مدینے سے چلی تھی کس قدر پردے کے اہتمام سے لائے تھے آج میں اس ذلت سے شام جا رہی ہوں۔ میرے غیرت دار بھیا اٹھو زینبؑ کو اپنے ہاتھوں سے سہارا دو۔

زینبؑ کے بین اس قدر دردناک تھے کہ ایک دفعہ بھائی کی لاش حرکت میں آ ئی اور زمینِ گرم پر تڑپنے لگی۔ کٹے ہوئے سر سے آواز آئی: میری بہن یہ نہ سمجھنا کہ حسینؑ تمہیں شام تک تنہا جانے دے گا جسم میرا یہاں ہے مگر سر میرا نیزے پر دیار بہ دیار تمہارے ساتھ رہے گا اب دیر نہ کرو جا کر سوار ہو جاؤ ننھی سکینہؑ تم کو پکار رہی ہے۔

S-Nazar Abbas
Presented by www.ziaraat.com